



دشت عشق

ہمیشہ شاہ



www.urdu novelsmania.com

Urdu Novels Mania Team©

www.urdu novelsmania.com



UrduNovelsMania



UrduNovelsMania



UrduNovelsMania



UrduNovelsMania

ناول۔۔۔۔ دشتِ عشق

رائٹر۔۔۔ نمیش شاہ

رانا صاحب یہ آپ کیا بول رہے ہیں یوں اچانک نوکری سے نکال دیا کوئی وجہ بھی تو بتائیں۔۔۔ رجب صاحب نے ماتھے پر آیا پسینہ صاف کرتے ہوئے کہا

رجب صاحب آپ نے ان بیس سالوں میں ہماری بہت خدمت کی ہے اور اسی وجہ سے ہم آپ کی بہت عزت کرتے ہیں مگر عمر کے ساتھ ساتھ آپ کی صحت اب پہلے جیسی نہیں رہی اسی لیے ہم نے آپ کی جگہ ایک نئے ورکر کو کام پر رکھا ہے۔۔۔۔ انھوں نے رسان سے کہتے ان کے چہرے کی طرف دیکھا جو کہ بالکل پیلا پڑ چکا تھا اور پریشانی ان کے انگ انگ سے نمایاں تھی سر اپنے آپ جھک گیا رانا صاحب کو وہ ایک لمحے میں ہی صدیوں کے بیمار لگے

ہم آپ کو ایک نئی نوکری پر رکھ رہے ہیں اب آپ خود کام نہیں کریں گے بلکہ باقی سب سے کام کروائیں گے۔۔ ان کے پریشان چہرے کو دیکھتے ہوئے رانا صاحب نے ان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر انہیں زندگی کی نوید سنائی تھی چند لمحے تو رجب صاحب کو اپنے کانوں پر یقین ہی نہیں آیا وہ آنکھوں میں آنسو لیے رانا صاحب کو تشکر سے دیکھنے لگے

جج جزاک اللہ خیر اکثر ا۔۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہا میں آپ کا شکریہ کیسے ادا کروں یقیناً آپ جیسے لوگ ہی ہم جیسوں کے لیے فرشتہ بن کر زمین پر آتے ہیں ورنہ تو کامیابی کی دوڑ میں انسان اشرف المخلوقات ہونے کا لقب ہی کھو چکا ہے۔۔۔ انھوں نے مسکراتے ہوئے آسودگی سے کہا تو رانا صاحب بھی مسکرا دیے سہی تو کہہ رہے تھے وہ انسان پیسے کو ضرورت بنانے کی بجائے حوس بنا بیٹھا ہے اور خود کو مشین۔

www.urdu novels mania.com

اچھا اب چلیں آپ کو آج سے ہی سب سنبھالنا ہے۔۔۔ رانا صاحب نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تو وہ مشکور نظروں سے انھیں دیکھتے اٹھ کر باہر چلے گئے

اور وہ خود سیٹ کی پشت سے ٹیک لگاتے سوچنے لگے کہ اتنا پیسہ ہونے کے باوجود بھی ان کے پاس سکون جیسی نعمت نہیں تھی یہاں تک کہ ان کے پیسے کی اس دوڑ میں وہ ایسے کھوئے کہ ان کی اولاد کب باغی اور خود سر ہو گئی انہیں پتہ ہی نہیں چلا۔۔۔ وہ سوچتے ہوئے درد کی شدت سے پھٹتے سر کو ہاتھوں میں گرا گئے



!السلام وعلیکم

رمشاء نے گھر میں داخل ہوتے ہوئے چمک کر کہا تو حال میں تسبیح پڑھتی باوجہی نے اسے ناپسندیدہ نظروں سے دیکھا اور ساتھ ہی نظر نوشین پر گئی جو چور نظروں سے انہیں ہی دیکھ رہی تھی وہ سر جھٹک کر دوبارہ تسبیح کرنے میں مصروف ہو گئیں تو نوشین نے سکھ کا سانس لیا اور رمشاء کا ہاتھ پکڑ کر اپنے کمرے میں غائب ہو گئی

ہائے ہائے ہائے ہائے شکر ہے تم مجھے اپنے کمرے میں لے آئی ورنہ تمہاری باوجہ تو کسی دن مجھے نظروں سے ہی ثابت منگل جائیں گی اور ہضم بھی کر جائیں گی۔۔۔ رمشاء نے کمرے میں آتے ہی دوپٹہ اتار کر ایک طرف پھینکا اور بیڈ پر گرتی ہوئی بولی

بابا بابا بابا نہیں یا رباوجی تو بہت اچھی ہیں بس انہیں لڑکیوں کا زیادہ بے دھڑک ہونا پسند نہیں
تم تو جانتی ہو۔۔ اس نے ہنستے ہوئے باباوجی کی سائڈلی تو ر مشاء نے سر جھٹکا

اچھا تم چھوڑو کیا کھاو گی۔۔۔ نوشین نے بات بدلتے ہوئے پوچھا
 بوتل منگوا اور ساتھ چمپس بھی۔۔ اس نے بیڈ پر پڑا رسالہ اٹھاتے ہوئے کہا اور رسالے
 کے ورق الٹ پلٹ کر دیکھنے لگی تو نوشین مسکراتی ہوئی باہر چلی گئی

اچھا نوشین مجھے تم سے ایک ضروری کام تھا۔ - نوشین کو کمرے میں آتے دیکھ رہا تھا
نے ہچکچا کر کہا

ارے اس میں پریشان ہونے والی کیا بات ہے تم بتاؤ تو سہی۔۔۔ نوشین نے اس کا ہاتھ
تھام کر محبت سے کہا

یار مجھے کچھ پیسوں کی ضرورت ہے۔۔ اس نے سر جھکاتے ہوئے کہا تو نوشین مسکراتی
ہوئی اٹھ کر اپنے بیگ میں سے پیسے نکالنے لگی جسے دیکھ کر رمشاء کے چہرے پر ایک
شیطان مسکراہٹ آگئی

بس دیکھتی جاؤ نوشی میڈم کیسے میں تم سے اپنی ہر خواہش پوری کروں گی اور تم فقط دیکھتی
رہ جاؤ گی۔۔ اس نے نفرت سے نوشین کے خوبصورت چہرے کو نظروں کے حصار میں
لیتے ہوئے دل میں کہا جبکہ دوسری طرف نوشین پر خلوص مسکراہٹ کے ساتھ اسے پیسے
تھما کر گلاس میں بوتل ڈالنے لگی



گڑیا بیٹے او گڑیا بیٹے کہاں رہ ہو چنہ۔۔۔ رجب صاحب نے گھر میں داخل ہوتے ہوئے اسے آوازیں دیں تو کچن سے ہاتھ دوپٹے سے صاف کرتی باہر آئی

السلام و علیکم جی بابا میں برتن دھورہی تھی۔۔۔ اس نے باہر آتے مسکرا کر سلام کیا اور ساتھ ہی مصروفیت کی وجہ بھی بتائی

چھوڑو اب کام یہ مٹھائی کھاؤ آپ میں بہت خوش ہوں اور اب تو آپ کو بھی پریشان ہونے کی ضرورت نہیں میں جلد ہی آپ کا ایڈیشن یونی میں کروادوں گا۔۔۔ انھوں نے ایک ٹکڑا گڑیا کے منہ میں ڈالتے ہوئے کہا تو وہ حیرانگی سے ان کا منہ دیکھنے لگی

بابا سچ بول رہے ہیں آپ پہلے تو آپ مان نہیں رہے تھے مگر اب ایسا کیا ہو گیا کہ آپ یوں اچانک مان گئے۔۔۔ اس نے حیرانگی سے ان کا چہرہ دیکھتے ہوئے پوچھا

بس میرا بچہ خدا کے کاموں کے آگے انسان کی کہاں چلتی ہے وہ تو وہاں سے راستے پیدا کر دیتا ہے جہاں سے انسان کا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔۔۔ انہوں نے محبت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

بے شک بابا۔۔ میں بہت خوش ہوں اب میں یونی جاؤں گی اپنا ڈاکٹر بننے کا خواب پورا کروں گی۔۔ وہ چمکتی ہوئی ان کے گلے سے جا لگی اس کی خوشی چھپائے نہیں چھپ رہی تھی اور رجب صاحب اپنی جھلی بیٹی کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے خدا کا شکر ادا کر رہے تھے

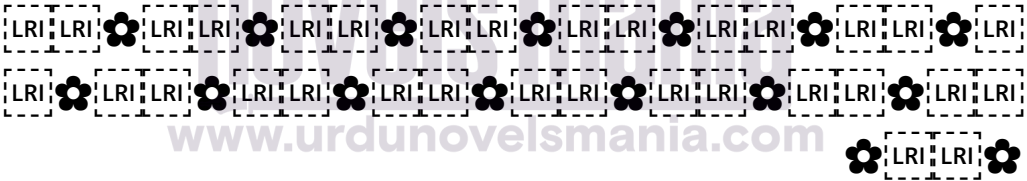
اچھا بابا آپ منہ ہاتھ دھولیں میں کھانا لگاتی ہوں پھر مل کر کھاتے ہیں۔۔۔ وہ اپنے خیالوں میں گم تھے جب گڑیا نے ان سے کہا تو چونک کر اسے دیکھنے لگے

www.urdu novels mania.com

گول چہرہ، مغرور کھڑی ناک، سیاہ بڑی بڑی آنکھیں اور سب سے بڑھ کر گلابی ہونٹ جن کے تھوڑا سا اوپر سیاہ تل اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ چمک رہا تھا مانو اس کے حسن کو بد نظر سے بچانے کے لیے خدا نے ایک چھوٹا سا سیاہ ٹیکا لگایا ہو جو اس کے حسن کو مزید بڑھا گیا تھا

بابا بابا انھیں خیالوں میں گم دیکھ کر گریا نے ان کا کندھا ہلایا تو وہ ہوش کی دنیا میں واپس آئے اُسی کی طرح کی تو تھی وہ وہی شکل و صورت وہی رنگ و روپ وہی لب و لہجہ جس کے وہ مجرم تھے اور شاید یہ پچھتاوا انھیں ساری عمر رہنا تھا

وہ لمبا سانس خارج کرتے اُس کے سر پر ہاتھ رکھتے خاموشی سے اندر چلے گئے جبکہ وہ نا سمجھی سے ان کی پشت دیکھتی کندھے اچکا کر ایک طرف بنے طوطوں کے پنجرے کی طرف چلی گئی



نوشین پتر چل تیل لے کہ آمین تیرے سر میں مالش کر دوں۔۔۔ باوجودی نے آواز دیتے ہوئے کہا تو نوشین تیل کی بوتل اٹھائے مسکراتی ہوئی ان کے پاؤں میں بیٹھ گئی

یہ رمشاء کیوں آئی تھی۔۔ انھوں نے لہجے کو کافی حد تک نارمل رکھنے کی کوشش کی مگر پھر بھی نوشین ناگواری کی رمق ان کے الفاظ سے محسوس کر سکتی تھی

ویسے ہی آئی تھی باؤجی آپ کو تو پتہ ہے کہ وہ میری اکلوتی دوست ہے میں تو جانتی نہیں اس لیے وہ خود ہی آ جاتی ہے مجھ سے ملنے۔۔۔ اس نے باؤجی کی انگلیوں کا لمس سر میں محسوس کرتے سکون سے آنکھیں موند کر جواب دیا

دیکھ نوشی تو اچھے سے جانتی ہے کہ وہ لڑکی ہمیں پسند نہیں اس کا بے باک انداز ہمیں ایک آنکھ نہیں بھاتا لڑکیوں کو اپنے آپ کو چھپا کر ہی رکھنا چاہیے ورنہ یہ دنیا تو درندوں سے بھری پڑی ہے اور دوسرا وہ لڑکی ضرورت سے زیادہ چالاک ہے جیسے وہ بے دھڑک آ جاتی ہے منہ اٹھا کر اس سے ہی ہمیں پتہ چلتا ہے کہ وہ کتنی منہ زور ہے۔۔ نوشین کے سر میں مساج کرتے ہوئے باؤجی نے کتنی دفعہ کہی ہوئی بات پھر سے کہی تو نوشین مسکرا نے لگی وہ جانتی تھی کہ باؤجی دل کی بہت اچھی ہیں مگر جوابات انہیں پسند نہ ہو وہ اس پر سمجھوتا نہیں کرتیں

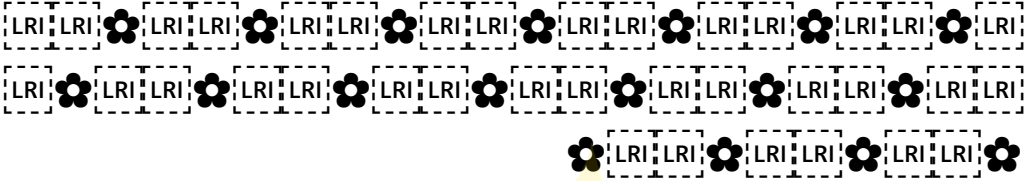
باوجہ آپ کو ہم ہر تو یقین ہے نہ ہم کبھی بھی آپ کی تربیت کو شرمندہ نہیں کریں گے جو مرضی کو جائے۔۔۔ چہرہ ان کی طرف موڑتی وہ ان کے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھتی ہوئی بولی تو باوجہ نے اس کا چاند سا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھرا

میری جان ہم جانتے ہیں کہ ہماری تربیت آپ کو کبھی بھی غلط راہ پر نہیں جانے دے گی مگر یہ دنیا کے یہاں زرا راسی بات پر زندگیاں تباہ ہو جاتی ہیں اور آپ تو پھر حویلی کا خون ہیں آپ کا کردار تو چمکتے ہوئے چاند کی طرح ہے جس پہ لگا ایک چھوٹا سا دھبہ بھی پورے چاند کو داغ دار کر دے گا۔۔۔ انھوں نے سمجھاتے ہوئے اس کا ماتھا چوما

باوجہ ہم خیال رکھیں گے ہر بات کا۔۔۔ وہ ان کی گود میں سر رکھتی لاڈ سے بولی تو باوجہ بھی مسکرانے لگیں

وہ جانتی تھیں کہ ان کی بیٹی کتنی معصوم ہے دنیا کے رنگوں کو نہیں جانتی مگر اس میں اس کا بھی کوئی قصور نہیں تھا جس ماحول میں وہ پلی بڑھی تھی وہاں کسی بھی قسم کی چالاکیاں اسے

نہیں سکھائی گئی تھیں وہ تو محبتیں بانٹنے والوں میں سے تھی تو وہ کیسے کسی سے نفرت کر سکتی تھی یا کسی کو برا سمجھ سکتی تھی



!! باؤجی ۔۔

!!! باؤجی

میں لٹ گیا برباد ہو گیا میں کسی کو منہ دکھانے کے لائق نہیں رہا اس لڑکے نے میری بیٹی کے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش کی ہے ۔۔۔ حویلی کے صحن میں پنچایت لگی ہوئی تھی جہاں گاؤں کا ہر چھوٹا بڑا جمع تھا اور باؤجی صدارتی کرسی پر بیٹھیں سب کے مسائل سن رہی تھیں جب گاؤں کا ایک بوڑھا آدمی روتے ہوئے اپنی بیٹی کو لیے وہاں آیا اور ساری بات باؤجی کو بتاتے ہوئے ایک دفعہ پھر رو پڑا اور ساتھ ہی دوسری طرف اشارہ کیا جہاں کچھ

لڑکے ایک پچیس چھبیس سال کہ ایک لڑکے کو زبردستی پکڑے کھڑے تھے ہر کوئی ان کی طرف متوجہ ہوگا لوگ ایک دوسرے کے کان میں چیمگوئیاں کرنے لگے

ایک غریب کے پاس ہوتا ہی کیا ہے عزت کے سوا اس پر بھی ان جیسے امیر زادوں کی گندی نظر ہوتی ہے دیکھیں کیا حالت کر دی ہے میری بچی کی۔۔۔ ایک دفعہ پھر بوڑھے آدمی کی آواز گونجی تو ہر کوئی اس کی تائید میں بول اٹھا

وہ بوڑھا اس وقت اپنی بیٹی پہ گزری قیامت کا مقدمہ لیے انصاف کا طلبگار تھا وہ جانتا تھا اماں جی اپنے اصولوں کی کتنی کپی ہیں اسی لیے پولیس سٹیشن جانے کی بجائے وہ حویلی میں کھڑا تھا

www.urdu novels mania.com

ہمسلم۔۔۔ باؤ جی نے پوری بات سن کر اُس لڑکے کی طرف دیکھتے ہوئے ہنکارا بھرا اور کرسی سے اٹھتی اس لڑکے کی طرف گئیں جو لا تعلق بنا ادھر ادھر دیکھ رہا تھا جیسے یہ اب کسی اور کی بات کر رہے ہوں اور اسے ان سب سے کوئی تعلق واسطہ نہ ہو گردن اب بھی اکڑی ہوئی تھی پیسے اور خاندان کا گھمنڈ اس کے چہرے سے عیاں تھا وہ جانتا تھا کہ یہ لوگ اُس کا

کچھ نہیں بگاڑ سکتے، جمہی خاموش کھڑا یہ سب تماشا دیکھ رہا تھا کیوں کہ وہ باؤجی کہ اصولوں سے واقف نہیں تھا

چاخ۔۔۔ ایک دم فضا میں تھپڑ کی آواز گونجی ہر کوئی دم بخود سا باؤجی کا یہ روپ دیکھ رہا تھا جن کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو رہی تھیں اور چہرہ ضبط کہ گواہی دے رہا تھا

مردان مولوی صاحب کو بلاوا بھی اور اسی وقت اس لڑکی کا نکاح اس لڑکے سے ہوگا اور ہاں اسٹام پیپر بھی لے کر آؤ۔۔۔ خونخوار نظروں سے اس لڑکے کو دیکھتے انہوں نے اپنے بیٹے کو آواز دی جو فوراً سر ہلاتا باہر چلا گیا جبکہ منیر ابھی تک بے یقینی سے منہ پر ہاتھ رکھے سامنے موجود عورت کو دیکھ رہا تھا جس کی عمر تقریباً پینتالیس سال کے لگ بھگ تھی سفید سوٹ میں ملبوس۔۔۔ سفید ہی دوپٹہ سر پر جمائے جس میں سے ان کے تھوڑے سے بال نظر آ رہے تھے جو شاید تھپڑ مارتے وقت دوپٹہ پیچھے کھسکنے کی وجہ سے سامنے آ گئے تھے ان میں کچھ بال سفید چاندی کہ تھے جبکہ کچھ سیاہ ہی تھے پُر نور چہرے پر جلال لیے وہ اس وقت منیر کو کسی مضبوط چٹان کی طرح لگیں کہ ایک دفعہ تو وہ بھی گھبرا گیا جبکہ باقی سب لوگ خاموشی سے باؤجی کہ فیصلے پر سر جھکا گئے حتیٰ کہ لڑکی کہ باپ نے بھی اُف تک نہیں کی

تم لوگ میرے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے۔۔ ہوش میں آتے اس نے چیخ کر کہتے خود کو مضبوط ظاہر کرنے کی ناکام سی کوشش کی اور ان لڑکوں سے پھڑوانے اپنے بازو پھڑوانے کی کوشش کرنے لگا

نہ تو تمہاری رائے کسی نے مانگی ہے اور نہ ہی تم ایسا کوئی حق رکھتے ہو کیونکہ صفائی تم تب پیش کرتے جب تم نے ایسا کچھ نہیں کیا ہوتا یا یہ کوئی غلط فہمی ہوتی تب ہم تمہیں صفائی کا موقع دیتے مگر اب تو آدھا گاؤں تمہارے خلاف گواہی دے رہا ہے اس لیے یہ حق بھی تم کھو چکے ہو۔۔ باوجودی نے ضبط کرتے ہوئے سخت لہجے میں اس جواب دیا جو لڑکوں کے حصار میں جکڑا ہوا کھڑا تھا

www.urdu novels mania.com

منیر کے گلے میں گھٹی سی ڈوب کر ابھری مگر وہ خاموشی سے کھڑا رہا کیوں کہ وہ جانتا تھا اگر اس نے یہاں سے بھاگنے کی کوشش کی تو یہ لوگ اس پر پتھر اور شروع کر دیں گے یا اسے نار دیں گے اس لیے وہ خاموشی سے کھڑا رہا کیوں کہ اسی میں اس کی بھلائی تھی

باؤجی مولوی صاحب آگئے۔۔۔ مردان نے نظریں جھکائے آدب سے کہا تو باؤجی نے ہاں میں گردن ہلاتے مولوی صاحب کو بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ رجسٹر سنبھالتے ہوئے بیٹھ گئے

باؤجی نے سوالیہ نظروں سے لڑکی کے باپ کی طرف دیکھا جس نے فوراً ہاتھ جوڑ دیے مطلب صاف تھا

باؤجی نے نظر کے اشارے سے مولوی صاحب کو نکاح شروع کرنے کا کہا تو وہ جلدی سے نکاح پڑھانے لگے اور کچھ ہی دیر میں اسباب و قبول کے بعد سدرہ منیر کی زندگی میں لکھ دی گئی

رو کو اس اسٹام پیپر پر بھی سائن کرو۔۔۔ منیر نکاح کے بعد غصے سے اٹھ کر جانے لگا تو باؤجی کی آواز نے اس کے قدم جکڑے اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا جہاں مردان ہاتھ میں اسٹام پیپر لیے کھڑا تھا

یہ کیا ہے۔۔۔؟؟

اس نے سپاٹ لہجے میں پوچھا



کراچی جیسے بڑے شہر میں جہاں زندگی انتہائی مصروف ہوتی ہے ہر کوئی آزادی کو کھل کر جیتا ہے ایسا ہی ایک انسان اس وقت اپنے لپ ٹاپ پر جھکا ارد گرد سے بلکل بے پروا بیٹھا اپنے کام میں مصروف تھا یہ کیفے نیچر فرینڈلی بنائے گئے تھے جہاں ارد گرد درخت تھے اور ان درختوں کے سائے میں میز اور کرسیوں کو سیٹ کیا گیا تھا تاکہ لوگ اپنے بند گھروں سے نکل کر تھوڑی دیر قدرتی ماحول میں سانس لے سکیں وہ بھی یہاں اسی لیے موجود تھا کہ اسے یہاں سکون ملتا تھا پر سکون فضا جہاں شہر کی کھلبلی مچی زندگی کو کچھ وقت کے لیے انسان بھول جاتا تھا یہ کیفے بہت خوبصورتی سے ڈیکوریٹ کیا گیا تھا

www.urduNovelsMania.com

لکڑی سے بنے گول میز اور کے گرد رکھی لکڑی کی ہی تین تین کرسیاں چار دیواری کے طور پر پودوں کی دیواریں بنائی گئی تھیں جو کہ اس کی خوبصورتی کو بڑھا دیتی تھیں اور فضا میں پھیلی پھولوں اور پودوں کی خوشبو زہن کو تروتازہ کر دیتی تھی

سر کچھ چاہئے آپ کو۔۔؟ وہ لیپ ٹاپ پر کام کرنے میں مصروف تھا جب ویٹر نے اس سے پوچھا اس نے گردن گھما کر اسے دیکھا اور پھر ہاتھ میں پہنی رولیکس کی گھڑی جو اس وقت شام کے پانچ کا وقت بتا رہی تھی

ہاں یا ایسا کرو ایک چائے کے آؤ ساتھ سینڈوچ اور کچھ سنیکس بھی لے آنا۔۔۔ اس نے مسکراتے ہوئے کہا کیوں کے وہ دو بجے کا یہاں موجود تھا اور کام میں اتنا مصروف تھا کہ اسے وقت گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوا مگر اب زوروں کی بھوک لگ رہی تھی اور کام بھی تقریباً ختم ہونے والا تھا اس لیے اس نے آرڈر کر دیا تو ویٹر اسے جواباً سائل پاس کرتا واپس چلا گیا اور وہ پھر سے کام میں مصروف ہو گیا ریڈ ہاف بازوؤں والی ٹی شرٹ کے ساتھ بلو پینٹ پہنے لکھے بالوں کو ہاتھ سے سیٹ کرتا ڈارک براؤن آنکھوں کو لیپ ٹاپ پر مرکوز

کیے وہ اس وقت کافی پرسکون لگ رہا تھا جو کہ اس کے چہرے پہ موجود مسکراہٹ صاف بتا رہی تھی

سر آپ کا آرڈر۔۔ ویٹر نے کہتے ہوئے چائے اور باقی چیزیں میز پر رکھیں اور واپس چلا گیا

اس نے مصروف سے انداز میں چائے کا کپ لبوں سے لگایا اور ایک گھونٹ بھر کر واپس رکھتے ہوئے پلیٹ سے سینڈوچ اٹھانا چاہا مگر پلیٹ میں سینڈوچ ہوتا تو اس کے ہاتھ میں آتا۔۔ لمحوں میں اس کے ماتھے پر بل پڑ گئے اس نے ناگواری اور حیرانگی سے خالی پلیٹ کو دیکھا جب اس کی نظر پلیٹ سے ہوتی ہوئی سامنے گئی جہاں ایک لڑکی نندیوں کی طرح اس کا سینڈوچ کھا رہی تھی

www.urdu novels mania.com

اوائے کون ہو تم۔۔۔ اس نے غصے سے مگر آہستہ آواز میں پوچھا
وہ جو اپنی ہی دھن میں جلدی جلدی سینڈوچ کھا رہی تھی اس کی آواز سے اچھل پڑی اور
ڈرتے ہوئے سینڈوچ اس کی طرف بڑھا دیا

انکل مجھے مارو نہیں یہ آپ لے لو۔۔ اس نے گھبراتے ہوئے فوراً سینڈوچ والا ہاتھ اس کے سامنے کیا اور دوسرے ہاتھ سے سر میں خارش کرنے لگی جبکہ آنکھیں فوراً پانی سے بھر گئیں

انکل۔۔ طلال نے حیرانگی سے انکل لفظ دوہراتے اس لڑکی کو دیکھا جو اٹھارہ سے بیس کے لگ بھگ تھی اور اسے انکل بول رہی تھی مگر جلد ہی اس لڑکی کے حلیے سے طلال کو احساس ہوا کہ شاید اس کا دماغی توازن ٹھیک نہیں کیونکہ اس کا حلیہ بھی عجیب اور گندہ تھا

گندے لہجے ہوئے بال جو کہ دھول میں اٹے ہوئے تھے پیلے دانت جسم پر کہیں کہیں زخم کے نشان پاؤں جوتے سے بے نیاز جبکہ اس کا پہنا ہوا فراک بھی دامن سے پھٹا ہوا تھا طلال کو ایک دم ہی اس پر ترس آیا

کیسے ہوتے ہیں وہ ماں باپ جو علاج کے ڈر سے اپنی ہی اولاد کو دنیا کے دھکوں کے سپرد کر دیتے ہیں یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ دنیا درندوں سے بھری پڑی ہے۔۔ یہاں تک کہ لوگ اپنی حوس مٹانے کے لیے جنس کا لحاظ بھی بھول چکے ہیں۔۔ اس نے سوچتے ہوئے

سر جھٹکا اور باقی کے سنیکس بھی اس کے سامنے رکھتے ہوئے کھانے کا اشارہ کیا تو وہ خوش ہوتی فوراً سے کھانے لگی مگر طلال سے چائے کا ایک گھونٹ تک نہ حلق سے اتارا گیا بمشکل چائے کو ختم کرتے ہوئے وہ اپنی چیزیں سمیٹتا اس لڑکی پر سرسری سی نظر ڈالتا اٹھ کر بل پے کرنے چلا گیا

ارے یار۔۔ گاڑی کا لاک کھولنے کے لیے اس نے جیب سے چابی نکالنے کی کوشش کی تو وہ نہیں تھی مطلب وہ چابی ادھر میز پر ہی بھول آیا تھا اس لیے وہ چابی لینے واپس گیا جو ادھر میز پر ہی پڑی تھی مگر اب وہ لڑکی وہاں سے جا چکی تھی طلال نے ادھر ادھر دیکھا مگر وہ کہیں نہیں تھی تو وہ سر جھٹکتا واپس اپنی گاڑی میں بیٹھ کر وہاں سے نکلتا چلا گیا

www.urdu novels mania.com

باؤجی۔۔!!

باؤجی!!!

میں لٹ گیا برباد ہو گیا میں کسی کو منہ دکھانے کے لائق نہیں رہا اس لڑکے نے میری بیٹی کے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش کی ہے۔۔۔ حویلی کے صحن میں پنچایت لگی ہوئی تھی جہاں گاؤں کا ہر چھوٹا بڑا جمع تھا اور باؤجی صدارتی کرسی پر بیٹھیں سب کے مسائل سن رہی

تھیں جب گاؤں کا ایک بوڑھا آدمی روتے ہوئے اپنی بیٹی کو لیے وہاں آیا اور ساری بات باؤجی کو بتاتے ہوئے ایک دفعہ پھر رو پڑا اور ساتھ ہی دوسری طرف اشارہ کیا جہاں کچھ لڑکے ایک پچیس چھبیس سال کہ ایک لڑکے کو زبردستی پکڑے کھڑے تھے ہر کوئی ان کی طرف متوجہ ہو گا لوگ ایک دوسرے کے کان میں چیمگوئیاں کرنے لگے

ایک غریب کے پاس ہوتا ہی کیا ہے عزت کے سوا اس پر بھی ان جیسے امیر زادوں کی گندی نظر ہوتی ہے دیکھیں کیا حالت کر دی ہے میری بچی کی۔۔۔ ایک دفعہ پھر بوڑھے آدمی کی آواز گونجی تو ہر کوئی اس کی تائید میں بول اٹھا

وہ بوڑھا اس وقت اپنی بیٹی پہ گزری قیامت کا مقدمہ لیے انصاف کا طلبگار تھا وہ جانتا تھا اماں جی اپنے اصولوں کی کتنی پکی ہیں اسی لیے پولیس سٹیشن جانے کی بجائے وہ حویلی میں کھڑا تھا

ہمسیم۔۔۔ باؤجی نے پوری بات سن کر اُس لڑکے کی طرف دیکھتے ہوئے ہنکارا بھرا اور کرسی سے اٹھتی اس لڑکے کی طرف گئیں جو لا تعلق بنا ادھر ادھر دیکھ رہا تھا جیسے یہ اب کسی

اور کی بات کر رہے ہوں اور اسے ان سب سے کوئی تعلق واسطہ نہ ہو گردن اب بھی اکڑی ہوئی تھی پیسے اور خاندان کا گھمنڈ اس کے چہرے سے عیاں تھا وہ جانتا تھا کہ یہ لوگ اُس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے جمہی خاموش کھڑا یہ سب تماشا دیکھ رہا تھا کیوں کہ وہ باؤجی کہ اصولوں سے واقف نہیں تھا

چٹاخ۔۔ ایک دم فضا میں تھپڑ کی آواز گونجی ہر کوئی دم بخود سا باؤجی کا یہ روپ دیکھ رہا تھا جن کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو رہی تھیں اور چہرہ ضبط کہ گواہی دے رہا تھا

مردان مولوی صاحب کو بلاؤا بھی اور اسی وقت اس لڑکی کا نکاح اس لڑکے سے ہو گا اور ہاں اسٹام پیپر بھی لے کر آؤ۔۔ خونخوار نظروں سے اس لڑکے کو دیکھتے انہوں نے اپنے بیٹے کو آواز دی جو فوراً سر ہلاتا باہر چلا گیا جبکہ منیر ابھی تک بے یقینی سے منہ پر ہاتھ رکھے سامنے موجود عورت کو دیکھ رہا تھا جس کی عمر تقریباً پینتالیس سال کے لگ بھگ تھی سفید سوٹ میں ملبوس۔۔ سفید ہی دوپٹہ سر پر جمائے جس میں سے ان کے تھوڑے سے بال نظر آ رہے تھے جو شاید تھپڑ مارتے وقت دوپٹہ پیچھے کھسکنے کی وجہ سے سامنے آ گئے تھے ان میں کچھ بال سفید چاندی کہ تھے جبکہ کچھ سیاہ ہی تھے پُر نور چہرے پر جلال لیے وہ اس

وقت منیر کو کسی مضبوط چٹان کی طرح لگیں کہ ایک دفعہ تو وہ بھی گھبرا گیا جبکہ باقی سب لوگ خاموشی سے باؤجی کہ فیصلے پر سر جھکا گئے حتیٰ کہ لڑکی کہ باپ نے بھی اُف تک نہیں کی

تم لوگ میرے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے۔۔ ہوش میں آتے اس نے چیخ کر کہتے خود کو مضبوط ظاہر کرنے کی ناکام سی کوشش کی اور ان لڑکوں سے پھڑوانے اپنے بازو پھڑوانے کی کوشش کرنے لگا

نہ تو تمہاری رائے کسی نے مانگی ہے اور نہ ہی تم ایسا کوئی حق رکھتے ہو کیونکہ صفائی تم تب پیش کرتے جب تم نے ایسا کچھ نہیں کیا ہوتا یا یہ کوئی غلط فہمی ہوتی تب ہم تمہیں صفائی کا موقع دیتے مگر اب تو آدھا گاؤں تمہارے خلاف گواہی دے رہا ہے اس لیے یہ حق بھی تم کھو چکے ہو۔۔ باؤجی نے ضبط کرتے ہوئے سخت لہجے میں اس جواب دیا جو لڑکوں کے حصار میں جکڑا ہوا کھڑا تھا

منیر کے گلے میں گھٹی سی ڈوب کر ابھری مگر وہ خاموشی سے کھڑا رہا کیوں کہ وہ جانتا تھا اگر اس نے یہاں سے بھاگنے کی کوشش کی تو یہ لوگ اس پر پتھر اور شروع کر دیں گے یا اسے نار دیں گے اس لیے وہ خاموشی سے کھڑا رہا کیوں کہ اسی میں اس کی بھلائی تھی

باوجہ مولوی صاحب آگئے۔۔۔ مردان نے نظریں جھکائے آدب سے کہا تو باوجہ نے ہاں میں گردن ہلاتے مولوی صاحب کو بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ رجسٹر سنبھالتے ہوئے بیٹھ گئے

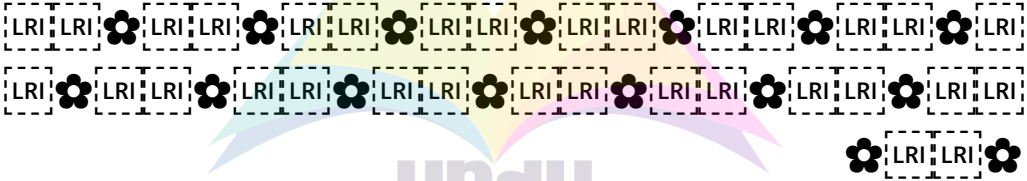
باوجہ نے سوالیہ نظروں سے لڑکی کے باپ کی طرف دیکھا جس نے فوراً ہاتھ جوڑ دیے مطلب صاف تھا

باوجہ نے نظر کے اشارے سے مولوی صاحب کو نکاح شروع کرنے کا کہا تو وہ جلدی سے نکاح پڑھانے لگے اور کچھ ہی دیر میں ایجاب و قبول کے بعد سدرہ منیر کی زندگی میں لکھ دی گئی

روکو اس اسٹام پیپر پر بھی سائن کرو۔۔۔ منیر نکاح کے بعد غصے سے اٹھ کر جانے لگا تو باؤ جی کی آواز نے اس کے قدم جکڑے اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا جہاں مردان ہاتھ میں اسٹام پیپر لیے کھڑا تھا

یہ کیا ہے۔۔۔؟؟

اس نے سپاٹ لہجے میں پوچھا



کراچی جیسے بڑے شہر میں جہاں زندگی انتہائی مصروف ہوتی ہے ہر کوئی آزادی کو کھل کر جیتا ہے ایسا ہی ایک انسان اس وقت اپنے لیپ ٹاپ پر جھکا ارد گرد سے بالکل بے پروا بیٹھا اپنے کام میں مصروف تھا یہ کیفے نیچر فرینڈلی بنائے گئے تھے جہاں ارد گرد درخت تھے اور ان درختوں کے سائے میں میز اور کرسیوں کو سیٹ کیا گیا تھا تاکہ لوگ اپنے بند گھروں سے منسلک کر تھوڑی دیر قدرتی ماحول میں سانس لے سکیں وہ بھی یہاں اسی لیے موجود تھا کہ

اسے یہاں سکون ملتا تھا پر سکون فضا جہاں شہر کی کھلبلی مچی زندگی کو کچھ وقت کے لیے انسان بھول جاتا تھا یہ کیفے بہت خوبصورتی سے ڈیکوریٹ کیا گیا تھا

لکڑی سے بنے گول میز اور کے گرد رکھی لکڑی کی ہی تین تین کرسیاں چار دیواری کے طور پر پودوں کی دیواریں بنائی گئی تھیں جو کہ اس کی خوبصورتی کو بڑھادیتی تھیں اور فضا میں پھیلی پھولوں اور پودوں کی خوشبو زہن کو تروتازہ کر دیتی تھی

سر کچھ چاہتے آپ کو۔۔؟ وہ لیپ ٹاپ پر کام کرنے میں مصروف تھا جب ویٹر نے اس سے پوچھا اس نے گردن گھما کر اسے دیکھا اور پھر ہاتھ میں پہنی رولیکس کی گھڑی جو اس وقت شام کے پانچ کا وقت بتا رہی تھی

www.urdu novels mania.com

ہاں یا ایسا کرو ایک چائے کے آؤ ساتھ سینڈوچ اور کچھ سنیکس بھی لے آنا۔۔۔ اس نے مسکراتے ہوئے کہا کیوں کے وہ دو بجے کا یہاں موجود تھا اور کام میں اتنا مصروف تھا کہ اسے وقت گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوا مگر اب زوروں کی بھوک لگ رہی تھی اور کام بھی تقریباً ختم ہونے والا تھا اس لیے اس نے آرڈر کر دیا تو ویٹر اسے جواباً سائل پاس کرتا

واپس چلا گیا اور وہ پھر سے کام میں مصروف ہو گیا ریڈ ہاٹ بازوؤں والی ٹی شرٹ کے ساتھ بلو پیٹ پہنے لہجے بالوں کو ہاتھ سے سیٹ کرتا ڈارک براؤن آنکھوں کو لپ ٹاپ پر مرکوز کیے وہ اس وقت کافی پرسکون لگ رہا تھا جو کہ اس کے چہرے پہ موجود مسکراہٹ صاف بتا رہی تھی

سر آپ کا آرڈر۔۔ ویٹر نے کہتے ہوئے چائے اور باقی چیزیں میز پر رکھیں اور واپس چلا گیا

اس نے مصروف سے انداز میں چائے کا کپ لبوں سے لگایا اور ایک گھونٹ بھر کر واپس رکھتے ہوئے پلیٹ سے سینڈوچ اٹھانا چاہا مگر پلیٹ میں سینڈوچ ہوتا تو اس کے ہاتھ میں آتا۔۔ لمحوں میں اس کے ماتھے پر بل پڑ گئے اس نے ناگواری اور حیرانگی سے خالی پلیٹ کو دیکھا جب اس کی نظر پلیٹ سے ہوتی ہوئی سامنے گئی جہاں ایک لڑکی ندیدوں کی طرح اس کا سینڈوچ کھا رہی تھی

اوائے کون ہو تم۔۔۔ اس نے غصے سے مگر آہستہ آواز میں پوچھا

وہ جو اپنی ہی دھن میں جلدی جلدی سینڈوچ کھا رہی تھی اس کی آواز سے اچھل پڑی اور ڈرتے ہوئے سینڈوچ اس کی طرف بڑھا دیا

انکل مجھے مارو نہیں یہ آپ لے لو۔۔ اس نے گھبراتے ہوئے فوراً سینڈوچ والا ہاتھ اس کے سامنے کیا اور دوسرے ہاتھ سے سر میں خارش کرنے لگی جبکہ آنکھیں فوراً پانی سے بھر گئیں

انکل۔۔ طلال نے حیرانگی سے انکل لفظ دوہراتے اس لڑکی کو دیکھا جو اٹھارہ سے بیس کے لگ بھگ تھی اور اسے انکل بول رہی تھی مگر جلد ہی اس لڑکی کے حلیے سے طلال کو احساس ہوا کہ شاید اس کا دماغی توازن ٹھیک نہیں کیونکہ اس کا حلیہ بھی عجیب اور گندہ تھا

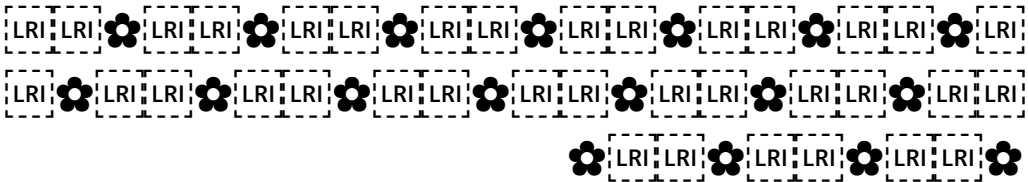
www.urdu novels mania.com

گندے لکھے ہوئے بال جو کہ دھول میں اٹے ہوئے تھے پیلے دانت جسم پر کہیں کہیں زخم کے نشان پاؤں جوتے سے بے نیاز جبکہ اس کا پہنا ہوا فراک بھی دامن سے پھٹا ہوا تھا

طلال کو ایک دم ہی اس پر ترس آیا

کیسے ہوتے ہیں وہ ماں باپ جو علاج کے ڈر سے اپنی ہی اولاد کو دنیا کے دھکوں کے سپرد کر دیتے ہیں یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ دنیا درندوں سے بھری پڑی ہے۔۔۔ یہاں تک کہ لوگ اپنی حوس مٹانے کے لیے جنس کا لحاظ بھی بھول چکے ہیں۔۔۔ اس نے سوچتے ہوئے سر جھٹکا اور باقی کے سنیکس بھی اس کے سامنے رکھتے ہوئے کھانے کا اشارہ کیا تو وہ خوش ہوتی فوراً سے کھانے لگی مگر طلال سے چائے کا ایک گھونٹ تک نہ حلق سے اتار گیا بمشکل چائے کو ختم کرتے ہوئے وہ اپنی چیزیں سمیٹتا اس لڑکی پر سر سر می سی نظر ڈالتا اٹھ کر بل پے کرنے چلا گیا

ارے یار۔۔۔ گاڑی کا لاک کھولنے کے لیے اس نے جیب سے چابی نکالنے کی کوشش کی تو وہ نہیں تھی مطلب وہ چابی ادھر میز پر ہی بھول آیا تھا اس لیے وہ چابی لینے واپس گیا جو ادھر میز پر ہی پڑی تھی مگر اب وہ لڑکی وہاں سے جا چکی تھی طلال نے ادھر ادھر دیکھا مگر وہ کہیں نہیں تھی تو وہ سر جھٹکتا واپس اپنی گاڑی میں بیٹھ کر وہاں سے نکلتا چلا گیا



رانا صاحب آفس سے تھکے ہوئے گھر آئے تو حسب معمول سناٹے نے ان کا استقبال کیا حال میں داخل ہوتے انھوں نے صوفے پر بیگ اور کوٹ رکھا اور وہیں آنکھیں موندے لیٹ گئے

سرپانی۔۔ ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی جب ملازمہ کی آواز ان کے کانوں میں پڑی تو وہ سیدھے ہوتے گلاس اس کے ہاتھ سے تمام کربوں سے لگا گئے

باقی سب کدھر ہیں ہیں۔۔ انھوں نے جانتے ہوئے بھی سوال پوچھا

سریمیم تو اپنی کسی دوست کی پارٹی میں گئی ہیں اور چھوٹے بابا بھی باہر ہی ہیں جب کہ نوال بی بی اپنے کمرے میں ہیں۔۔ ملازمہ نے سر جھکائے تفصیل سے بتایا

ہمسلم۔۔۔ ٹھیک ہے تم جاؤ۔۔ انھوں نے ہنکارا بھرتے کہا تو ملازمہ خالی گلاس اٹھاتی واپس کچن میں چلی گئی وہ بھی بیگ اٹھاتے اٹھے اور کمرے میں فریش ہونے چلے گئے



خاور راجپوت اپنے ماں باپ کے اکلوتے بیٹے تھے اور انتہائی نازوں پہلے تھے ان کے والد گاؤں کے سر پنچ اور چوہدری تھے بڑی سی حویلی اور نوکر چاکر ہمہ وقت حاضر ہوتے جوانی میں قدم رکھا تو ہر طرف ان کی خوبصورتی اور وجاہت کے چرچے ہونے لگے۔

ایک گھبرو جوان مرد تھے زمین جائیداد پیسہ سب تھا اس لیے لوگ خود ہی انہیں اپنی بیٹیوں کا رشتہ بھجوانے لگے مگر انہوں نے سب کو ٹھکرا دیا اور پھر ان کی زندگی میں آئی ایک انتہائی اکڑو مزاج لڑکی ورشہ جو کسی سے بات کرنا تو دور دیکھنا بھی پسند نہیں کرتی تھی

ورشہ بھی نازنخروں سے پلی تھی اور پانچ بھائیوں کی اکلوتی بہن تھی اس لیے ضد اور ہٹ دھرمی اس کی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی لیکن خاور بھی اپنے نام کے ایک تھے ورشہ کے بھائی کی شادی میں گئے اور اس کی پازیب کی کھنک میں اپنا دل ہار آئے۔

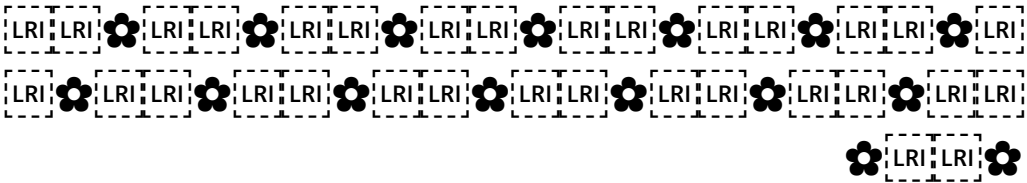
وہ سبز آنکھوں والی حسینہ انہیں کسی پل چین نہ لینے دیتی اسی لیے کچھ دن بعد ہی اپنے ماں باپ کے ساتھ اس کا رشتہ لیے کے جا پہنچے ورثہ لاکھ جھپٹائی مگر باپ کے سامنے ایک نہ چلی اور وہ بیاہ کر ہمیشہ کے لیے خاور کے پاس چلی آئیں جنہوں نے اپنے ہر ہر عمل سے ورثہ پہ یہ ثابت کیا کہ خاور کی زندگی میں شامل ہونا اس کی خوش قسمتی تھی۔

ورثہ کو لاڈ سے سب باوجی کہنے لگے زندگی ہنسی خوشی بسر ہو رہی تھی۔۔۔ شادی کے ڈیڑھ سال بعد انہیں خدا نے بیٹے سے نوازا مگر خاور کو ہمیشہ بیٹی کی چاہت رہی لیکن ورثہ کی طبعیت ناساز رہنے لگی اس لیے ڈاکٹر ز نے انہیں مزید پر یگننسی سے روک دیا جس سے خاور کافی اداس ہو گئے مگر ورثہ کے سامنے خوش رہتے اور اسے بھی خوش رکھتے

پانچ سال یونہی ہنسی خوشی گزر گئے جب ایک دن اچانک ورثہ کی طبعیت خراب ہو گئی جب چیک اپ کے بعد پتہ چلا کہ وہ امید سے ہیں خاور تو پریشان ہو گئے مگر پوری حویلی میں خوشی کی لہر دوڑ گئی خاور صاحب نے بھی خدا سے رورو کر بیٹی کی دعائیں مانگیں جو کے عرش الہی میں قبول ہو گئیں اور خدا نے انہیں نوشین کی صورت میں ایک چاند سی بیٹی عطا کی۔۔

وقت آہستہ آہستہ گزرتا گیا جب ایک حادثے میں اچانک خاور صاحب اور ان کے والدین کا انتقال ہو گیا اور ورثہ بھری جوانی میں بیوگی کی چادر اوڑھ کر بیٹھ گئیں بھائیوں نے بہت کوشش کی کہ وہ ان کے پاس آجائیں مگر سب بے سود پورے گاؤں میں ایک نام تھا ان کے شوہر اور سرس کا جسے وہ یوں بے مول کر کے نہیں جاسکتیں تھیں انھیں سنبھالنا تھا خود کو بھی اور اپنے گاؤں کو بھی اس لیے انھوں نے اپنے سر کی جگہ پنچائیت کے فیصلے خود کرنے لگیں جس سے سب لوگ ان کی عزت کرنے لگے۔

بہت سے لوگوں نے اعتراض بھی کیا مگر ورثہ نے کسی کی بھی پروا نہیں کی بلکہ دن بدن گاؤں کو ترقی کی راہ پر لے کے آئیں اور ہر سہولت فراہم کرنے کی بھرپور کوشش کی جس سے گاؤں والوں میں ان کی عزت اور مرتبہ اور بڑھ گیا اسی لیے سب انہیں عزت سے باؤ جی کہنے لگے وہی باؤ جی جس کی آس پاس کے سبھی گاؤں میں بہت دھوم تھی اور اسی وجہ سے بہت سے گیدڑ بھپکیاں کرنے والے دل میں زہر اور حسد کی آگ لیے ان کے دشمن بن بیٹھے تھے



نکاح کے بعد باوجی نے ایک خوبصورت لال جوڑا پہنا کر جنت کو منیر کے ساتھ رخصت کر دیا تھا جو غصے سے بھرا بیٹھا تھا

وہ اسے لے کر اپنے فارم ہاؤس آیا۔۔۔۔۔ پورے راستے وہ روتی رہی تھی جس سے منیر کا غصہ قابو سے باہر ہو رہا تھا مگر پھر بھی وہ ضبط کر کے بیٹھا رہا فارم ہاؤس آ کر وہ خود گاڑی سے نکل کر کمرے اندر چلا گیا جب کہ وہ ہونٹوں کی طرح گاڑی میں بیٹھی ادھر ادھر دیکھنے لگی اور پھر زور و شور سے رونے لگی کیوں کہ وہ تو آج پہلی دفعہ گاڑی میں بیٹھی تھی اس لیے اسے بالکل اندازہ نہیں تھا کہ دروازہ کیسے کھلے گا جو شاید لاک ہو چکا تھا

اندر آ کر وہ غصے سے بپھرا ہوا حرام پینے میں مصروف تھا آنکھیں غصے سے لال انگارہ ہو رہی تھیں جیسے ابھی لہو جھلک جائے گا۔ وہ گلاس کے گلاس اپنے اندر اندیل رہا تھا مگر بے سود

چٹاخ۔۔ ایک دفعہ پھر باوجی کے تھپڑ کی آواز اس کے کانوں میں گونجی تو اسے لگا اس کا رخسار جل اٹھا ہے اس نے ضبط سے مٹھیاں بھیختے آنکھیں بند کر لیں۔

!!- - - ~~~~~ ~~~~~ ~~~~~ ~~~~~ ~~~~~

اس نے چلاتے ہوئے گلاس دیوار سے دے مارا جو کہ فوراً ہی چھناک کی آواز سے ٹکروں میں تقسیم ہو گیا۔

اچھا نہیں کیا باوجودی آپ نے میرے ساتھ پورے گاؤں کے سامنے آپ کو مجھے تھپڑ نہیں مارنا چاہیے تھا کیا قصور تھا میرا جس کی یہ سزا دی آپ نے مجھے۔۔ کیوووو۔۔؟

منیر غصے سے پاگل ہوتا دھاڑا اس وقت وہ کوئی زخمی شیر لگ رہا تھا جو یہ بھی بھول چکا تھا کہ ایک نازک وجود بھی اب اس سے جڑ چکا ہے جواب اس کی ذمہ داری ہے۔۔ وہ وہیں صوفے پر بیٹھ گیا اور آہستہ آہستہ نشے کی وجہ سے ہی ناجانے کب اس کی آنکھ لگی اسے خود بھی نہیں پتا۔

وہ مسلسل گاڑی کا دروازہ کھولنے کی کوشش کر رہی تھی مگر وہ تھا کہ کھل ہی نہیں رہا تھا۔۔۔ اسے اپنی قسمت پہ بے تحاشا رونا آیا ایک تو صبح سے بھوک تھی اور پھر دم اتنا کچھ ہو

گیا کہ اس کی زندگی بدل کر رہ گئی۔۔۔ اب تو اس میں بلکل سکت نہیں تھی کے چخ کر ہی کسی کو بلا سکتی رورو کر آنکھیں بھی سوچ چکی تھیں۔۔۔ گاڑی مکمل بند تھی جس کی وجہ سے اسے سانس لینے میں دشواری ہو رہی تھی مگر وہ ستمگر تو آتے ہی اسے اس کی اوقات دکھا کر ناجانے کہاں جا سویا تھا وہ نڈھال ہوتی وہیں سیٹ سے پشت ٹکا کر بیٹھ گئی اور قسمت کی اس ستم ظریفی پر روتے میں مسکراتی ہلکے سے آنکھیں موند گئی۔۔۔ جس نے اسے ایک عذاب سے نکال کر دوسرے میں ڈال دیا تھا مگر سچ تو صرف خدا کی ذات ہی جانتی تھی

بھی رک گئے...!!

بھی چل دیئے...؛

بھی چلتے چلتے بھٹک گئے...~

یونہی عمر ساری' www.urdu novels mania.com

گزار دی...!!

یونہی زندگی کے

ستم سے...؛

بھی نیند میں...

کبھی ہوش میں ... //

وہ جہاں ملا...

اسے دیکھ کر...

نہ نظر ملی نہ زباں ملی...

یونہی سر جھکا کر

گزر گئے...

مجھے یاد ہے...

کبھی ایک تھے...

مگر آج ہم ہیں

جدا جدا...

وہ جدا ہوئے تو

سنور گئے...

ہم جدا ہوئے

تو بجھر گئے...

کبھی عرش پر...



کبھی فرش پر...

کبھی ان کے در

کبھی در بدر...

غم عاشقی تیرا شکریہ...

ہم کہاں کہاں سے گزر گئے...؟

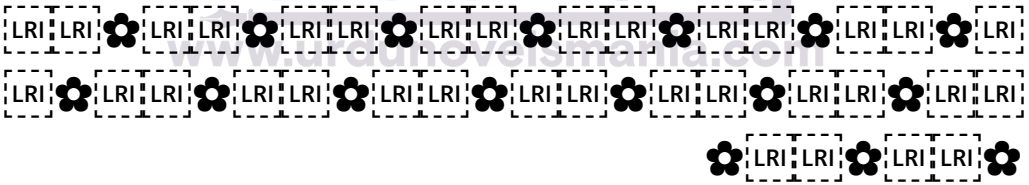


وہ اس وقت لاؤنج میں سرہاتھوں میں تھا مے پیٹھا تھا جو کہ بہت بھاری ہو رہا تھا ارد گرد نظر دوڑائی تو اپنے سامنے بڑی حرام کربو تل دیکھ کر اسے ایک دم ہی گھن آنے لگی جو کہ آدھے سے تھوڑی کم تھی اس نے حیرانگی سے ارد گرد کا جائزہ لیا اور آہستہ آہستہ سب یاد آتا گیا

نمیر نے لمبا سانس کھینچ کر خود کو پرسکون کیا اور ایک چور نظر بوتل پر ڈالتا اٹھ کر اوپر کمرے میں جانے لگا

کمرے کے باہر کھڑا وہ کشمکش میں تھا کہ اندر جائے یا نہ۔۔۔ ناجانے وہ کس حال میں ہوگی کچھ کھایا بھی ہوگا یا نہیں۔۔۔ ایک دم سے دل بے چین ہونے لگا تو میں کیا کروں کھائے چاہے نہ کھائے۔۔۔ دماغ نے اکسایا

اب وہ میری ذمہ داری ہے چاہے جو بھی حالات رہے ہوں من ویر اپنے سے جڑے انسانوں کا خیال اچھے سے رکھتا ہے۔۔۔ دل نے فوراً سے حساب برابر کیا۔۔۔ اس نے گھبرا کر فوراً کمرے کا دروازہ کھولا اور قدم اندر کی طرف بڑھایا مگر پورے کمرے میں نظر دوڑانے کے بعد بھی اسے وہ کہیں نظر نہیں آئی تو وہ واشروم کی طرف بڑھ پر مسلسل کھٹکھٹانے کے بعد بھی جواب ناپا کر اس نے دروازہ کھولا تو وہ کہیں بھی نہیں تھی۔



آہستہ آہستہ اس نے سارے کمرے چیک کر لیے مگر وہ کہیں ہوتی تو نظر آتی نہ۔۔۔ اب سہی معنوں میں اس کی جان ہاتھوں میں آئی تھی۔۔۔ لاؤنج میں آتے اس نے دماغ پر زور دیا

تو اس کے زہن میں جھماکا ہوا۔ اس نے تڑپ کر باہر کی طرف دوڑ لگا دی جلدی سے گاڑی کا دروازہ کھولنا چاہا مگر وہ لاک تھا اس نے بال مٹھیوں میں جکڑ کر واپس بھاگا اور جلدی سے چابیاں لاتے گاڑی کا لاک کھولا تو وہ وہیں سیٹ کے ایک طرف جھکی ہوئی تھی اس نے جلدی سے اسے بازوؤں میں بھرا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اپنے کمرے میں لا کر اسے بیڈ پر لٹایا اور اس کی نبض چیک کرنے لگا جو کہ بہت آہستہ آہستہ چل رہی تھی

اسے خود پر بے تحاشا غصہ آیا کہ وہ اتنا لا پرواہ کیسے ہو سکتا ہے جو اس کی موجودگی کو فراموش کر بیٹھا جس سے وہ معصوم لڑکی موت کے منہ میں جا پہنچی تھی

جنت اٹھوپلیز۔ مجھے معاف کر دو لیکن میں نے جان بوجھ کر یہ سب نہیں کیا یا ر غصے میں دروازہ بند کیا تھا پتہ نہیں کیسے لاک ہو گیا۔۔۔ وہ اس کے ہاتھ تھام کر اپنے ہاتھوں سے رگڑتے اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرتا اسے صفائیاں پیش کر رہا تھا جو ویسے ہی بے سدھ پڑی تھی

من ویر نے سائڈ ٹیبل سے پانی کا گلاس اٹھا کر اس کے چہرے پر پانی کے پھینٹے مارے جس سے وہ ہلکا سا کسمسائی اور آہستہ آہستہ آنکھیں کھولیں تو اپنے سامنے کی اسے دیکھ کر فوراً آنکھیں بند کر گئی جس سے من ویر کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی

سفید رنگ، لمبی تر چھی پلکیں، کٹاؤ دار ہونٹ، ٹھوڑی پر پڑتا گڑھا اور بھرا بھرا جسم وہ حسن کا پیکر تھی جو کسی کو بھی بہکا سکتا تھا من ویر نے آہستہ سے انگلی اس کی گھنی پلکوں پر پھیری جو کہ لرز رہی تھیں

جنت نے حیرانگی سے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا جس کی نظریں جنت پر ہی ٹکی تھیں تنہائی، ماحول میں چھائی معنی خیز خاموشی اور اپنے اوپر جھکے اس لمبے چوڑے وجود کو دیکھ کر جنت کو ایک دم گھبراہٹ سی ہونے لگی اس نے نامحسوس طریقے سے حلق ترکیا جو کے مقابل ہی زیرک نگاہوں سے بچا نہ رہ سکا

پپ پیچھے ہٹیں ڈاکٹر صاحب۔۔ جنت نے خشک ہوتے لبوں پر زبان پھیرتے بمشکل لڑکھڑاتی سی زبان میں کہا دل جیسے باہر آنے کو تھا مگر مقابل تو جیسے کچھ سن ہی نہیں رہا تھا اس کی نظریں تو جنت کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں جس سے اس کی جان پہ بن آئی تھی

ابھی جنت نے مزید کچھ کہنے کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ من ویر نے جھک کر اس کے ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھ دیے۔۔۔ وہ جو پہلے سے گھبرا رہی تھی ہونٹ پہ اس کا لمس محسوس کرتی پھر پھڑا کر رہ گئی اور بے ساختہ ہاتھ اس کے کندھے پر رکھا جو مدہوش سا اس کی سانسوں سے چھٹیڑ چھاڑ کر رہا تھا۔۔۔

وہ جو اس کے نرم گرم سے ہونٹوں کو قبضے میں لیے مدہوش تھا اس کی سانسوں کی مدھم پڑتی رفتار سے ہوش میں آیا اور آہستہ سے اس سے الگ ہوا مگر چہرے پر کوئی شرمندگی نہیں تھی جبکہ مقابل تو ابھی تک اپنی سانسوں کو سنبھالنے کی جدوجہد میں ہلکاں تھی۔۔۔ من ویر کے لب متبسم ہوئے اس کی حالت دیکھ کر۔۔۔ وہ چہرہ جو کچھ دیر پہلے زردی مائل تھا اب گلابی ہوا پڑا تھا

novels mania
www.urdu novels mania.com

جنت سے اپنی حالت سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا جبکہ وہ پاس بیٹھا ڈھیٹوں کی طرح اسے گھورنے میں مصروف تھا جیسے کوئی عام بات ہو یا کچھ ہوا ہی نہ ہو۔۔۔ کہاں رات وہ اسے اکیلے مرنے کے لیے چھوڑ آیا تھا اور اب صبح ہی صبح ایسی عنایتوں پر جنت کا دل ایک دم سے اداس ہو گیا رات کا اس کا سلوک یاد کرتے تو اس نے ناگواری سے کروٹ بدل لی جو کہ

من ویر بھی نوٹ کر چکا تھا اس لیے لمبا سانس لے کر خود کو پرسکون کیا اور نظر اس کی پشت پر ڈالی جہاں گردن سے تھوڑا دور کندھے کی طرف ایک کالا تل تھا جو اس کی گوری رنگت پر دمک رہا تھا من ویر نے فوراً نظریں چرائیں ورنہ وہ پھر سے کوئی گستاخی کر بیٹھتا

جنت اٹھو فریش ہو کر آؤ اور ناشتہ کرو۔۔

من ویر نے تھوڑا روبہ سے کہا جانتا تھا جو حرکت اس نے کی ہے اس کے بعد وہ منہ پھلا کر بیٹھ گئی ہے اس لیے تھوڑا مصنوعی غصے سے بولا

جنت جو اس کی معافی کی منتظر تھی اچانک اس کا حکمیہ لہجہ سن کر اس کا دل مایوس ہو گیا دل کیا بول دے نہیں کھانا کچھ مگر اس سے کچھ بعید نہیں تھا کہ سچ میں اسے بھوکا چھوڑ جائے پیٹ میں تو پہلے ہی درد تھا بھوک سے اس لیے خاموشی سے بیڈ کے دوسری طرف سے اتر کر واشروم میں چلی گئی۔۔ جب کے دروازہ بند ہونے کی آواز سے وہ بھی اٹھ کر بالوں میں ہاتھ پھیرتا نیچے آیا۔۔ مگر دل میں الگ ہی جنگ چھڑی تھی وہ سانسوں کا الجھاؤ اور نرم سا لمس ابھی بھی اس کی سوچیں بھٹکا رہا تھا۔۔ وہ دل پہ جبر کرتا سر جھٹک کر اس کے لیے ناشتا بنانے کیچن میں مصروف ہو گیا

یار ہماری یونیورسٹی تو اس روٹ روٹ پر ہے نہ۔۔ روہاب جو نوٹس پر سر جھکائے آج کا
لیسن دیکھ رہی تھی رکشے کو غلط موڑ کاٹتے دیکھ کر حیرانگی سے اپنے ساتھ بیٹھی دوست کو
دیکھا جو شاید اس سوال کے لیے پہلے سے تیار تھی مسکرا کر روہاب کی طرف دیکھا جو
یونیورسٹی کو دور جاتے دیکھ رہی تھی

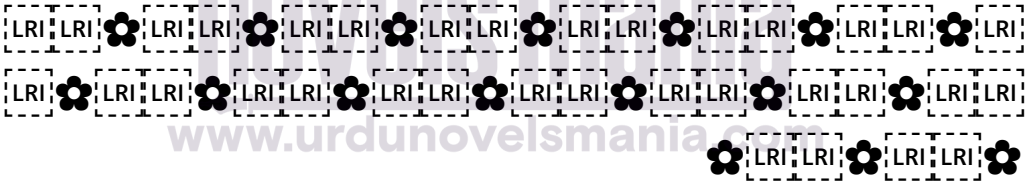
یس مائے بچہ۔۔ آج ہم شاپنگ پہ جا رہے ہیں اگر سیدھی طرح بولتی تو تم کبھی نہیں مانتی
اس لیے زبردستی لے کر جا رہی ہوں۔۔ تائشہ نے کندھے اچکا کر اس کے سر پر دھماکہ کیا
تا شو تم پاگل ہو ہمارا اتنا امپورٹینٹ تھیسس ہے اور تمہیں شاپنگ کی پڑی ہے۔۔ روہاب
نے غصے سے پاگل ہوتے کہا تو تائشہ نے گہرا سانس کے کر خود کو مضبوط کرتے اس کی
طرف دیکھا

سیاہ بڑی کالی آنکھیں اور حجاب کے حالے میں اس کا گول سا چہرہ بہت کیوٹ لگ رہا تھا
بلکل کوئی معصوم پری جو ابھی غصے سے لال ہو رہی تھی
یار تھیسس نہیں ہے میں نے جھوٹ بول کر تمہیں بلایا ورنہ تم کبھی بھی نہیں آتیں اور ایک
بات انکل کو میں کال کر کے بتا چکی ہوں اب چپ کر کے بیٹھو لچ ہم باہر ہی کریں گے۔۔
تا شو نے ایک ساتھ اس کے سر پر دھماکہ کیے تو وہ سر ہاتھوں میں گرا کر بیٹھ گئی

اچھا ناب منہ نہ بنا میری ببل گم ورنہ ابھی منہ میں ڈال کہ غبارہ بنا دوں گی۔۔۔ تا شو سے اسے چھیرتے ہوئے کہا جس سے ناچاہتے ہوئے بھی اس کے چہرے مر مسکراہٹ پھیل گئی

بہت بری ہو تم۔۔۔ روہاب نے مصنوعی کھوری دیتے تا شو سے کہا جس نے دل پر ہاتھ رکھ کر تھوڑا جھکتے ہوئے اس کی یہ تعریف قبول کی جس پر دونوں ہنسنے لگیں

بادل بھی ہو رہے ہیں یا رتھے پتہ ہے مجھے بادلوں کی گرج چمک سے کتنا ڈر لگتا ہے۔۔۔ روہاب نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جبکہ تائشہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے تسلی دینے لگی



ابھی ان دونوں نے تھوڑی سی ہی شاپنگ کی تھی جب بادل گہرے ہوتے پورے آسمان پر پھیل گئے دن میں بھی رات جیسے معلوم ہو رہا تھا جبکہ روہاب کی جان تو لبوں پر آگئی تھی اتنے گہرے بادل دیکھ کر۔۔۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے روڈ سنسان ہونے لگے نہ کوئی گاڑی مل

رہی تھی اور نہ ہی رکشہ اب تو سہی معنوں میں تائشہ کے ہاتھ پاؤں پھولے تھے وہ جانتی تھی کہ روہاب کی کیا حالت ہوتی تھی بارش میں ہلکی سی گرج چمک سے بھی اس کی حالت خراب ہو جاتی تھی اور وہ بنا دیکھے سمجھے چیخنے چلانے لگتی تھی

روہی تم ادھر رکو میں سٹاپ پر کوئی گاڑی دیکھتی ہوں ٹیکسی یا رکشا وغیرہ۔۔ تائشہ اس کا چہرہ تھام کر محبت سے بولی

تت تاشو نہیں مجھے ڈر لگ رہا ہے دیکھو یا موسم کتنا خراب ہے۔۔ مم میں کیا کروں گی۔۔۔ روہاب نے روتے ہوئے تاشو کا بازو پکڑ کر ڈرتے ہوئے کہا

میری جان بس دو منٹ۔۔۔ تاشو کہتی اسے بیچ پر بٹھا کر ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بھاگی جو تقریباً دس منٹ کی دوری پر تھا جبکہ روہاب آیت لکڑی کا ورد کرتی روتی وہیں بیچ پر بیٹھ گئی جبکہ ہلکی ہلکی بارش اب طوفانی روپ اختیار کر رہی تھی ابھی دو منٹ ہی گزرے تھے جب بجلی زور سے چمکی اور ساتھ ہی بادلوں کی دل دہلا دینے والی گرج اور اس کے ساتھ ہی روہاب کی وحشتناک چیخیں

وہ جو گاڑی کے ایک دم رکنے سے پریشان تھا باہر آ کر جائزہ لینے پر پتہ چلا کہ ٹائر صاحب راستے میں ہی دھوکا دے کر پنچر ہو چکے ہیں۔۔ ابھی وہ منہ بنا کر ٹائر کا جائزہ لے رہا تھا جب اچانک ہی بادل کی دہشتناک گرج چمک کے ساتھ ساتھ کسی کی چیخوں کی آواز بھی کانوں میں پڑی اس نے حیرانگی سے نظریں سامنے اٹھائیں جہاں روڈ پر اکا دکا گاڑیاں گزر رہی تھیں اس نے گردن گھما کر دائیں طرف دیکھا جہاں کوئی لڑکی چہرہ ہاتھوں میں چھپائے چیخنے میں مصروف تھی وہ مکمل بارش میں بھیک چکی تھی جس سے اس کا جسم ہولے ہولے کانپ رہا تھا



آریو اوکے۔۔؟

اس نے نزدیک آ کر پوچھا مگر بے سود
ہیلو مس آپ سے پوچھ رہا ہوں کیا ہوا آپ کو۔۔؟

اس نے پھر سے پوچھا مگر کوئی جواب نہیں دیا گیا جبکہ بارش کی روانی میں مزید تیزی آ چکی تھی۔۔ اس نے کچھ سوچتے ہوئے ہاتھ اس لڑکی کندھے پر رکھا جب ایک دم سے وہ لڑکی اپنا

چہرہ اس کے سینے میں چھپاتی ہاتھوں سے اس کے کوٹ کو مضبوطی سے تھام کر اونچی اونچی رونے لگی

وہ جو اسے پوچھنے آیا تھا کیا ہوا اس کی حرکت پر ششدر کھڑا اپنے ساتھ لگی اس چھوٹی سی لڑکی کو دیکھنے لگا جو ڈر سے کانپ رہی تھی اور چہرہ اس کے سینے میں چھپائے ایسے چلی کھڑی تھی جیسے اندر گھسنے کی کوشش کر رہی ہو

حیدر نے بوکھلا کر ادھر ادھر دیکھا مگر بارش کی وجہ سے کوئی بھی نظر نہیں آ رہا تھا ورنہ اس پاگل لڑکی کے اچانک چمٹنے سے اچھا خاصہ تماشا ہو جانا تھا اس نے سوچتے ہوئے لمبا سانس خارج کیا اور اسے کندھوں سے تھام کر اس کا چہرہ اپنے سامنے کیا

حجاب کے حالے میں موجود اس کا گول موٹا چہرہ جس پر بارش کے قطرے گر رہے تھے آنکھیں اس نے زور سے بند کر رکھی تھیں شاید خوف کی وجہ سے حیدر کو اس کی پلکیں لرزتی ہوئی نظر آ رہی تھیں اور کپکپاتے ہوئے چھوٹے چھوٹے گلابی ہونٹ اس کی ایک ہارٹ بیٹ مس ہوئی اسے دیکھ کر۔۔۔ دل کیا اسے ہاتھ لگا کر دیکھے مگر ڈر تھا کہ کہیں وہ ہوا میں تحلیل نہ ہو جائے اگر ایسا ہوا تو آج پھر وہ خالی ہاتھ رہ جائے گا اور یہی وہ نہیں چاہتا تھا

اسے کچھ لوگ کہتے ہیں،
بہت بے حس سی لڑکی ہے،

سدا خاموش رہتی ہے

بہت کم مسکراتی ہے

بسی آنکھوں میں ویرانی

چھپی چہرے پہ حیرانی

اگر کوئی جو کچھ پوچھے

جوابی بات کہہ کر۔۔ پھر

یونہی خاموش رہتی ہے

بڑی بے حس سی لڑکی ہے

خود ہی میں گم رہتی ہے

یہ کچھ مغرور لڑکی ہے۔۔۔۔

یہ باتیں سن کے اس لڑکی کو

پھر کچھ یاد آتا ہے۔۔۔۔

کبھی یہ لوگ کہتے تھے۔۔

بڑی چنچل سی لڑکی ہے

ہمیشہ مسکراتی ہے ۔۔

اور اکثر گنگناتی ہے ۔۔

چمکتا چاند سا چہرہ

کھنکٹا شوخ سالہجہ

دیے جلتے ہیں آنکھوں میں

بڑی شوخی ہے باتوں میں

فضائیں دیکھ کر اسکو

خوشی سے جھوم جاتی ہیں

چمکتی رات اسکے نین میں

سپنے جگاتی ہے ۔۔۔

تمازت دھوپ کی چہرے پہ اسکے

گل کھلاتی ہے ۔۔۔

کبھی بارش کے موسم میں

سہانے کھیل کشتی کے

کبھی گڑیوں کی شادی ہو

کبھی گیتوں کی بازی ہو



یہ ہر دم پیش رہتی ہے
 بڑی الہ رُسی لڑکی ہے
 یہ کتنی شوخ لڑکی ہے؟
 مگر اب لوگ کہتے ہیں۔۔
 عجب بے حس سی لڑکی ہے
 بہت کم مسکراتی ہے،
 سدا خاموش رہتی ہے



انہیں معلوم کیسے ہو؟
 وفا کے قید خانے میں۔۔
 فرائض کے نبھانے میں
 جو لڑکی دار چڑھتی ہے
 جسے سپنوں کے بننے کی
 سزائیں وقت نے دی ہوں،
 جو وقت کے الاؤ میں سلگی ہو

لبوں کی نوک پر جسکے ۔۔

گلے بے جان ہوتے ہوں

جسم کی قید میں ۔۔

جب روح اکثر پھڑپھڑاتی ہو

تو اک کمزور سی لڑکی ۔۔

یونہی بے موت مرتی ہے

تو پھر یوں لوگ کہتے ہیں ۔۔

بہت سنجیدگی اوڑھے ۔۔

عجب بے حس سی لڑکی ہے

بہت کم مسکراتی ہے

سدا خاموش رہتی ہے۔۔

www.urdu novels mania.com

اسے دیکھتے نہ جانے زہن کے پردے پر کہاں کہاں سے الفاظ مل کر اس کے غزالی

چہرے کی ترجمانی کر رہے تھے

مم مجھے بابا۔۔ بابا پاس۔۔ روتے ہوئے اس نے ہچکیوں میں کچھ کہنے کی کوشش کی جو کہ بہت مشکل سے مقابل کو سنائی دی

اوکے اوکے ریلیکس آپ چپ کریں میں آپ کو آپ کے گھر چھوڑ دوں گا۔۔ حیدر نے حالات کے پیش نظر اسے تسلی دینی چاہی مگر وہ تو جیسے سن ہی نہیں رہی تھی افسوس افسوس کیا آزمائش ہے یارب۔۔ ادھر بی جان پریشان ہو رہی ہوں گی اور ادھر یہ میڈم۔۔ اس نے سوچتے ہوئے سر جھٹکا

آئیں میرے ساتھ۔۔ ناچاہتے ہوئے بھی اس کے کندھے کے گرد بازو حائل کیے اسے اپنی گاڑی کی طرف لایا اور دروازہ کھول کر اندر بٹھا دیا تاکہ بارش سے محفوظ ہو سکے اور خود ٹائر ٹھیک کرنے لگا جبکہ وہ گاڑی میں ابھی تک آنکھیں بند کیے کانپ رہی تھی

حیدر نے ٹائر چیلنج کر کے دوسرا ٹائر ڈیگی میں رکھا اور جلدی سے گاڑی میں آکر فرنٹ سیٹ سنبھالی وہ مکمل بھیگ چکا تھا بارش کی وجہ سے سردی بھی ہو رہی تھی تو اس نے گاڑی کا بیئر آن کر دیا

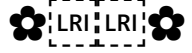
کہاں جانا ہے آپ کو۔۔ حیدر نے گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے اس سے پوچھا

گھر۔۔ اس نے ڈرتے ہوئے جواب دیا مگر آنکھیں اب تک جھکی ہوئی تھیں
یہ تو مجھے بھی پتا ہے پتہ بتائیں اپنے گھر کا۔۔

حیدر نے اپنے لہجے کو نارمل رکھنے کی بھرپور کوشش کی تھی مگر پھر بھی وہ سہم کر کھڑکی سے
جالگی اور اب اپنی پوزیشن اور بیوقوفی کا احساس ہوا تو دل کیا فوراً سے پہلے یہاں سے غائب
ہو جائے۔۔ مگر پھر خود کو ریلیکس کرتی اس لڑکے کی طرف متوجہ ہوئی

گلبرگ ٹاؤن میں ہے گھر ہمارا۔۔ اور مجھے کمزور مت سمجھیے گا شروع سے ہی بارش سے
فوبیا ہے مجھے ورنہ اتنی سختی سے بات کرنے پر آپ کی گاڑی کو لات مار کر میں کب کی جا چکی
ہوتی،۔

مضبوطی سے اسے جواب دیتے اس نے رخ کھڑکی کی طرف موڑا اور آیات کا ورد شروع کر
دیا جبکہ حیدر تو منہ کھولے اس آفت کو دیکھ رہا تھا جو اس کی بولتی بند کر کے اب سکون سے
بیٹھی تھی۔۔۔ پہلے تو دل کیا اٹھا کر باہر پھینک دے لیکن پھر انسانیت کا خیال کرتے غصہ
ضبط کیا اور گاڑی سٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی



تائشہ جو کہ بارش میں مکمل بھیگ چکی تھی اور بیس منٹ کی انتھک محنت کے بعد اسے ایک ٹیکسی مل ہی گئی پریشانی سے اس کی جان نکلی جا رہی تھی روح کی طبعیت کا سوچتے ہی اس کے آنسو خوف بخود نکلتا شروع ہو گئے تو وہ ٹیکسی والے کو لے کر مطلوبہ جگہ پہنچی مگر وہاں روہاب تو کیا اس کا نام و نشان تک نہیں تھا

اب صحیح معنوں میں تائشہ کے ہاتھ پاؤں پھولے تھے ہر طرف چھان مارا مگر وہ کہیں نہیں تھی

دل میں برے برے خیالات آرہے تھے اسے جی بھر کر خود پر غصہ آیا۔ - نہ ہی وہ ضد کرتی اور نہ ہی روہاب کے ساتھ یہ سب ہوتا

جب کچھ نہ ہو سکا تو وہ وہیں بیچ پر بیٹھ کر زور زور سے رونے لگی۔ آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں اور جسم بھی مسلسل بارش بارش میں بھیسنے کی وجہ سے ہلکا ہلکا کپکپا رہا تھا ہونٹ بھی سردی کی وجہ سے نیلے ہو چکے تھے

باجی آپ کو جانا ہے کہ نہیں ہمیں اور بھی کام ہیں۔۔ وہ رونے میں مصروف تھی جب ٹیکسی ڈرائیور کی جھنجھلائی ہوئی آواز سے اس کے آنسوؤں کو بریک لگی تو وہ ہوش کی دنیا میں واپس آئی

جج جی۔۔ آپ مجھے گلبرگ ٹاؤن لے چلیں۔۔ اس نے بمشکل خود پر قابو پاتے ہوئے کہا اور چادر کو اچھے سے اپنے گرد لپیٹ کر ٹیکسی میں بیٹھ گئی

جب کہ دل تو صرف روہاب میں اٹکا ہوا تھا اسی لیے اس نے اپنے گھر جانے کی بجائے روہاب کے گھر جانے کا فیصلہ کیا تھا تا کہ اس کے بابا کو بتا سکے

یا اللہ تو میری روح کو اپنے حفظ و امان میں رکھنا اس کی مدد کرنا میرے مالک ۔۔ اسے ہر طرح کی آفت سے محفوظ رکھنا ۔۔ یا اللہ تجھے تیرے رحیم ہونے کا واسطہ میرے مالک اسے ہر طرح کی گندگی اور حوس سے محفوظ رکھنا ۔۔

دل ہی دل میں اس کی سلامتی کی دعائیں مانگتی وہ اپنے رب سے مخاطب تھی

یہی ہمارے دور کا المیہ ہے کہ یہاں ایک لڑکی کو اپنی جان سے زیادہ اپنی عزت کی فکر ہوتی ہے جہاں ہر طرف چھیڑے گھومتے ہیں کوئی اپنوں کے بھیس میں تو کوئی غیروں کے بھیس میں ۔۔ یہاں تو گھر میں بھی لڑکیوں کی عزت محفوظ نہیں ہے ۔۔ اللہ ہر بیٹی کی عزت محفوظ رکھے ۔۔ آمین

urdu
novels mania



رمشاء ہاتھ میں پیسے تھامے اپنی ہی سوچ میں گم تھی جب ٹھاکہ آواز سے دروازہ کھول کر کوئی کمرے میں داخل ہوا تو اس نے جلدی سے پیسے پیچھے چھپا دیے مگر پھر بھی مقابل کی زرک نظریں یہ منظر دیکھ چکی تھیں

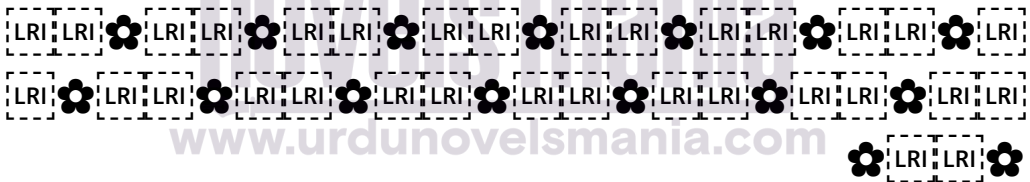
اے کک کیا چھپایا ہے تو نے۔۔ حرام زادی کس کا خط ہے تیرے پاس۔۔!!
اس کے باپ نے نشے میں دھت لڑکھڑاتی ہوئی زبان میں ہے درپے کئی سوالات کی بوچھاڑ کر دی اور ساتھ ہی گالیاں بھی بک دیں۔۔ جس سے رمشاء نے ازیت کی انتہا سے آنکھیں بند کرتے اپنے لہو لہو ہوتے دل کو بمشکل سنبھالا تھا

بب بابا ایسا کچھ نہیں ہے۔۔ مم میں تو بس یہ کتاب چھپا رہی تھی۔۔ اس نے آنسو ضبط کرتے کمزور سی صفائی پیش کی جب کہ جانتی تھی اس کا باپ کسی بھی بات کا یقین نہیں کرے گا۔۔ اور ہوا بھی یہی۔۔ جب وہ ایک دم اتنی زور سے دھاڑا کہ رمشاء کا دل کانپ کر رہ گیا

چپ کر بدزات زبان لڑاتی ہے وہ بھی مجھ سے۔۔۔ تت تیری زبان گدی سے لہیچ لوں گا
کمینی۔۔۔ تو بھی بدزات ہے اپنی ماں کی طرح۔۔۔

اس نے زبان سے آگ اگلے ہوئے اس کی روح کو کئی اور زخموں سے نواز دیا اور اتنی بھی اجازت نہیں دی کبھی کہ وہ ان زخموں پر سی ہی کر سکے

چل میرا منہ کیا دیکھ رہی ہے دفعہ ہو یہاں سے اور کھانا لا میرے لیے۔۔ اس نے نفرت سے اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا تو وہ جلدی سے جان بخشی ہونے پر کمرے سے باہر چلی گئی اور وہ وہیں اس کی چھوڑی چارپائی پر گر تا آنکھیں بند کر کے دنیا جہان سے بے خبر ہو گیا



رمشاء کچن کے نام پر مٹی سے بنے اس چھوٹے سے کمرے میں آگئی اور وہیں زمین پر بیٹھ کر ایک دفعہ پھر اپنی قسمت پر زار و قطار رونے لگی۔۔ آخر کیا قصور تھا اس کا جو اسے دنیا میں صرف محرومیاں ہی مل رہی تھیں

اموجان۔۔۔ یہ آپ کے گال پر کیا ہوا۔۔۔ اپنے چھوٹے سے ہاتھوں سے اپنی ماں کا چہرہ ہاتھوں میں لے کر وہ پوچھ رہی تھی اور اس کی ماں آنکھوں میں آنے آنسوؤں کو واپس دھکیلنے کی ناکام سی کوشش میں ہلاکان اس کے سوال پر بمشکل مسکرائی تھی

کل آپ نے نماز نہیں پڑھی نہ تو اللہ تعالیٰ نے اس کی سزا مجھے دی ہے۔۔۔ اس کی ماں نے مسکراتے ہوئے کہا تو حیرانگی سے اپنی ماں کو دیکھنے لگی

امو نماز تو میں نے نہیں پڑھی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو کیوں سزا دی۔۔۔؟

اس نے اپنی بڑی بڑی سنہری آنکھوں میں حیرانگی سموئے اپنی ماں سے پوچھا تو وہ ہلکا سا مسکرا دیں

urdu
novels mania

حی میری جان۔۔۔ جب ہم اللہ سے دوری اختیار کرتے ہیں نماز اور قرآن کو بھول جاتے ہیں تو وہ ہمارے قریبی رشتوں سے ہمیں آزمائش میں ڈال دیتا ہے۔۔۔ تاکہ ہم اس کی طرف لوٹ آئیں۔۔۔

اسے گود میں بٹھائے اس کی ماں اسے خدا کے قرب کا سبق سکھا رہی تھی وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کی بیٹی کچھ بھی غلط سیکھے

امو آپ کو درد کو رہا ہے نا۔۔ اس کی آنکھیں فوراً پانیوں سے بھر گئیں
 نہیں چندہ۔۔ آپ تو میری گڑیا ہیں آپ کے لیے تو میں یہ کیا کئی ہزار چوٹیں برداشت کر
 لوں۔۔ لیکن میری بیٹی کو وعدہ کرنا ہو گا کہ وہ کسی بھی حال میں نماز اور قرآن کو نہیں
 چھوڑے گی۔۔۔،،،

اس کی آنکھیں چومتے اس کی ماں نے محبت سے پوچھا تو وہ فوراً نفی میں سر ہلا گئی

نا جانے کتنا ہی وقت ہو گیا تھا اسے یہاں بیٹھے اپنی ماں کو یاد کر کے ایک دفعہ پھر سے اس کی
 آنکھیں برسے لگیں تھیں مگر وہ اپنی ماں سے سیکھا سبق کبھی نہیں بھول سکتی تھی اسی لیے
 آنسو صاف کرتی نماز کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی،،

www.urdu novels mania.com

وہ بری نہیں تھی نہ ہی وہ بری بن سکتی تھی مگر اس کے باپ کا رویہ اسے برا بناتا تھا اس
 کے اندر موجود معصومیت کو ختم کرتا تھا۔۔ اس کا شک کرنا اسے ازیت دیتا تھا۔۔۔۔
 جب تکلیف حد سے زیادہ ہو جائے تو انسان خود بخود منفی سوچوں کے گرداب میں پھنس

جاتا ہے۔۔ طرح طرح کے نثر اس کے اندر سر اٹھانے لگتے ہیں اور یہی رمشاء کے ساتھ ہو رہا تھا جس کی وجہ سے وہ اپنی جان سے عزیز دوست سے بھی حسد کرنے لگی تھی



اسلام و علیکم !!

ڈی ایس پی طلال سپیکنگ !

گاڑی سٹارٹ کرتے اس نے روڈ پر ڈالی اور موبائل ہے آتی مسلسل کال کو اوکے کرتے موبائل کان سے لگایا اور اپنے مخصوص لہجے میں بات کا آغاز کیا۔۔ دوسری جانب سے

www.urdu-novelsmania.com

ناجانے کیا کہا گیا تھا کہ اس کا ماتھا پل میں پر شکن ہوا تھا
ہممم۔۔۔ اس کیس کو میں خود ہینڈل کروں گا ڈی آئی جی کی ٹینشن تم مت لو۔۔ تھینکس فار

دی انفارمیشن۔۔۔،،،

کہتے اس نے کال ڈسکنیکٹ کی اور موبائل سامنے رکھ کر گاڑی ڈرائیو کرنے لگا مگر اسے کچھ تو محسوس ہو رہا تھا۔۔ گاڑی میں کوئی غیر معمولی تبدیلی ضروری تھی مگر کیا۔۔ اس کا دماغ سیکنڈ کے آخری حصے میں الرٹ ہوا تھا اس نے جلدی سے ریوالور نکالا اور گاڑی ایک طرف لگاتے گن لوڈ کی اسے پکا یقین تھا کہ گاڑی میں ضرور کوئی اور بھی ہے مگر کون۔۔؟ شاید کوئی مجرم یا پھر دشمن۔۔؟

اس کے دماغ نے اپنے خدشات ظاہر کیے تو اس نے فوراً سیٹ پیچھے کرتے اس نے گم سیٹ کے نیچے لیٹے وجود پر تان دی۔۔ مگر سامنے موجود ہستی کو دیکھ کر تو طلال کا دماغ صحیح معنوں میں گھوم گیا تھا

تم۔۔ تم کیا کر رہی ہو یہاں باہر نکلو۔۔،

www.urdu novels mania.com

وہی کیفے والی لڑکی آنکھیں سختی سے بند کیے چھپنے کی کوشش کر رہی تھی بلکل ایسے ہی جیسے بلی کو دیکھ کر کبوتر آنکھیں بند کر لیتا ہے بلکل ایسے ہی کہ ایک پل کو طلال کے چہرے پر بھی مسکراہٹ پھیل گئی جسے وہ فوراً چھپا گیا

کچھ دیر خاموشی محسوس کرتے اس نے چوری چوری ایک آنکھ کھولی تو سامنے طلال کو گھورتے پا کر فوراً سے دوبارہ آنکھیں بند کر لیں جیسے اس نے کچھ دیکھا ہی نہ ہو

آنکھیں کھولو فوراً ورنہ ابھی گولی مار دوں گا۔۔!

طلال نے غصے سے کہتے ایک دفعہ پھر گن اس پر تان دی تو وہ ڈرتے ہوئے فوراً آنکھیں

پوری کی پوری کھول گئی

اٹھو اوپر بیٹھو۔ ایک اور حکم سنایا گیا جسے وہ فوراً مان گئی اور اپنی پھٹی ہوئی چادر کو زور سے

پکڑ لیا

کون ہو تم اور یہاں کیا کر رہی ہو۔۔؟

کڑے جتنوں سے پوچھتا وہ اس کی جان نکال رہا تھا

مم میں لڑکی ہوں۔۔۔،

آنکھیں تھوڑی سی اوپر اٹھا کر بمشکل جواب دیا گیا تو طلال کا دل کیا اس کی سمجھداری پر عیش

عیش کراٹھے

وہ تو مجھے بھی نظر آ رہا ہے۔۔ اس نے غصے سے کہا تو اب کی بار مقابل کے چہرے پر بھی ناگواری صاف جھلک رہی تھی

اتنے سوال پوچھ رہا ہے اگر مجبور نہ ہوتی تو اب تک اس کا سر پھاڑ چکی ہوتی کمینہ کہیں کا۔۔۔
دل ہی دل میں سوچتے وہ خاموشی سے بیٹھی اسے دیکھ رہی تھی

مجھے نہیں پتا تھا یہ تمہاری گاڑی ہے دوڑ کے مجھے تنگ کر رہے تھے ان سے جان بچانے
کے لیے میں اس گاڑی میں گھس گئی۔۔۔
دل میں جل تو جلال تو کا ورد کرتے اس نے آہستگی سے جواب دیا تو طلال نے مشکوک
نظروں سے اسے دیکھتے گن واپس رکھی اور گاڑی سٹارٹ کر دی۔۔ اور وہ دل ہی دل میں
بچ جانے پر خدا کا شکر ادا کر رہی تھی کہ اس بلا سے جان چھوٹی



آج جنت کو اس محل نما گھر میں آئے پانچ دن ہو چکے تھے۔۔ ان پانچ دنوں میں ان کے درمیان دوبارہ سے کوئی بات نہیں ہوئی تھی کہاں وہ جھونپڑی میں رہنے والی معمولی سی لڑکی اور کہاں وہ محلوں کا راج کمار ایک دفعہ پھر اس کی آنکھیں بھر آئیں کیوں کے دودن سے وہ اسے نظر نہیں آیا تھا جس کا مطلب صاف تھا کہ وہ اسے اس گھر میں چھوڑ کر جا چکا ہے

کیوں ہوتا ہے میرے ساتھ ایسا پہلے ماں باپ نے کسی بوجھ کی طرح سر سے اتار پھینکا اور اب یہ انسان بھی مجھے چھوڑ دے گا۔۔ کون اضافی بوجھ کے ساتھ زندگی گزارنا پسند کرتا ہے میرے ماں باپ کی طرح یہ بھی مجھے نکال پھینکے گا گھر سے۔۔۔۔۔

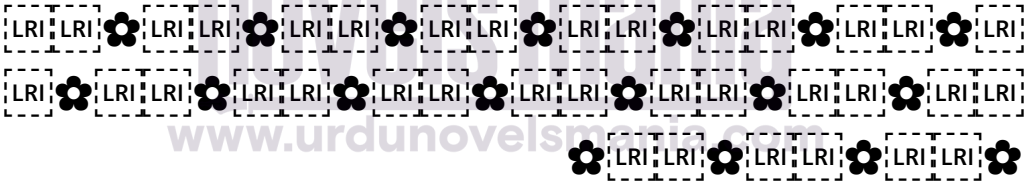
کھڑکی کے پاس کھڑی وہ اپنی ہی سوچوں میں گم آسمان کو تک رہی تھی کب آنکھوں سے آنسو نکلنا شروع ہوئے اسے پتا بھی نہیں چلا

وہ ایک متوسط گھر سے تعلق رکھتی تھی جس میں اس کے ماں باپ اور دو بھائی شامل تھے بد قسمتی سے اس کا تعلق بھی اس معاشرے سے تھا جہاں پہلوئی کی بیٹی پیدا ہونے پر ہر کوئی اسے بد قسمتی سمجھتا ہے اور اس لڑکی پر زندگی تنگ کرنے کی ہر کوشش کر دی جاتی اٹھتے بیٹھتے یہ طعن ملتے کہ اس نے آکر اپنے باپ کی کمر توڑ دی ہے اگر اس کی جگہ بیٹا پیدا ہوتا تو بڑا ہوتے ہی باپ کا بازو بن جاتا مگر وہ تو بیٹی ہے جسے پال پوس کر بڑا کیا جائے گا اور پھر اسے بیاہنے کے لیے دھن دولت ضائع کی جائے گی۔۔۔ یہی وجہ تھی کہ وہ بچپن سے اپنے باپ کے پیار کے لیے ترسی تھی اور آخر میں اس کے باپ نے جان بوجھ کر من ویر جیسے انسان پر تہمت لگا کر اسے بھری پنچایت میں رسوا کیا اور بقول ان کے اپنے سر کا بوجھ بڑی آسانی سے اتار کر من ویر کے سر پر ڈال دیا تھا۔۔۔ وہ خود کو من ویر کا مجرم مانتی تھی آج اسے اپنے وجود سے اور اپنے باپ کے وجود سے بھی نفرت ہو رہی تھی

من ویر ایک ڈاکٹر تھا جو کہ شہر سے گاؤں کے لوگوں کی بھلائی کرنے کے لیے آیا تھا اور گاؤں میں ایک ہسپتال کھولنا چاہتا تھا۔۔۔ اسے آئے ابھی ایک ماہ ہی ہوا تھا مگر اس کی اچھائی کا پورا گاؤں قائل ہو چکا تھا۔۔۔ خوبصورت نین نقش تھے اس کے سفید رنگت اور

اس پر خوبصورتی سے رکھی گئی داڑھی جو اسے اور خوبصورت بناتی تھی۔۔۔ جنت اسے صرف ایک دو دفعہ ملی تھی مگر یہ سرسری سی ملاقات بھی اس کا دل دھڑکا دیتی تھی۔۔۔ کبھی اگر دل نے اس کی خواہش کی بھی تو وہ یہ سوچ کر ہنس دیتی کہ کہاں وہ گاؤں کی دھول اور کہاں وہ شہر کا چاند۔۔۔ مگر آج وہ اس کے گھر میں تھی تب بھی وہ چاند اس کی دسترس سے بہت دور تھا کہ وہ اسے دیکھ بھی نہیں سکتی تھی

سوچوں کو جھٹکتے وہ پاؤں سن ہوتے محسوس کر کے دوپٹہ درست کرتی نیچے کی طرف آئی مگر یہاں کا نظارہ دیکھ کر تو اس کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے ہی رہ گیا



رمشاء کچن کے نام پر مٹی سے بنے اس چھوٹے سے کمرے میں آگئی اور وہیں زمین پر بیٹھ کر ایک دفعہ پھر اپنی قسمت پر زار و قطار رونے لگی۔۔۔ آخر کیا قصور تھا اس کا جو اسے دنیا میں صرف محرومیاں ہی مل رہی تھیں

"اموجان۔۔۔ یہ آپ کے گال پر کیا ہوا۔۔۔؟" اپنے چھوٹے سے ہاتھوں سے اپنی ماں کا چہرہ ہاتھوں میں لے کر وہ پوچھ رہی تھی اور اس کی ماں آنکھوں میں آئے آنسوؤں کو واپس دھکیلنے کی ناکام سی کوشش میں ہلاکان اس کے سوال پر بمشکل مسکرائی تھی

"کل آپ نے نماز نہیں پڑھی نہ تو اللہ تعالیٰ نے اس کی سزا مجھے دی ہے۔۔۔" اس کی ماں نے مسکراتے ہوئے کہا تو حیرانگی سے اپنی ماں کو دیکھنے لگی

"امو نماز تو میں نے نہیں پڑھی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو کیوں سزا دی۔۔۔؟"

اس نے اپنی بڑی بڑی سنہری آنکھوں میں حیرانگی سموئے اپنی ماں سے پوچھا تو وہ ہلکا سا مسکرا دیں

"جی میری جان۔۔۔ جب ہم اللہ سے دوری اختیار کرتے ہیں نماز اور قرآن کو بھول جاتے ہیں تو وہ ہمارے قریبی رشتوں سے ہمیں آزمائش میں ڈال دیتا ہے۔۔۔ تاکہ ہم اس کی طرف لوٹ آئیں۔۔۔"

اسے گود میں بٹھائے اس کی ماں اسے خدا کے قرب کا سبق سکھا رہی تھی وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کی بیٹی کچھ بھی غلط سیکھے یا اپنے باپ سے بدگمان ہو وہ جانتی تھی آنے والی زندگی میں

اس کی بیٹی کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا جس کے لیے اس کا ایک سچے مسلمان کی طرح خدا پر پختہ یقین ہونا ضروری تھا اور وہ اچھے سے جانتی تھی کہ کیسے وہ اسے یہ سب سکھا سکتی ہے کیوں کہ ماں کی گود ہی بچے کی بہترین درسگاہ ہوتی ہے

امو آپ کو درد کو رہا ہے نا۔۔ اس کی آنکھیں فوراً پانیوں سے بھر گئیں
نہیں چندہ۔۔ آپ تو میری گڑیا ہیں آپ کے لیے تو میں یہ کیا کئی ہزار چوٹیں برداشت کر
لوں۔۔ لیکن میری بیٹی کو وعدہ کرنا ہو گا کہ وہ کسی بھی حال میں نماز اور قرآن کو نہیں
چھوڑے گی۔۔۔،

اس کی آنکھیں چومے اس کی ماں نے محبت سے پوچھا تو وہ فوراً نفی میں سر ہلا گئی

نا جانے کتنا ہی وقت ہو گیا تھا اسے یہاں بیٹھے اپنی ماں کو یاد کر کے ایک دفعہ پھر سے اس کی
آنکھیں برسے لگیں تھیں مگر وہ اپنی ماں سے سیکھا سبق کبھی نہیں بھول سکتی تھی اسی لیے
آنسو صاف کرتی نماز کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی،

وہ بری نہیں تھی نہ ہی وہ بری بن سکتی تھی مگر اس کے باپ کا رویہ اسے برا بناتا تھا اس کے اندر موجود معصومیت کو ختم کرتا تھا۔۔۔ اس کا شک کرنا اسے ازیت دیتا تھا۔۔۔ جب تکلیف حد سے زیادہ ہو جائے تو انسان خود بخود منفی سوچوں کے گرداب میں پھنس جاتا ہے۔۔ طرح طرح کے شر اس کے اندر سر اٹھانے لگتے ہیں اور یہی رمشاء کے ساتھ ہو رہا تھا جس کی وجہ سے وہ اپنی جان سے عزیز دوست سے بھی حسد کرنے لگی تھی



اسلام و علیکم !!

ڈمی ایس پی طلال سپیکنگ!

گاڑی سٹارٹ کرتے اس نے روڈ پر ڈالی اور موبائل ہے آتی مسلسل کال کو اوکے کرتے موبائل کان سے لگایا اور اپنے مخصوص لہجے میں بات کا آغاز کیا۔۔ دوسری جانب سے ناجانے کیا کہا گیا تھا کہ اس کا ماتھا پل میں پر شکن ہوا تھا

ہمسہم۔۔۔ اس کیس کو میں خود ہینڈل کروں گا ڈی آئی جی کی ٹینشن تم مت لو۔۔۔ تھینکس فار دی انفارمیشن۔۔۔

کہتے اس نے کال ڈسکنیکٹ کی اور موبائل سامنے رکھ کر گاڑی ڈرائیو کرنے لگا مگر اسے کچھ تو محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ گاڑی میں کوئی غیر معمولی تبدیلی ضروری تھی مگر کیا۔۔۔ اس کا دماغ سیکنڈ کے آخری حصے میں الرٹ ہوا تھا اس نے جلدی سے ریوالور نکالا اور گاڑی ایک طرف لگاتے گن لوڈ کی اسے پرکا یقین تھا کہ گاڑی میں ضرور کوئی اور بھی ہے مگر کون۔۔۔؟ شاید کوئی مجرم یا پھر دشمن۔۔۔؟

اس کے دماغ نے اپنے خدشات ظاہر کیے تو اس نے فوراً سیٹ پیچھے کرتے اس نے گم سیٹ کے نیچے لیٹے وجود پر تان دی۔۔۔ مگر سامنے موجود ہستی کو دیکھ کر تو طلال کا دماغ صحیح معنوں میں گھوم گیا تھا

www.urdu novels mania.com

تم۔۔۔ تم کیا کر رہی ہو یہاں باہر نکلو۔۔۔

وہی کیفے والی لڑکی آنکھیں سختی سے بند کیے چھپنے کی کوشش کر رہی تھی بلکل ایسے ہی جیسے بلی کو دیکھ کر کبوتر آنکھیں بند کر لیتا ہے بلکل ایسے ہی کہ ایک پل کو طلال کے چہرے پر بھی مسکراہٹ پھیل گئی جسے وہ فوراً چھپا گیا

کچھ دیر خاموشی محسوس کرتے اس نے چوری چوری ایک آنکھ کھولی تو سامنے طلال کو گھورتے پا کر فوراً سے دوبارہ آنکھیں بند کر لیں جیسے اس نے کچھ دیکھا ہی نہ ہو

آنکھیں کھولو فوراً ورنہ ابھی گولی مار دوں گا۔۔!

طلال نے غصے سے کہتے ایک دفعہ پھر گن اس پر تان دی تو وہ ڈرتے ہوئے فوراً آنکھیں پوری کی پوری کھول گئی

اٹھوا پر بیٹھو۔ ایک اور حکم سنایا گیا جسے وہ فوراً مان گئی اور اپنی پھٹی ہوئی چادر کو زور سے

پکڑ لیا

کون ہو تم اور یہاں کیا کر رہی ہو۔؟

کڑے جتنوں سے پوچھتا وہ اس کی جان نکال رہا تھا

مم میں لڑکی ہوں۔۔۔
 آنکھیں تھوڑی سی اوپر اٹھا کر بمشکل جواب دیا گیا تو طلال کا دل کیا اس کی سمجھداری پر عرش
 عرش کراٹھے

وہ تو مجھے بھی نظر آ رہا ہے۔۔ اس نے غصے سے کہا تو اب کی بار مقابل کے چہرے پر بھی
 ناگواری صاف جھلک رہی تھی

اتنے سوال پوچھ رہا ہے اگر مجبور نہ ہوتی تو اب تک اس کا سر پھاڑ چکی ہوتی کمینہ کہیں کا۔۔۔
 دل ہی دل میں سوچتے وہ خاموشی سے بیٹھی اسے دیکھ رہی تھی

www.urdu novels mania.com

مجھے نہیں پتا تھا یہ تمہاری گاڑی ہے دو لڑکے مجھے تنگ کر رہے تھے ان سے جان بچانے
 کے لیے میں اس گاڑی میں گھس گئی۔۔۔

دل میں جل تو جلال تو کا ورد کرتے اس نے آہستگی سے جواب دیا تو طلال نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھتے گن واپس رکھی اور گاڑی سٹارٹ کر دی۔۔ اور وہ دل ہی دل میں بچ جانے پر خدا کا شکر ادا کر رہی تھی کہ اس بلا سے جان چھوٹی



آج جنت کو اس محل نما گھر میں آئے پانچ دن ہو چکے تھے۔۔ ان پانچ دنوں میں ان کے درمیان دوبارہ سے کوئی بات نہیں ہوئی تھی کہاں وہ جھونپڑی میں رہنے والی معمولی سی لڑکی اور کہاں وہ مخلوں کا راج کمار ایک دفعہ پھر اس کی آنکھیں بھر آئیں کیوں کے دو دن سے وہ اسے نظر نہیں آیا تھا جس کا مطلب صاف تھا کہ وہ اسے اس گھر میں چھوڑ کر جا چکا ہے

کیوں ہوتا ہے میرے ساتھ ایسا پہلے ماں باپ نے کسی بوجھ کی طرح سر سے اتار پھینکا اور اب یہ انسان بھی مجھے چھوڑ دے گا۔۔ کون اضافی بوجھ کے ساتھ زندگی گزارنا پسند کرتا ہے میرے ماں باپ کی طرح یہ بھی مجھے نکال پھینکے گا گھر سے۔۔۔۔۔

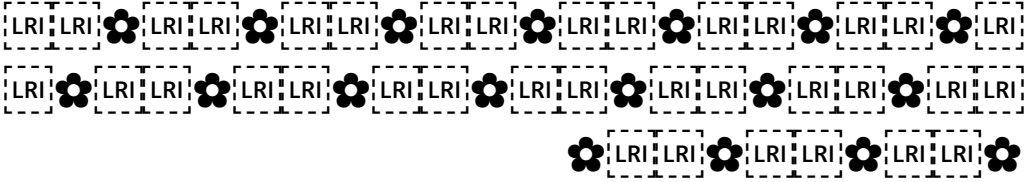
کھڑکی کے پاس کھڑی وہ اپنی ہی سوچوں میں گم آسمان کو تک رہی تھی کب آنکھوں سے آنسو نکلنا شروع ہوئے اسے پتا بھی نہیں چلا

وہ ایک متوسط گھر سے تعلق رکھتی تھی جس میں اس کے ماں باپ اور دو بھائی شامل تھے بد قسمتی سے اس کا تعلق بھی اس معاشرے سے تھا جہاں پہلوئی کی بیٹی پیدا ہونے پر ہر کوئی اسے بد قسمتی سمجھتا ہے اور اس لڑکی پر زندگی تنگ کرنے کی ہر کوشش کر دی جاتی اٹھتے بیٹھتے یہ طعنے ملتے کہ اس نے آکر اپنے باپ کی کمر توڑ دی ہے اگر اس کی جگہ بیٹا پیدا ہوتا تو بڑا ہوتے ہی باپ کا بازو بن جاتا مگر وہ تو بیٹی ہے جسے پال پوس کر بڑا کیا جائے گا اور پھر اسے بیاہنے کے لیے دھن دولت ضائع کی جائے گی۔۔ یہی وجہ تھی کہ وہ بچپن سے اپنے باپ کے پیار کے لیے ترسی تھی اور آخر میں اس کے باپ نے جان بوجھ کر من ویر جیسے انسان پر تہمت لگا کر اسے بھری پنچایت میں رسوا کیا اور بقول ان کے اپنے سر کا بوجھ

بڑی آسانی سے اتار کر من ویر کے سر پر ڈال دیا تھا۔۔۔ وہ خود کو من ویر کا مجرم مانتی تھی آج اسے اپنے وجود سے اور اپنے باپ کے وجود سے بھی نفرت ہو رہی تھی

من ویر ایک ڈاکٹر تھا جو کہ شہر سے گاؤں کے لوگوں کی بھلائی کرنے کے لیے آیا تھا اور گاؤں میں ایک ہسپتال کھولنا چاہتا تھا۔۔۔ اسے آئے ابھی ایک ماہ ہی ہوا تھا مگر اس کی اچھائی کا پورا گاؤں قائل ہو چکا تھا۔۔۔ خوبصورت نین نقش تھے اس کے سفید رنگت اور اس پر خوبصورتی سے رکھی گئی داڑھی جو اسے اور خوبصورت بناتی تھی۔۔۔ جنت اسے صرف ایک دودھ ملی تھی مگر یہ سرسری سی ملاقات بھی اس کا دل دھڑکا دیتی تھی۔۔۔ کبھی اگر دل نے اس کی خواہش کی بھی تو وہ یہ سوچ کر ہنس دیتی کہ کہاں وہ گاؤں کی دھول اور کہاں وہ شہر کا چاند۔۔۔ مگر آج وہ اس کے گھر میں تھی تب بھی وہ چاند اس کی دسترس سے بہت دور تھا کہ وہ اسے دیکھ بھی نہیں سکتی تھی

سوچوں کو جھٹکتے وہ پاؤں سن ہوتے محسوس کر کے دوپٹہ درست کرتی نیچے کی طرف آئی مگر یہاں کا نظارہ دیکھ کر تو اس کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے ہی رہ گیا



جی بس ادھر ہی روک دیں۔۔۔، ایک جگہ اشارہ کرتے اس نے آہستہ سے کہا تو حیدر نے گاڑی ایک سائیڈ پر روک دی

جزاک اللہ۔۔ آپ کا بہت بہت شکریہ کے آپ نے مجھے لفٹ دی آئی ایم سوری اگر میری کوئی بات بری لگی ہو تو کیوں مجھے کسی ہر اتنی جلدی یقین نہیں آتا اور نہ ہی کبھی آسکتا ہے۔۔۔ اگر کبھی موقع ملا تو آپ کا یہ احسان میں ضرور اتار دوں گی۔

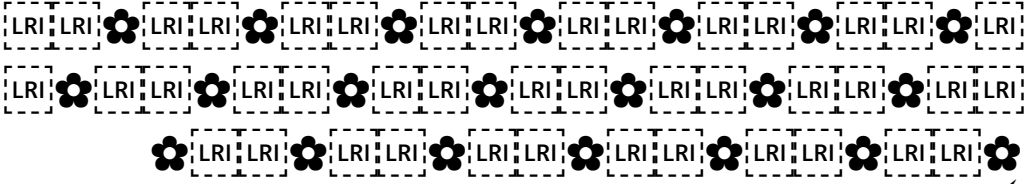
گود میں ہاتھ رکھے نظریں ہاتھوں پر جمائے وہ بہت دھیمی لہجے میں اسے بول رہی تھی جب کہ بولتے ہوئے اس نے ایک دفعہ بھی مقابل کو دیکھنے کی زحمت نہیں کی تھی اور نہ ہی پورے سفر میں ایک دفعہ غلطی سے بھی نگاہ غلط اس پر ڈالی تھی اور یہ بات حیدر اچھے سے نوٹ کر چکا تھا

اُس اوکے مجھے برا نہیں لگا آپ کی جگہ کوئی بھی ہوتا تو میں اس کی مدد ضرور کرتا۔۔۔ اور ایک بات کبھی کبھی یقین کر لینا چاہیے ضروری نہیں ہر کوئی آپ کا یقین توڑ کر ہی جائے۔ اسے جواب دیتے نہ جانے اس کے دل میں کیا سمائی کے اسے یقین کرنے کا سبق سکھا رہا تھا جو خود کبھی کسی پر یقین نہیں کر سکتا تھا مگر اس کا دل کیا وہ اس لڑکی کو یقین کی ڈور تھا دے جو اسے دیکھنے کی بھی روادار نہ تھی

گاڑی میں ایک دم سے خاموشی چھا گئی تو وہ بنا اس کی کسی بھی بات کا جواب دیے خدا حافظ کہتی اپنا مختصر سا سامان اٹھا کر گاڑی سے اتار کر گلی میں گم ہو گئی تو حیدر نے بھی لمبا سانس خارج کرتے گاڑی آگے بڑھا دی کیوں کہ پہلے ہی وہ اچھا خالص لیٹ ہو چکا تھا اس حسین مصیبت کی وجہ سے۔

www.urdu novels mania.com

حسین مصیبت۔۔۔ آہستہ سے بولتے وہ ہولے سے مسکرایا اور سر جھٹک کر ڈرائیونگ کرنے لگا ابھی اسے گھر جا کہ بھی دیر سے آنے کی وجوہات بیان کرنی پڑنی تھیں کیوں کہ یقیناً بی جان نے گھر سر پر اٹھایا ہو گا بی پی ہائی کر کے کیوں اس سارے چکر میں وہ گھر انفارم کرنا بھی بھول گیا تھا جس کی اب اسے سزا ضرور ملنی تھی



"کمینی بد تمیز و اہیات عورت تمہیں شرم نہیں آئی میں وہاں ہلکان ہو رہی تھی اور تم یہاں کھانے پے لٹٹی ہوئی ہو۔۔"

تائشہ جو کہ ابھی روتی ہوئی روح کے گھر پہنچی تھی تو دروازے میں انٹر ہوتے ہی اسے سامنے فریش سابیٹھے کھانے سے بھرپور انصاف کرتے دیکھ اس کے تو تن بدن میں آگ لگ گئی تھی اس لیے وہ آتے ہی روح کو گالیوں سے نوازتی ایک دفعہ پھر رونے میں مصروف ہو چکی تھی

"میں تم سے بات نہیں کرتی اور نہ ہی تمہارے یہ آنسو مجھے بلیک میل کر سکتی ہو۔"

روح نے سکون سے کہتے چاولوں سے بھرا چھ منہ میں رکھا اور سکون سے کھانے لگی

"تو نہ کر میں کون سا مری جا رہی ہوں تیرے ساتھ بات کرنے کو۔۔"

اس کے ہاتھ سے پلیٹ لے کر اب تائشہ سکون سے کھانے میں مصروف تھی جبکہ روہاب تو منہ کھولے اسے کھانا کھاتے ہوئے دیکھ رہی تھی جو اسے منانے کی بجائے کھانے میں مصروف تھی روح کا دل کیا پورا گھراٹھا کر اس سر پھری سائیکو کے سر میں دے مارے مگر جانتی تھی وہ جتنا پیار کرتی تھی روح سے اتنی ہی سر پھری بھی تھی اس کے لیے

"تمہیں پتا ہے میں کتنا ڈر گئی تھی مجھے لگتا تھا میں مرجاؤں گی آج۔ اگر وہ لڑکا نہیں آتا تو میں تو سچ میں ڈر سے ہی مر جاتی۔"

کچھ دیر برداشت کرنے کے بعد روح نے آخر کار خود کی بات کا آغاز کیا جبکہ لڑکے کے نام پر تاشو کے دونوں کان کھڑے ہو گئے

"کون سا لڑکا۔۔؟"

پلیٹ ایک طرف پھینکنے کے انداز میں رکھتے وہ روح کی طرف متوجہ ہو چکی تھی اور ساتھ ہی اسے کھینچ کر گلے سے لگاتے اپنی آغوش میں چھپا لیا تاکہ وہ خود کو محفوظ سمجھے کیونکہ اب وہ اپنی تاشو پاس تھی اور پھر آہستہ آہستہ روح نے اسے سب بتا دیا جسے سن کر وہ اس کا سر اور ماتھا چوم کر ایک دفعہ پھر سے اسے خود میں بھینچ گئی



نوشین کا رشتہ باؤجی نے اپنے خاندان میں طے کر دیا تھا جس کی وجہ سے وہ آج کل شرمائی شرمائی سی رہتی تھی اور یہی بات باؤجی کو بہت اچھی لگتی کیونکہ ان کا ماننا تھا کہ شرم ہی عورت کا اصل زیور ہے اور جو لڑکی اپنے اس زیور کو اتار پھینکتی ہے وہ پھر دنیا میں زلیل و رسوا ہو کر رہ جاتی ہے

آج بھی نوشین کے دن تہہ کرنے کے لیے اس کے سسرال والے آرہے تھے جس کے لیے زور و شور سے تیاریاں جاری تھی رمشاء بھی آج نوشین کے پاس تھی مگر وہ کافی مرجھائی سی لگ رہی تھی جبکہ اس کے چہرے پر بھی زخموں کے نشان واضح تھے جو باؤجی کی زیرک نگاہوں سے پوشیدہ نہیں رہ سکے تھے وہ بھی ایک ماں تھیں اور اولاد کی تکلیف اچھے سے سمجھتی تھیں

"رمشاء بیٹا ادھر آؤ ہمیں بات کرنی ہے آپ سے۔۔"

باؤجی رمشاء کو کہہ کر اپنے کمرے میں چلی گئیں جبکہ رمشاء تو حیران پریشان نوشین کو دیکھ رہی تھی کہ اب باؤجی کیوں اسے بلا رہی ہیں جسے سمجھتے نوشی نے اس کا ہاتھ دبا کر آنکھوں

ہی آنکھوں میں اسے تسلی دی کہ کچھ نہیں ہوتا تو وہ ڈرتی ڈرتی ان کے کمرے کی طرف چلی گئی

"آ جاؤ۔"

وہ ابھی اسی کشمکش میں تھی کہ اندر جائے یا نہ جائے تبھی اندر سے آواز آئی تو حیرانگی سے بند دروازے کو دیکھتی آہستہ سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئی

"جج جی باؤجی آپ نے بلایا۔؟"

وہ کمرے میں داخل ہوتی لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں بولی تو باؤجی مسکرا دیں

ہاں آؤ نہ یہ جوڑا ہم نے نوشی کی شادی پر تمہارے لیے بنوایا ہے۔۔ باؤجی نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک خوبصورت سانارنجی رنگ کا سوٹ بیڈ پر رکھا

www.urdu novels mania.com

سچ میں۔۔؟

میرے لیے ہے یہ۔۔؟

وہ حیرانگی سے سوٹ کو ہاتھ لگا کر اشتیاق سے بولی تو باؤجی مسکرا دیں اس کہ بچگانہ بات پر

ہاں اور ساتھ ہی یہ سب کچھ بھی ہم نے اپنی بیٹی کے لیے لیا ہے۔۔ انھوں نے سجنے سنور نے کا سامان اور کھوسے والا جو تا بھی اس کے سامنے رکھا

پر آپ تو مجھے پسند نہیں کرتیں نہ۔۔؟

ایک دم سے اس کی مسکراہٹ خالی پن میں بدل گئی

نہیں آپ کو ایسا کس نے کہا۔۔؟

ہم کیوں آپ کو نہ پسند کریں گے ہاں بس آپ کا بے دھڑک ہونا تھوڑا نا پسند ہے لیکن اس کا یہ مطلب تھوڑی ہے کہ ہم اتنی پیاری بیٹی سے نفرت کرتے ہیں۔۔

باوجہ شائستہ لہجے میں کہتی اسے سامان تمہا گئیں تو وہ اب تک بے یقینی سے وہ سامان لے کر نوشین کے کمرے کی طرف چل دی

www.urdu novels mania.com

اسے یاد تھا جب دو دن پہلے اس نے نوشین کے گھر رکنے کی التجاء کی تھی تو اس کے باپ نے کتنی بے رحمی سے اسے مارا تھا جس کے نشان ابھی بھی اس کے منہ پر تھے وہ آنسو صاف کرتی چہرے پر مسکراہٹ سجا کر نوشی کے پاس آگئی جو اس کی منتظر بیٹھی تھی



جنت جو کہ اپنے دھیان میں نیچے آئی تھی وہاں من ویر کے ساتھ کسی بزرگ خاتون جو بیٹھے
 دیکھ کر وہ پریشان ہو چکی تھی جبکہ وہ خاتون بھی اسے دیکھ چکی تھیں تو اور اب لمحہ بالمحہ اس
 کے پاس آرہی تھیں جس سے جنت کی رنگت سرخ سے زرد ہوتی جا رہی تھی

"آآآآآآ۔۔۔ نہیں پلیز مجھے مت ماریں میں نے کچھ بھی نہیں کیا میرا کوئی قصور نہیں ہے
 اس میں۔۔۔"

اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتیں جنت ان کے پاؤں میں بیٹھ کر زور زور سے رونے لگی جبکہ اس
 صورتحال سے بی جان اور من ویر رونے شاکڈ سے اسے دیکھ رہے تھے جو مسلسل التجاؤں
 میں مصروف تھی سب سے پہلے ہوش من ویر کو آیا تھا وہ جلدی سے اٹھا اور جنت کو بازو
 سے پکڑ کر کھڑا کیا اور ساتھ ہی اس کے کندھے کے گرد زور سے بازو حائل کیا

بی جان آپ اپنے کمرے میں بیٹھیں میں زرا جنت کو چیلنج کروا کر لاتا ہوں۔۔ من ویر مسکرا کر کہتا جنت جو ساتھ لیے سیرٹھیاں چڑھ گیا جبکہ بی جان مسکراتے ہوئے وہیں صوفے پر بیٹھ کر تسبیح پڑھنے لگیں



کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ یہ کیا حرکت تھی۔۔؟
خشمگین نگاہوں سے گھورتے وہ اسوقت جنت کے سر پر سوار تھا جو مسلسل رونے کا شغل فرما رہی تھی

جنت میں کچھ پوچھ رہا ہوں۔۔ زرا سختی سے کہتے اس نے چار قدم کا فاصلہ بھی ختم کر دیا

www.urdu novels mania.com

"ووو وہ مم مجھے لگا وہ مجھے ماریں گی جیسے اماں مارتی تھیں۔۔"

وہ لڑکھڑاتی ہوئی زبان میں کہتی پھر سے رونے لگی تو اس کی بات سن کر من کے تنے ہوئے عصاب کچھ ڈھیلے پڑے اتنی بڑی تو نہیں تھی وہ جتنے اس کے سر پر حادثات آپڑے تھے

جنت میری جان میری طرف دیکھو۔۔۔ من ویر نے پیار سے کہتے ہوئے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرا تو اس نے ڈرتے ہوئے اپنی ہر فی جیسی سہمی ہوئی آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا جبکہ من ویر تو پہلے ہی اس کی ان نگاہوں سے گھائل خود کو بچانے کی تگ و دو د میں تھا جو کہ اب بالکل ناممکن سا لگنے لگا تھا

(میں اُس سے اک عرصہ کے بعد ملا تھا۔۔!!)

اُس نے کچھ نہیں بولا۔۔!!

لیکن اُس کی آنکھیں شکایت کر رہی تھیں۔۔!!

کہہ رہی تھیں کہ تم نے اچھا نہیں کیا۔۔!! اور میں چاہتے ہوئے بھی اُسے سمجھا نہیں پا رہا تھا۔۔۔!!

میں کہنا چاہ رہا تھا۔۔!! کہ تم نہیں جانتی ہو۔۔!!

زندگی مجھ جیسوں کے ساتھ کیسا برباد کرتی ہے۔۔!!

میں بس تمہیں خود کی آگ سے بچا رہا تھا۔۔!!

ایسی آگ جو صدیوں مجھے زندہ جلاتی رہے گی۔۔!

! مگر۔۔۔!!!



"میرے ہوتے ہوئے کوئی تمہیں کچھ نہیں کہے گا اور نہ ہی بی جان۔۔ بلکہ وہ تو تمہیں سب سے زیادہ پیار کریں گی۔۔"

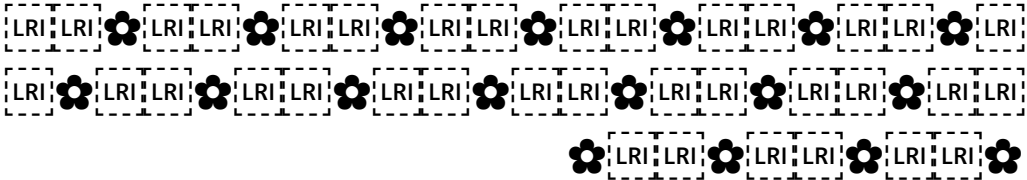
اس نے پیار سے کہتے اس کی دونوں آنکھیں چوم لیں تو وہ فوراً سے گھبرا کر پیچھے ہٹ گئی تو من ویر نے اس کی حرکت پہ اپنا قہقہہ ضبط کرنے کے لیے نچلاب دانٹوں میں دبایا

دل تو کر رہا تھا اسے تنگ کرے مگر وہ تو پہلے ہی نازک دل کی تھی فوراً رونا شروع کر دیتی

"چلو نیچے بی جان ویٹ کر رہی ہیں۔۔"

شرافت سے کہتے وہ باہر نکل گیا تو وہ بھی منہ دھو کر دوپٹہ سلیقے سے اوڑھتی باہر کی طرف

چل دی



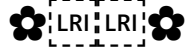
"لڑکے۔۔ یہ کوئی وقت ہے گھر آنے کا۔۔؟"

گھر میں داخل ہوتے ہی توقع کے عین مطابق ایک کرخت آواز نے حیدر کا استقبال کیا تھا وہ ڈارلنگ گاڑی خراب ہو گئی تھی اسی لیے دیر ہو گئی۔۔۔ اس نے شرافت سے کہتے کوٹ صوفے پر رکھا اور اپنی ڈارلنگ کو دیکھا جو اس وقت مکمل غصے میں تھی ہم کچھ نہیں جانتے جب آپ جو پتہ ہے کہ ہم وعدہ خلاف لوگوں کو پسند نہیں کرتے تو کیا لینے آئے ہیں آپ۔۔ غصے سے منہ دوسری طرف کیے کہا تو حیدر کا دل کیا قہقہہ لگا کر ہنسے اپنی جانو کے غصے پر جو کہ کم ہی غصے میں آتی تھی

لیکن جانو ابھی تو سات ہی بجے ہیں نہ۔۔ اس نے شرارت سے کہتے کب دانتوں میں دبایا حیدر اب ہم یہ چھڑی آپ کہ منہ پر ماریں گے۔ انھوں نے کہتے ہوئے باقاعدہ چھڑی دکھائی تو حیدر کا چھت پھاڑ قہقہہ پوری حویلی میں گونج اٹھا

اچھا نہ دادی ڈارلنگ اب مان بھی جائیں یا اپنے اس ہینڈ سم سے پوتے کو ناراضگی سے ماریں گی۔ اس نے ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے کہا تو انھوں نے ناراضگی سے اس کی طرف دیکھا

حیدر خبردار آئینہ مرنے کی بات کی تو اب ہم میں حوصلہ نہیں ہے کسی کو کھونے کا تم
تینوں کی عمر خدا دراز کرے اور اس کی بھی جو ناجانے زندہ بھی ہے یا نہیں۔۔۔ کہتے کہتے وہ
روپڑیں تو حیدر نے جلدی سے ان کو گلے لگالیا اور ان کا سر چوم کر ان کا دھیان باتوں میں
لگا دیا تاکہ وہ ماضی کو بھول سکیں



چلو اترو آگیا گھر۔۔۔ گاڑی گیٹ کے سامنے روک کر چیزیں اٹھاتے ہوئے طلال نے کہا تو
وہ اُس سے مس نہ ہوئی

میڈم آپ سے بول رہا ہوں بہری ہیں کیا۔۔۔؟

دانت پیس کر کہتے وہ اسے خشمگین نگاہوں سے گھور رہا تھا جو اپنے بالوں کے ساتھ کھیلنے
میں مصروف تھی

www.urdu novels mania.com

ہم ہاں چلو نہ چلو۔۔۔ وہ بچوں کی طرح خوش ہوتی گاڑی سے اتر آئی اور اپنے سامنے ایک
خوبصورت مگر چھوٹے سے گھر کو دیکھا
انکل یہ کس کا گھر ہی۔۔۔؟

وہ حیرانگی سے گھر کو دیکھتی ہوئی بولی جبکہ ایک دفعہ پھر سے انکل کہنے پر طلال کا دل کیا وہ پورا گھراٹھا کر اس لڑکی کے سر میں دے مارے جو اسے پاگل کرنے پہ تلی ہوئی تھی

طلال۔۔۔ طلال نام ہے میرا۔۔ اس نے ضبط سے کہتے سمجھانا چاہا
لال۔۔۔ واؤ میرا فیورٹ کمر ہے لال۔۔ ایک دفعہ پھر سے اس کے نام کا ستیاناس کرتی
وہ چمک کر بولی تو طلال نے اپنے بال مٹھیوں میں بھینچے

ہاں لال ہی بول لیا کر میری ماں لیکن آئندہ انکل مت بھولنا۔۔ وہ بیچارگی سے کہتا اندر کی طرف بڑھ گیا تو وہ نا سمجھی سے اسکی بیچارگی شکل دیکھ کر اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگی

سنو لال میرا نام کرن ہے۔۔ سورج کی کرن ہوتی ہے نہ وہ والی کرن۔۔ اس نے پھر سے مسکراتے ہوئے بتایا تو اب کی بار طلال کے چہرے پر بھی مسکراہٹ پھیل گئی
اچھا اااا تو بے بی کا نام کرن ہے۔۔؟

اس نے بھی حیرانگی سے پوچھا جیسے بہت انفارمیٹیو بات ہو جس کہ جواب میں کرن نے زور و شور سے ہاں میں سر ہلایا اب وہ گھر کے اندر پہنچ چکے تھے جہاں وہ ایک طرف بنے اوپن

کچن میں پانی پینے چلا گیا اور پیچھے پیچھے وہ اپنے سوالات سے اس کا سر کھاتی ادھر سے ادھر گھوم رہی تھی

بکھی تو وہ غصہ کرتا اور کبھی مسکرا نے لگتا اس کی ان حرکتوں پر



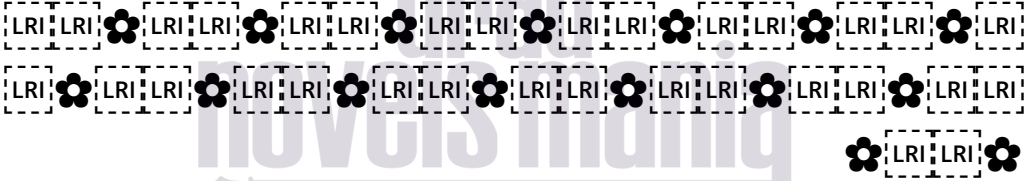
"دیکھو جنت من ویر کے ناں باپ تو ہیں نہیں اس لیے ہم نے ہی اسے پال پوس کر بڑا کیا ہے ہم تو کب سے اسے کہتے تھے کہ شادی کر لے لیکن یہ مانتا ہی نہیں تھا ہمیں کیا پتا تھا اس نے گاؤں کی چھوری پر نظر رکھی ہوئی ہے۔"

بی جان جنت کا ہاتھ پکڑے اس سے باتوں میں مصروف تھیں جوان کے پہلو میں شرمائی گھبرائی سی بیٹھی تھی جبکہ من ویر مسلسل اس کی حالت سے لطف اندوز ہو رہا تھا

جج جی بی جان - - اس نے محظ اتنا ہی کہا جبکہ من دور سے ان ہر فی آنکھوں اور شنگرفی لبوں کی لڑکھڑاہٹ دیکھنے میں ہی مصروف تھا جو کہ جنت کو ابھن میں ڈال رہا تھا

"اب تم بس مجھے جلدی سے پردادی بنا دو کیوں کہ من کے بچوں کو کھلانے کی چاہت بہت عرصے سے ہے میرے دل میں.."

جنت جو من ویر سے نظریں چرارہی تھی اچانک ہی بی جان کی بات پر اچھل پڑی جبکہ سٹی تو من ویر کی بھی گم ہوئی تھی جیھی تو گر بڑا کرا دھر ادھر دیکھنے لگا جبکہ بی جان جنت کی زرد رنگت دیکھ کر ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگیں



www.urdu novelsmania.com

آج نوشین کی مہندی تھی اس لیے پورے گھر کو دلن کی طرح سجایا گیا تھا ہر طرف گھر لوگوں کا جھوم اور قہقہے تھے وہ اپنے کمرے میں سانولی سلونی سی شرمائی ہوئی بیٹھی تھی ارد گرد لڑکیوں کا جھوم جو اسے چھیرتی قہقہے لگاتی محفل جمائے بیٹھی تھیں اور وہ کبھی شرماتی تو کبھی

گھبراتی ان کے درمیان میں بیٹھی تھی جب کہ رمشاء کا ابھی تک کچھ اتا پتا نہیں تھا اور یہی بات اسے فکر مند کر رہی تھی کہ ناجانے وہ آئے گی بھی یا نہیں

"ویسے نوشی کیا تو نے اپنے ان کا دیدار کیا یا نہیں ابھی تک۔۔؟"

وہ اپنی ہی سوچ میں گم تھی جب ہجوم میں سے ایک لڑکی نے اس سے پوچھا اور وہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی

"نن نہیں آپنی مجھے کوئی جلدی نہیں شادی کے بعد تو انھیں کے ساتھ رہنا ہے پوری زندگی۔۔"

نوشین نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا تو سب نے ستائش سے ہونٹنگ کی جس سے وہ جھینپ سی گئی

"چلو مہندی کی رسم شروع ہونے والی ہے ہم لوگ باہر سے ہو کر آتے ہیں۔۔"

اسی لڑکی نے دوبارہ کہا تو ساری اٹھ کر باہر چلی گئیں جبکہ نوشین سر ہلا کر وہیں بیٹھی رہی تبھی ان لڑکیوں کے باہر جاتے ہی بدر کمرے میں داخل ہوا تو نوشین ایک دفعہ پھر سیدھی ہو کر بیٹھ گئی

"کیسی ہے میری گرٹیا۔۔؟"

اس نے بیڈ کے قریب آتے ہوئے پوچھا تو نوشین کی آنکھیں فوراً پانیوں سے بھر گئیں

بھی مجھے نہیں کرنی شادی مجھے آپ کے ساتھ رہنا ہے۔۔

اس نے روتے ہوئے کہا اور بدر کے گلے لگ کر رونے لگی تو بدر کو خود پر کنٹرول کرنا مشکل لگنے لگا

"گڑیا میرا بیٹا تو بہادر ہے نہ تو پھر کیوں رو رہا ہے۔۔ اور کم کون سا آپ کو بھول جائیں گے بلکہ میں آپ سے ہر ہفتے ملنے آیا کروں گا۔۔"

بدر نے اس کی آنکھیں چوم کر اسے بھلانا چاہا تب بھی باوجہ بھی کمرے میں داخل ہوئیں "ارے بھائی یہاں کیا ہو رہا ہے۔۔؟"

انہیں ایک دوسرے کے ساتھ لگے دیکھ کر باوجہ نے مسکرا کر پوچھا تو نوشین بھائی کو چھوڑ کر ماں کے گلے لگ گئی جس سے ان کی آنکھیں بھی بھر آئیں

"دیکھ نوشی پتر ماں باپ اپنی بیٹی کو سب کچھ دے سکتے ہیں اس کی ہر خواہش پوری کر سکتے ہیں مگر اسے نصیب خرید کر نہیں دے سکتے وہ بس اس کے اچھے نصیب کی دعا ہی کر سکتے

ہیں دیکھو بیٹا ایک بیٹی کی شان اسی میں ہے کہ وہ مانکے سے رخصت ہو کر ڈولی میں جائے

اور سسرال سے اس کی ارتھی اٹھے۔۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ تم اپنے ساتھ ہونے والی

زیادتیوں کو بھی برداشت کرو ہاں مگر تم ان کا صبر سے سامنا کرو گی تو ہر مشکل تمہیں آسان

لگنے لگے گی۔"

اسے سینے سے لگائے باوجہ بہت پیار سے سمجھا رہی تھیں انھیں فخر تھا اپنی بیٹی پر کہ اس نے ان کی فی عزت کا مان رکھا تھا اور خود کو ہمیشہ چھپا کر رکھا تھا

"اس کے علاوہ اگر ہماری بیٹی کو کوئی مسئلہ ہے تو بتائیں ہم سب کریں گے۔۔"

انھوں نے لاڈ سے کہا تو اس نے فوراً زور و شور سے ہاں میں سر ہلایا

"اچھا بتاؤ کیا چاہئے۔۔؟"

باوجہ نے متفکر ہوتے پوچھا

"بھائی کو پیک کر دیں میں اپنے ساتھ لے کے جاؤں گی۔۔"

اس نے سوں سوں کرتے کہا تو باوجہ کا قہقہہ گونج اٹھا

ابے پاگل گئی ہے کیا۔۔؟

بدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ پھر سے رونے لگی اور اب کی بار وہ تینوں مل کر رو رہے تھے وہی تو سہارا تھے ایک دوسرے کا شروع سے لے کر اب تک اور اب اپنے جگر کا ٹکڑا کسی اور کے حوالے کرنا ان سب کے لیے مشکل ترین امر تھا

"بیشک شادی ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے مگر یہ وقت پورے گھر کے لیے ایک مشکل امر ہوتا ہے او وہ بیٹیاں ہمیشہ ماں باپ کا فخر

ہوتی ہیں جو عزت سے رخصت ہو کر اپنے ماں باپ کے گھر سے جاتی ہیں اللہ سب کی بیٹیوں کو اپنی حفاظت میں رکھے.. آمین"

باوجہی نے سوچتے ہوئے خدا کا شکر ادا کیا اور ساتھ ہی سب کی بیٹیوں کے لیے دعا بھی کر دی



"اے چڑیل عورت تو نے میرا گٹار کیوں اٹھایا وہاں سے۔۔؟"

حیدر تائشہ کے سر پر کھڑا کڑے جتنوں سے پوچھ رہا تھا
 "باگڑ بلے کہیں کے خبردار مجھے عورت کہا عورت ہوگی آپ کی بیوی اور منہ دھور کھیں اپنا
 میں نے نہیں لیا آپ کا دو ٹکے کا گٹار آئے بڑے۔۔"

www.urduNovelsMania.com

اس نے غصے کہتے کتاب ایک طرف پٹج دی
 "اوپچھا تو کل تم میرے کمرے میں گھسی یقیناً نماز ادا کر رہی ہوگی ہناں۔۔؟"
 حیدر نے سوچنے کے سے انداز میں پوچھا تو تائشہ کا دل کیا اپنے بال نوچ لے وہ کیسے بھول
 گئی کہ یہ بندی وکیل کم انویسٹمنٹ زیادہ ہے

اچھا اااااااااا وہ۔۔۔ وہ تو میں۔۔۔ ہاں میں یہ بک لینے گئی تھی۔۔۔ اس نے سوچتے ہوئے فوراً بک کی طرف اشارہ کیا اور دل ہی دل میں خود کو داد دی اس زہانت پر جب وہ اس کے کمرے میں گئی تھی اور غیر ارادی طور پر یہ بک بھی اٹھالائی تھی

"دیکھو کیڑی میرے کمرے میں مت گھسا کرو ورنہ میں تمہیں کسی دن چھت سے نیچے پھینک دوں گا۔۔۔"

حیدر نے غصے سے کہتے اسے وارن کیا تو اس نے آبرو اچکائے "یعنی ہمت ہے۔۔۔؟"

"پتا ہے بابا کے کان میں گھس کے میری شکایتیں لگاتی رہتی ہو کیڑی کہیں کی۔۔۔"

دل تو کیا کہ اس چندال عورت کا منہ توڑ دے جو اس کے نقصان کرنے پیدا ہوئی تھی اور آخر میں خود ہی سستی سا وتری بن کر اسے ہی ڈانٹ پڑوا دیتی تھی

"جاؤ جاؤ بھالو کہیں کے۔۔۔"

اس نے بھی ناک سے مکھی اڑائی اور بیٹھ کر پھر سے بک اٹھالی تو حیدر غصہ ضبط کرتا باہر نکل گیا۔



"ہاہاہاہاہاہا۔۔ آئی سویریا ر شکل دیکھنے والی تھی اس کی بڑا آیا مجھ سے پنکا لینے والا اٹھا کے دے دیا اس کا گٹار میں نے کباڑی والے کو۔۔"

اس وقت کینٹن میں بیٹھی وہ روح کو اپنے کارنامے بتا رہی تھی جبکہ وہ تو بس اس کی شکل دیکھ رہی تھی جو کہ اپنے بھائی کا پچاس ہزار کا گٹار کباڑی والے کو دے کر ایسے خوش ہو رہی تھی جیسے دنیا فتح کر لی ہو

"اور جب اسے پتا چلے گا تب کیا ہوگا۔۔؟"

روہاب نے اسے ڈرانا چاہا

"کچھ بھی نہیں بابا اس کا کچھ مر بنادیں گے اگر اس نے مجھے ہاتھ بھی لگایا تو اور ویسے بھی اسے کون کہتا تھا میرا فورٹ ٹیڈی بیئر پھاڑنے کی۔۔۔"،

فرامی چپس منہ میں رکھتے اس نے شانِ بے نیازی سے کہا لہجے میں اپنے بابا کے لیے مان
ہی مان تھا جبکہ روح کا دل کیا اس کا گلابا دے جو اٹے کا رنامے کر کے اس کے سامنے
شوخیاں مارتی رہتی تھی

"اگر اب تمہاری کوئی پسندیدہ چیز قضا نے بھائی سے وفات پاگئی تو میرے سامنے رونے مت بیٹھ جانا ورنہ میں تمہارا حلیہ بگاڑ دوں گی۔"

روح نے سکون سے کہتے فگر چس منہ میں ڈالے اور ادھر ادھر دیکھنے لگی جبکہ تائشہ کا تو منہ صدمے سے کھل گیا تھا یہ تو اس نے سوچا ہی نہیں تھا کہ اس کا چنڈال بھائی اپنے اتنے جان سے عزیز گٹار کے جانے کے بعد اس کا کیا حشر کرے گا یقیناً اس کے کمرے کے سارے ٹیڈی بیئر خطرے میں تھے اور سب سے بڑھ کر وہ سب سے بڑا ٹیڈی جو پچھلے برتھڈے پر اس کے بابا نے گفٹ کیا تھا وہ تو تائشہ سے بھی بڑا تھا اور اسے جان سے عزیز بھی تھا

"استغفر اللہ۔"

بے ساختہ اس نے سوچتے جھرجھری لی تو اس کی حالت کو سمجھتے اب لوٹ پوٹ ہونے کی باری روح کی تھی جبکہ تائشہ خفگی سے اپنی اس دوست کم دشمن زیادہ کو دیکھنے لگی جو اس کے زخموں پر نمک چھڑکنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی رہی تھی

LRI LRI ❀ LRI LRI ❀ LRI LRI ❀ LRI LRI ❀ LRI LRI ❀ LRI LRI ❀ LRI LRI ❀ LRI

LRI ❀ LRI LRI ❀ LRI LRI ❀ LRI LRI ❀ LRI LRI ❀ LRI LRI ❀ LRI LRI ❀ LRI LRI

❀ LRI LRI ❀ LRI LRI ❀

طلال ابھی کسی ضروری میٹنگ سے ہو کر واپس آیا تھا جب گھر میں آتے ہی دل دہلا دینے والی چیخوں نے اس کا استقبال کیا

"یا اللہ خیر۔۔ اب اسے کون سے جن چمڑ گئے ہیں۔۔"

فائل وہیں صوفے پر پھینک کر وہ سیڑھیوں کی طرف بھاگا اور فوراً سے اپنے کمرے کا دروازہ کھولا مگر وہ تو بالکل خاموشی میں ڈوبا تھا لیکن اسے جلد ہی احساس ہوا کہ یہ چیخیں ساتھ والے کمرے سے آرہی ہیں تو وہ جلدی سے اس کمرے کی طرف بھاگا جہاں سے یہ آوازیں آرہی تھیں یقیناً وہ چڑیلوں کی بہن کسی تجربے میں مصروف ہوگی۔۔ سوچ کر ہی تلال کا دل ہولا اٹھا

اس نے جلدی سے کمرے کا دروازہ کھولا تو زمیں پر بیٹھی کسی چیز کو گھورنے میں مصروف تھی جبکہ دروازے کی طرف اس کی پشت تھی تبھی تلال اندازہ نہیں لگا پایا کہ وہ کیا کر رہی ہے مگر وہ جیسے ہی دوسری طرف سے گھوم کر سامنے آیا اس کا دل دھک سے رہ گیا

ارے لال آپ کب آئے۔۔؟

اس نے خوشی سے چمکتے ہوئے پوچھا جبکہ تلال تو صدمے سے زمین کو گھور رہا تھا جہاں دس کے قریب چھپکلیاں مری پڑی تھیں

"نی یہ کیا ہے۔۔؟"

طلال کے گلے میں سے گھٹی ہوئی آواز نکلی جب اس کی نظروں کے تعاقب میں کرن نے زمین پر پڑی چھپکلیوں کو دیکھا

"اوہ۔۔؟"

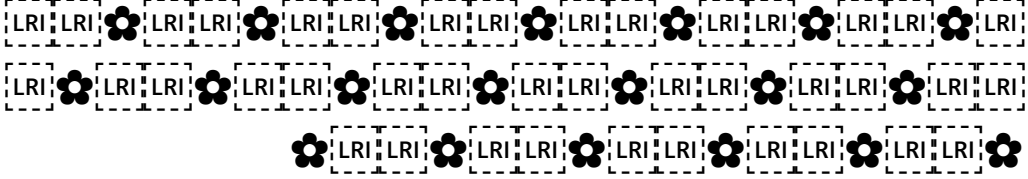
یہ نامیں نے پانچ آپ کمرے سے ماری ہیں اور پانچ اپنے کمرے سے۔۔ اس نے خوش ہوتے اپنا کارنامہ بتایا۔۔۔۔۔"

جبکہ طلال کا دل خراب ہونے لگا ان کی حالت دیکھ کر جن میں سے کسی کی دم غائب تھی کسی کی ٹانگ اور کسی کا تو منہ ہی اتنی بری طرح کچلا ہوا تھا کہ طلال کو قے آنے لگی وہ فوراً واشروم کی طرف بھاگا مگر وہاں بھی اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں کیوں کہ پورا واشروم جھاگ سے بھرا ہوا تھا اس نے اپنے بال مٹھیوں میں جکڑے یقیناً یہ لڑکی جنات کے خاندان سے تھی جو آتے کی اس کے گھر کا حشر کر کے رکھ دیتا تھا

وہ خود کو پرسکون کرتا باہر آیا تو وہ کاؤچ پر بیٹھی کمرے کا جائزہ لے رہی تھی یا یوں کہا جائے کہ مزید چھپکلیاں ڈھونڈ رہی تھی تو غلط نہ ہوگا

طلال کو دیکھ کر مسکراتی جبکہ طلال نے غصے سے اس کا بازو پکڑا اور اسے لے کر اس کمرے سے باہر نکلا اور ملازمہ کو کمر ا صاف کرنے کا کہتے اسے لے کر اپنے کمرے کی طرف

بڑھ گیا جبکہ وہ جو اس سے تعریف سننے کی طلبگار تھی اس کے جارحانہ تیور دیکھ کر اس کا ننھا سادل سم کر رہ گیا



طلال اسے اپنے کمرے میں لے کر آیا تھا اور کا کروا شروم میں بند کر دیا دل تو کر رہا تھا اٹھا کر پانی سے بھرے ٹب میں پھینک دے لیکن پھر سوچا بیمار ہی نہ پڑ جائے "کرن میں روم سے باہر جا رہا ہوں میرے آنے سے پہلے اچھے سے نہا کر باہر آؤ سمجھی۔۔"

طلال اسے واشروم میں بند کر کے حکم سناتا باہر چلا گیا تو وہ دروازہ بند کرتی واشروم کا جائزہ لینے لگی تاکہ نہا سکے لال۔۔ بات سنیں۔۔ کمرے میں آ کر وہ اسے آوازیں دے رہی تھی مگر وہ شاید نیچے تھا اس لیے کوئی جواب نہیں دیا

"ارے اتنے زیادہ پرفیوم۔۔" ڈریسنگ پہ پڑے پرفیوم کو دیکھتے اس نے باری باری سارے چیک کیے اور ان میں سے ایک اٹھا کر لگایا جس کی خوشبو اکثر طلال سے آتی تھی مطلب یہ اس کا فیورٹ پرفیوم تھا

بال سلجھا کر سائیڈ رول بناتے اس نے پنزل گائیں اور باقی کے بال کھلے چھوڑ دیے آئینے میں خود کو دیکھ کر وہ دل و جان سے فدا ہوئی تھی اپنے جسم سے لگے اس کے کپڑے دیکھ کر الگ طرح کی سرشاری رگ و پے میں سرایت کر رہی تھی وہ بے پناہ خوبصورت تھی مگر اس کھڑوس کہ لیے یہ سب کرنا پڑ رہا ہے۔

کرن کا تعلق ان امیر ماں باپ کی اولاد میں سے تھا جن کے پاس سب کچھ ہوتا ہے سوائے سکون کے۔۔ اسے بچپن سے ہی پولیس فورس جوائن کرنے کا شوق تھا شکل و صورت بھی خدا نے اچھی خاصی عطا کی تھی شہدرنگ آنکھیں اس پے سرخ و سفید رنگت اس کے سب فرینڈز اسے کشمیری گرل کہتے تھے کیوں کے اس کے گال ہر وقت سرخ رہتے تھے

یہ ان دنوں کی بات ہے جب کرن نے اپنے فورتحہ انیر کے پیپرز میں ٹاپ کیا تھا انھیں دنوں میں پولیس میں جابز کا اشتہار دیکھ کر اس نے اپلائے کیا تھا اور یہ اس کی خوش قسمتی تھی کے پہلی دفعہ میں ہی اس کا سلیکشن بھی ہو چکا تھا وہ یہ بات سب سے پہلے اپنے ماں

باپ کو بتانا چاہتی تھی مگر ان میں سے کسی کے پاس بھی اتنا وقت نہیں تھا کہ وہ اپنی بیٹی کی بات سن سکتے اس لیے اس نے بنا بتائے ہی پولیس کی ٹریننگ سٹارٹ کر دی

ایک دن وہ اپنے گرل گینگ کے ساتھ ٹرینز کو چکما دے کر باہر گھومنے نکلی تھی تبھی پہاڑ کے دوسری طرف ہوتی بوائز ٹریننگ کے لیے لگی دوڑنے اسے اپنی طرف متوجہ کیا تھا اور اس توجہ کا مرکز صرف وہ تھا جو اس سارے ہجوم میں سب سے نمایاں تھا کثرتی بدن بڑھی ہوئی داڑھی اور نفاست سے کٹے بال جو بھاگنے کی وجہ سے اوپر نیچے ہوتے الگ کی مستی میں تھے وہ اس میں اتنا کھوئی ہوئی تھی کہ اسے پتا ہی نہیں چلا کہ کب ریس ختم ہوئی اور کب اتنا وقت گزر گیا اسے بس اس لڑکے کے نام کی ہوٹنگ سنائی دے رہی تھی جو باقی سب اس کے لیے کر رہے تھے طلال - - طلال - - طلال بس یہی آوازیں آرہی تھیں اور وہ انجانے میں ہی خوش ہو رہی تھی اسے جیتنا ہوا دیکھ کر یہ پہلی دفعہ تھا جب کرن نے اسے دیکھا تھا مگر اب وہ اکثر ایسا ہی کرتی اکثر لچٹاؤں میں واشروم کا بہانہ کر کے اس پہ نظر رکھتی اور جلد ہی اسے اس بات کا بھی اندازہ ہو گیا کہ وہ طلال کے بغیر نہیں رہ سکتی اسی لیے اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ کچھ بھی کر کے اسے خود سے محبت کرنے پر مجبور کر دے گی چھ ماہ کی ٹریننگ کے بعد انھیں ڈیوٹی سینٹر الاٹ ہو چکے تھے مگر کرن نے ڈی آئی جی سے دو ماہ کی لیو اپیل کی تھی اور واپس ہی وہ اس کا پیچھا کر رہی تھی اور اب اس کے گھر میں اس کے بیڈ

روم میں اسی کے کپڑوں میں کھڑی اتنی مگن تھی کہ اسے پتہ ہی نہیں چلا کہ طلال کب کمرے میں آیا

"اوہیلوفت ہو گئی کیا کھڑی کھڑی۔۔؟"

طلال جو کب سے اسے آوازیں دے رہا تھا زچ ہو کر بولا تو وہ ہوش میں آتی اس کی طرف پلٹی اور اب بیگ ہونے کی باری طلال کی تھی وہ جو اسے صرف گندے حلیے میں دیکھ رہا تھا ایک دم اس کا توبہ شکن سراپا دیکھ کر اس کی بھی ایک بیٹ مس ہوئی تھی جلدی سے اس کے وجود سے نظریں چراتے اس نے دل میں خود کو لعنت بھیجی

یہ چائے پی لو ورنہ سردی لگ جائے گی۔۔ چائے ٹیبل پر رکھتے اسے نے سر سر می سا کہا لال سنیں۔۔ وہ باہر جانے لگا جب اس کی آواز نے طلال کے قدم جکڑے وہ کیسے سمجھاتا اس بیوقوف لڑکی کو کہ وہ بس اس کمرے سے باہر جانا چاہتا ہے بعد میں آتا ہوں۔۔ اتنا سا بول کر وہ جلدی سے کمرے سے نکل گیا جبکہ وہ کندھے اچکا کر چائے کی طرف متوجہ ہو گئی



وہ پچھلے ڈیڑھ گھنٹے سے کمرے میں ادھر ادھر چکر لگا کر جنت کے آنے کا انتظار کر رہا تھا مگر وہ تھی کہ آہی نہیں رہی تھی اور یہی بات اب من کو غصہ دلارہی تھی

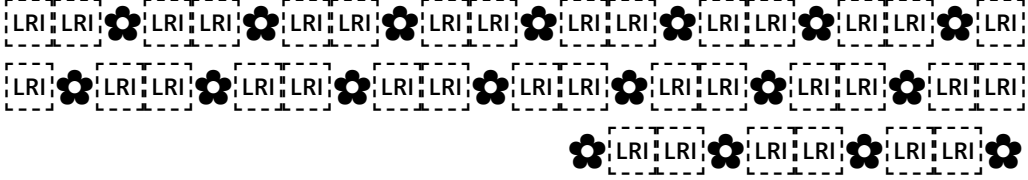
جب صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تو قدم خود بخود بی جان کے کمرے کی طرف اٹھ گئے جہاں وہ دشمن جاں نا جانے کون سے کاموں میں مصروف تھی

من ویر نے آہستہ سے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر قدم رکھا تو بی جان نے دور سے ہی اسے خاموش رہنے کا اشارہ کر دیا تبھی اس کی نظر بی جان سے ہوتی جنت ہر گئی جو سیاہ رنگ کے سوٹ میں اپنے سیاہ بال کھولے بی جان کی گود میں سر رکھے مزے سے سو رہی تھی جبکہ بی جان کے چہرے پر درد کے اثرات نمایاں تھے یقیناً ان کی ٹانگیں درد ہو چکی ہوں گی

من ویر نے بیڈ کے قریب پہنچ کر بی جان کو خفگی سے دیکھا تو وہ محبت سے مسکرا دیں تو اس نے ناراضگی سے رخ موڑتے تھوڑا سا جھک کر جنت کو گود میں اٹھالیا

"بی جان آپ سو جائیں صبح بات ہوگی۔۔ اور اس کی عقل تو میں ابھی ٹھکانے لگاتا ہوں۔۔"

بی جان کو کہتے اس نے آخری لائین قدرے آہستہ آواز میں کہی اور جنت کو لے کر کمرے سے باہر نکل آیا



اپنے کمرے میں پہنچ کر من ویر نے پھینکنے کے انداز میں جنت کو بیڈ پر پٹھا اور اس کے پاس ہی نیم دراز ہو گیا کیوں کہ اب یقیناً یہ کاٹن کینڈی اٹھنے والی تھی اس ظلم پر۔ وہ اس کے چہرے کو دیکھنے میں مصروف تھا جب اپنی نیند میں مداخلت محسوس کرتے جنت نے ناگواری سے اپنی نیند کے خمار سے بوجھل آنکھیں کھولیں پہلے تو اسے سمجھ نہیں آیا کہ کیا ہوا مگر پھر جب زہن بیدار ہوا تو پتا چلا کہ یہ تو من کا کمرہ ہے مگر وہ تو بی جان کے پاس سوئی تھی اس سے آگے سوچنا ہی سوہان روح تھا کبھی ڈرتے ڈرتے اپنے بائیں طرف دیکھا تو دل دھک سے رہ گیا کیوں کہ وہ ڈرے کو لا وہیں بیٹھا جنت کو گھورنے میں ہی مصروف تھا "سانس لو۔۔"

اسے سانس روکے دیکھ من ویر نے کہا تو وہ ٹس سے مس نہ ہوئی چہرے کا رنگ بالکل فق ہو چکا تھا

"میں نے کہا سانس لو ورنہ بعد میں سانس لینے کی فرست بھی نہیں دوں گا۔"

اس کے دائیں بائیں ہاتھ رکھتے من ویر نے معنی خیزی سے کہا جبکہ جنت تو اپنے بلکل قریب ہی اپنی سانسوں کے اس دشمن کو دیکھتے ڈر سے کانپ رہی تھی کیونکہ ایک دفعہ وہ اس کی سانسیں اتنی الجھا چکا تھا کہ جنت کو لگا آج اس کا آخری دن ہے اس دنیا میں

"ٹھیک ہے ایسے نہیں تو ویسے ہی صحیح۔"

شان بے نیازی سے کہتے اس نے ایک ہاتھ اس کی کمر میں ڈالا اور دوسرا اس کے بالوں میں ڈالتے اسے سمجھنے کا موقع دیے بغیر وہ اس کی سانسوں پہ اپنی حکومت قائم کر چکا تھا جبکہ جنت کے توجہ طبع روشن ہوئے تھے اس سلگتے ہوئے لمس کو اپنے ہونٹوں پر محسوس کر کے

www.urdu novels mania.com

خاموشی کا عرصہ خاصا طویل ہوتا جا رہا تھا جب من ویر نے ترس کھاتے اس کے ہونٹوں آزادی بخشی تو وہ آنکھیں بند کیے ہی لمبے لمبے سانس لینے لگی جب کہ من کا اگلا شکار اس کی گردن تھی جہاں وہ بنا کسی جھجک کے الگ کی کہانی رقم کر رہا تھا

"من کیا کر رہے ہیں۔ مجھے سانس نہیں آ رہا؟"

اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے من ویر نے آہستہ آواز میں بات کا آغاز کیا تو باوجی کے زکر پر اس کی آنکھ سے آنسو نکل کر من ویر کی شرٹ بھگو نے لگے

"من وہ بہت اچھی ہیں بچپن سے لے کر آج تک انھوں نے بہت ہمت دی ہے مجھے وہ میری آئیڈیل ہیں ان حالات میں جب بھی مجھے کسی سہارے کی ضرورت ہوتی میں ان کے پاس جاتی تھی انھیں اچھے سے معلوم تھا کہ میرے گھر والے مجھ سے کیا سلوک کرتے ہیں اس دن بھی مجھے اس جہنم سے نکالنے کے لیے انھوں نے آپ پر ہاتھ اٹھایا تھا۔"

اپنے درد بھلائے وہ اس وقت باوجی کی صفائی پیش کر رہی تھی جبکہ من ویر اس کی معصومیت پر مسکرا رہا تھا وہ تو نکاح کے اگلے دن ہی سچ جان چکا تھا جب باوجی نے اس کے گھر آ کر معافی مانگی تھی اور ساتھ ہی بی جان کو بھی ساری بات بتائی تھی جبھی تو بی جان فوراً جنت کے پاس آ گئی تھیں اس کے ہر دکھ کا مداوا کرنے میں سب جانتا ہوں میری جان تم ان سب کو چھوڑو اور میرے دل کی سنویہ کیا کہہ رہا ہے۔۔"

اس کا دیکھنا ہٹانے کے لیے من ویر نے شرارت سے کہا
"آپ کا دل کہہ رہا ہے سو جائیں۔۔"

جنت نے معصومیت سے کہتے اپنی نیند سے بوجھل آنکھیں اٹھائیں تو من ویر نے مسکراتے ہوئے اس کی دونوں آنکھیں باری باری چومتے اس کا سر اپنے سینے پر رکھا اور سکون سے آنکھیں موند لیں



"تم سے اب تک ایک کام نہیں ہو سکا۔ زمین نکل گئی یا آسمان وہ میرے لخت جگر کو لے کر فرار ہوا تھا کیوں تم نہیں جان سکتے میری ازیت۔۔۔"

انھوں نے کہتے ہوئے مٹھیوں میں بال جکڑے

"بابا میں اپنی پوری کوشش کر رہا ہوں مجھے بھی تو وہ عزیز ہے۔۔ آپ فکر نہ کریں میں اسے ڈھونڈ نکالوں گا۔"

www.urdu-novels.com

اس نے کہتے ہوئے ان کے کمزور ہاتھ پر اپنا مضبوط ہاتھ رکھا

"ناجانے کیسے لوگ ہوتے ہیں جو دوسروں کو خوش نہیں دیکھ سکتے۔۔ حسد بہت بری چیز ہے بد نظری گھروں کے گھر تباہ کر دیتی ہے اور اس بد نظر نے میرا گھر بھی تباہ کر کے رکھ دیا میری آنکھوں پہ ایسی پٹی باندھ دی کے میں خود کو کبھی معاف نہیں کر سکتا۔۔ یقین کرو

میں موت مانگتا ہوں مجھے موت نہیں آتی میری توبہ کو قبولیت کا درجہ نہیں ملتا طلال میں کیا کروں میری ماں زندہ ہوتے ہوئے بھی مجھے اپنے دستِ شفقت سے محروم رکھے ہوئے ہے۔۔۔"

ان کے لہجے میں ٹوٹے کانچ کی کرچیاں تھیں جسے وہ چاہ کر بھی چھپا نہیں پاتے تھے اور یہ سب اس بھیانک رات کے بعد ہوا تھا جو ان سب کی زندگیوں میں سیاہی بھر گئی تھی۔۔۔ طلال نے خود پر ضبط کرتے آنکھیں موند لیں

"طلال وہ مجھ سے بہت پیار کرتی تھی اتنا پیار کے وہ مجھے رات کو جاگ جاگ کر دیکھا کرتی تھی جب میں سو جاتا تو میرے پاؤں تک چومتی میرے بال سہلاتی جیسے میں کوئی معجزہ تھا اس کی زندگی میں اور میں نے اس کے ساتھ بہت زیادتی کر دی۔۔۔ وہ محبت کا دعویٰ نہیں کرتی تھی دعوے تو میں نے کیے تھے مگر نبھاہ نہیں سکا۔۔۔ یار میں مریکوں نہیں جانتا میں جانتا ہوں موت مانگنا گناہ ہے لیکن یہ پچھتاوے کے ناگ مجھے روز ڈستے ہیں یہ میری جان بھی نکالتے ہیں اور مجھے مرنے بھی نہیں دیتے۔۔۔"

راکنگ چئیر کی پشت پہ سر ٹکائے وہ بول رہے تھے جبکہ آنسو مسلسل ان کی آنکھوں سے بہہ رہے تھے اور طلال ہمیشہ کی طرح ان کی ازیت کی داستان سنتا خود کو بے بس محسوس کرتے اپنے ہونٹ کچل رہا تھا دل میں اس شخص کے لیے نفرت اور بڑھ گئی تھی جس کی وجہ سے وہ اپنے عزیز ازجان رشتوں سے محروم ہوا تھا ماں کا لمس اس کی زندگی سے چلا گیا تھا



بدرپوری شادی کی ذمہ داری خود نبھا رہا تھا اور وہ بھی بہت خوبصورت طریقے سے اور یہی وجہ تھی کہ پورے خاندان کی لڑکیاں اس کی نظر کرم کی منتظر تھیں بس ایک وہی تھی جو اسے یکسر فراموش کر رہی تھی اگر کہیں اکیلے میں نظر بھی آتی تو کترا کر گزر جاتی اور یہی چیز بدر کو بہت تکلیف دے رہی تھی

"باوجودی مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔۔"

وہ کچھ سوچنے میں مصروف تھیں جب بدر نے آکر انہیں کہا

"ارے لڑکی کو کچھ ہو گیا ہے بیہوش ہو گئی ہے۔۔ اٹھاؤ اسے کوئی ڈاکٹر کو بلاؤ۔۔"

اس سے پہلے کے باؤجی کچھ کہتیں ایک دن سے شور بلند ہوا اور لوگوں کی مختلف آوازیں گونج اٹھیں تو وہ دونوں بھی گھبرا کر اس طرف دوڑے

بدر جیسے ہی لوگوں کے ہجوم کو ہٹا کر اندر پہنچا سامنے ہی اس پری وش کو زمین پر دنیا جہاں سے بے خبر دیکھ کر اس کی جان ہاتھوں میں آسمانی اسی لیے بنا کسی کی پروا کیے اس کے قریب بیٹھ کر اسے ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا تھا

"مشی اٹھو کیا ہوا۔۔ کچھ تو بولو یا رچپ کیوں ہو۔۔۔ کس نے کی ہے اس کی یہ حالت۔۔۔؟"

اس کے اوپر جھکے وہ دیوانہ وار ہوش میں لانے کی کوشش کرتا آخر میں چیخ کر بولا تو ہر طرف سناٹا چھا گیا کچھ لوگ حسد اور کچھ منہ پہ ہاتھ رکھے بدر کی یہ حالت دیکھ رہے تھے لوگوں میں سرگوشیاں شروع ہو گئیں کوئی بول رہا تھا کہ ان دونوں کا آپس میں چکر چل رہا ہے کوئی رمشاء کی حالت پر افسوس کر رہا تھا تو کوئی خاندان کی عزت کا تماشا بنا دیا اس طرح کی باتیں کر رہا تھا جب کہ باؤجی بالکل خاموش کھڑی یہ ساری کاروائی دیکھ رہی تھیں بارات کے لوگ بھی خاموش تماشا بنے ہوئے تھے



"دیکھیں انھیں بہت زیادہ کمزوری ہے جس کی وجہ سے یہ بیہوش ہو گئی تھیں مگر اب گھبرانے کی بات نہیں۔ بس آپ ان کی خوراک کا خیال رکھیں ورنہ کچھ بھی ہو سکتا ہے۔۔۔"

ڈاکٹر پروفیشنل انداز میں کہتا دوائی کی پرچی انھیں تھماتا باہر نکل گیا
 "باوجہ مجھے معاف کر دیں میری وجہ سے آپ کی بدنامی ہو گئی میں بالکل اچھی لڑکی نہیں ہوں۔۔۔"

ڈاکٹر کے جاتے ہی وہ ان کے سامنے ہاتھ جوڑ کر روتے ہوئے بولی جبکہ ان کا جواب سن کر اسے لگا ساتوں آسمان ایک ساتھ اس کے سر پر آ گئے ہوں

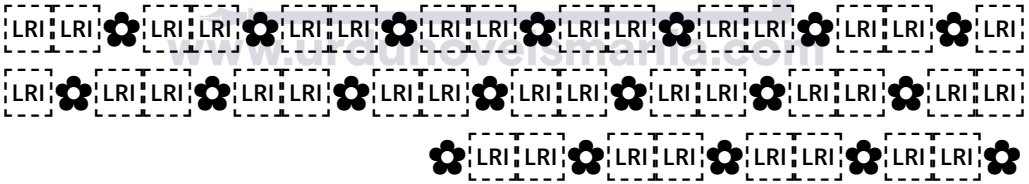
"میرے بیٹے سے شادی کرو گی۔۔۔؟"

ان کے سوال پر وہ اپنی غزالی آنکھوں میں حیرانگی سمائے وہ ہونفتوں کی طرح انہیں دیکھ رہی تھی جیسے پوچھ رہی ہو کہ کیا ایسا ممکن ہے کہاں میں اور کہاں آپ لوگ جسے دیکھتے ہوئے باوجودی نے مسکراتے ہوئے اس کے کے دونوں ہاتھ تھام لیے

"ایک وقت تھا جب میں بھی ان سب تفرقات کو بہت مانتی تھی مگر اب سمجھ آئی کہ رنگ و نسل ذات پات میں کچھ نہیں رکھا تم میری بیٹی کی طرح ہو میں نے تمہاری ذات میں محرومی دیکھی ہے جو میری ذات میں ہے اور میں اسے اپنی ممتا سے ضرور مکمل کر دوں گی۔۔"

بولتے بولتے کب ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوئے انہیں خود بھی اندازہ نہ ہوا جب رمشاء بنا کچھ کہے ان کے گلے سے لگ کر آنسو بہانے لگی

اور پھر کبھی ہی دیر میں وہ رمشاء رجب سے رمشاء بدر بن گئی



بدر نے تو سوچا بھی نہیں تھا کہ۔ اس کے دل کی مرادیوں پوری ہو جائے گی اپنے کمرے میں اس کی موجودگی کو سوچتے ہی انگ انگ میں سرور سا بھرنے لگا تھا

ابھی باوجی نے اسے اپنے کمرے میں بلا کر پہلے تو اس کی اچھی خاصی کلاس لی تھی اور پھر اسے کچھ باتیں سمجھا کر دعائیں دے کر اپنے کمرے میں جانے کا کہا تھا آہستہ سے کمرے کا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا تو سامنے خالی بیڈ اس کا منہ چڑا رہا تھا جسے دیکھتے اس کے ماتھے پر ان گنت بلوں کا اضافہ ہوا تھا تبھی دروازہ بند کرتے ویس کوٹ اتار کر سائیڈ پر رکھتے پورے کمرے کا جائزہ لیا جب نظر بیڈ پر پڑے اس کے دوپٹے سے ہوتی الماری کے ساتھ بنی تھوڑی سی جگہ سے جھانکتے اس کے سفید شرارے پر پڑی عنابی لبوں پر خود بخود مسکراہٹ رینگ گئی اور ساتھ ہی آنکھوں میں شرارت کی چمک ابھری تو آہستہ سے اس کی کلانی تھام کر باہر کھینچا اور ساتھ ہی اس نے منہ پر ہاتھ رکھ کر اس کی چیخ کا گلا بھی گھونٹ دیا

"یہاں کیوں چھپی ہو۔۔۔؟"

اس کی گھبراہٹ کو سرے سے نظر انداز کرتے بدر نے پوچھا تو وہ اپنا بالک تر کرتی زرا سی نظریں اٹھا کر اسے دیکھنے لگی

"مجھے آپ سے ڈر لگتا ہے۔۔۔"

نظریں جھکاتے اس نے فوراً سے اعتراف کیا

"کیوں میرے سر پر سینگ ہیں۔۔؟"

بدر نے حیرانگی سے پوچھا تو اس نے فوراً نفی میں سر ہلایا

"خوش ہو۔۔؟"

اس کی حالت کو سمجھتے بدر نے دوستانہ رویہ اپنایا

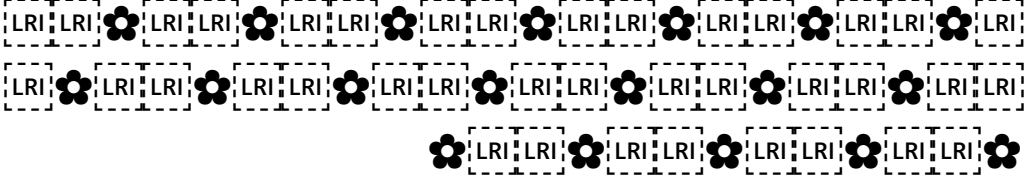
"جج جی۔۔"

"رشاء نے آہستہ سے جواب دیا تو بدر نے اس کی کمر میں بازو ڈالتے اسے خود سے قریب کیا

میں تم سے بہت زیادہ پیار کرتا ہوں مجھے نہیں پتا تھا کہ کبھی کبھی دل کی خواہش اس طرح بھی پوری ہو جاتی ہیں۔۔"

اس کی کھلے اقرار پر رشاء نے حیرانگی سے اسے دیکھا تو بدر نے بے خود سا ہو کر اس کے ہونٹوں کو چھوا جس سے گھبرا کر رشاء نے اس کے بازوؤں سے آزادی چاہی مگر بدر نے مزید اسے خود میں سمیٹتے اس کی سانسوں کو مکمل طور پر اپنی سانسوں سے الجھالیا تو رشاء نے بھی بنا کسی مزاحمت کے اپنا آپ آہنگ شوہر کے حوالے کر دیا اس کی خود سپردگی کو دیکھتے بدر سرشار سا اس کے کانوں میں رس گھولتا اس پر جھک گیا

اگلی زندگی دونوں کے لیے کیا آزمائشیں لانے والی تھی یہ تو وقت ہی طے کرنے والا تھا



جنت اور من ویر اپنی زندگی کی نئی شروعات کر چکے تھے من ویر کا تو ہر وقت دل کرتا کہ بس جنت اس کے آس پاس رہے ابھی بھی بی جان کے سخت حکم پر وہ دونوں کہیں گھومنے جانے والے تھے جنت کا دل تو نہیں تھا مگر بی جان کی ناراضگی کی وجہ سے وہ جانے کے لیے تیار کو گئی تھی اور اب پیکنگ میں مصروف تھی جبکہ من ویر بیڈ پر لیٹا مسلسل اسے گھورنے میں مصروف تھا

"من نہیں کریں مجھ سے کام نہیں ہو رہا۔"

وہ روہانسی ہوتی آخر بول ہی پڑی

"تو یا ر تم میرے پاس آ جاؤ نہ تاکہ دونوں کو مشکل نہ ہو۔"

اس نے ڈھٹائی سے کہتے بانہیں واکیں تو جنت منہ بسورتی اس کے پاس چلی آئی جانتی تھی جب تک اس کی بات نہیں مانے گی وہ کچھ بھی نہیں کرنے دے گا

"کس کرو مجھے.."

اسے خود میں بھیختے نئی فرمائش کی گئی جسے سن کر جنت نے گھور کر دیکھا

"اسی لیے آپ کی بات نہیں مانتی میں کوئی بھی ورنہ آپ تو پھیل ہی جاتے ہیں۔۔"

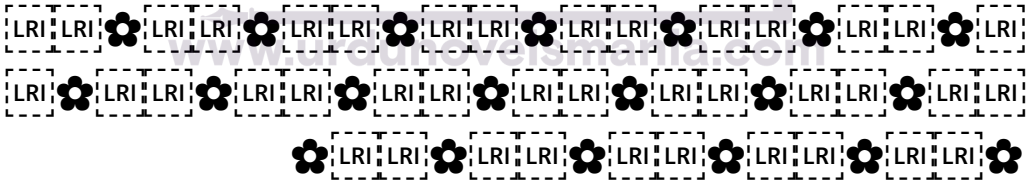
اسے گھور کر دیکھتے جنت نے کہا تو من ویر کا قہقہہ گونج اٹھا

"ظاہر ہے اگر تمہارے سہارے رہا تو ہمارے بچے اوپر ہی ہمیں بددعائیں دیتے رہیں گے اس لیے مجھے خود ہی محنت کرنی پڑے گی۔۔۔"

معنی خیزی سے کہتے اس نے آنکھ دبائی تو جنت اس کی بے شرمی پر کلس کر رہ گئی اس سے پہلے کہ وہ احتجاجاً کچھ کہتی من ویر اس کے ہونٹوں کو قید کرتا اپنی من مانیوں پر اتر چکا تھا

"من پیکنگ۔۔"

اسے ہونٹوں سے گردن اور اس سے آگے کی گہرائیوں میں اترتا دیکھ کر جنت نے مزاحمت کرنی چاہی جسے من کے بھاری ہاتھ نے خاموشی میں تبدیل کر دیا تو جنت نے بھی اس کی پناہوں میں سکون محسوس کرتے آنکھیں موند لیں اور رب کا شکر ادا کرنے لگی



حیدر کو آج چھٹی تھی اسی لیے وہ گھر میں موجود تھا جبکہ تائشہ کالج جا چکی تھی مگر جانے سے پہلے اس کا جینا حرام کرنا بالکل نہیں بھولی تھی اسی لیے وہ ہمیشہ کہتا تھا کہ خدا نے تمہیں زمین پر صرف حیدر شاہ ہونگ کرنے بھیجا ہے جس کے جواب میں وہ سر کو خم کر کے یہ داد وصول کرتی تھی

"یہ لیں بیٹا جانی کافی۔۔"

وہ صوفے پر بیٹھا لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا جب اس کی اماں نے کافی کا مگ اس کے قریب ہی ٹیبل پر رکھتے اسے مخاطب کیا تو وہ مسکرا دیا جس سے اس کے تھوڑے سے ڈمپل اپنی جھلک دکھا کر غائب ہو گئے

"حیدر اپنی بی بی جان کی سناؤ۔۔"

انہوں نے نظریں چراتے ہوئے کہا دل بے ساختہ ہی بھر آیا تھا

"ہاں ٹھیک ہیں۔۔"

مختصر جواب حاضر تھا

انھوں نے بھی محض ہم کرنے پر اکتفاء کیا اور اٹھ کر جانیں لگیں جب حیدر کی آواز نے ان کے قدم جکڑے

"اس رات کیا ہوا تھا ماں کیا آپ اپنے دوست کو نہیں بتا سکتیں آپ تو میری بیسٹ فرینڈ ہیں نہ۔۔"

حیدر نے ایک آس سے کہا تو اس کی اماں نے بنا کچھ کہے سمر جھکاتے ہوئے قدم آگے بڑھا دیے اور اپنے کمرے میں چلی گئیں تو وہ لمبی سانس کھینچ کر رہ گیا مگر دل میں پکا ارادہ کر لیا کہ وہ جلد ہی سب کچھ جان کر رہے گا

www.urdu novelsmania.com



رجب صاحب کو ہارٹ اٹیک ہوا تھا اور ان کی طبیعت بہت زیادہ خراب تھی اس وقت وہ آئی سی یو میں تھے اور یہ خبر روہاب پر کسی قیامت سے کم نہیں تھی وہ کالج سے سیدھی یہاں آئی تھی دو چار مرتبہ تو اس کا ایکسیڈینٹ ہوتے ہوتے بچا تھا اور اب وہ کوریڈور میں بیٹھی مسلسل اپنے بابا کی زندگی کی دعائیں مانگ رہی تھی تبھی ڈاکٹر باہر آیا

"روہاب آپ ہیں۔۔؟"

ڈاکٹر نے کہا تو اس نے فوراً ہاں میں سر ہلایا

"دیکھیں بیٹا پیشنت کی حالت بہت خراب ہے ان کا بی پی بہت شوٹ کر چکا ہے جس سے ان کی نس ڈیج ہوئی ہے اور وہ ہمیں علاج نہیں کرنے دے رہے مسلسل آپ سے ملنے کی ضد کر رہے ہیں آپ خود جو سنبھالیں اور ہمارے ساتھ چلیں۔۔"

ڈاکٹر نے تحمل سے سمجھایا تو روہاب خود کو مضبوط کرتی ان کے ساتھ اندر داخل ہوئی جہاں سامنے ہی اس کے بابا بیڈ پر لیٹے اس کی راہ دیکھ رہے تھے بڑھی ہوئی سفید داڑھی اور جھریوں زدہ چہرہ روہاب کا دل منہ کو آگیا جبکہ وہاں موجود لوگوں میں سے کسی نے بغور اس کا چہرہ دیکھا جو انھیں کسی کی یاد دلارہا تھا

"بابا۔۔"

وہ بھاگتی ہوئی ان کے سینے سے آ لگی تو انھوں نے پیار سے اس کا سر چوما

"روہی بیٹا میری بات سنیں آپ میری بہادر بیٹی ہیں نہ۔۔؟"

انھوں نے پیار سے پوچھا تو اس نے اپنی ڈارک براؤن بڑی بڑی آنکھیں اٹھا کر فوراً ہاں میں

سر ہلایا

"ویری گڈ اپنا ہاتھ آگے کک کریں۔۔"

تکلیف دباتے انھوں نے خود ہی اس کا ہاتھ پکڑ کر آگے کیا اور اس پر ایک چابی رکھی

"یہ تمہاری قسمت کی چابی ہے روہاب جسے تمہارے اس باپ نے ہمیشہ بند رکھا کیوں کہ

وہ تمہیں خود سے دور نہیں جانے دے سکتا تھا مگر اب تم آزاد ہو مجھے معاف کر۔۔۔"

دو۔۔"

بولتے بولتے ایک دم سے انھیں مشکل پیش آنے لگی تو روح نے روتے ہوئے ان کے

ہاتھ تھام لیے اور نفی میں سر ہلانے لگی

"رجیبیب...؟"

اسے پہچانتے ایک دم سے ڈاکٹر کے منہ سے آواز نکلی تو انھوں نے فوراً اس آواز کی طرف دیکھا جہاں من ویر حیرانگی سے ان کے چہرے اور پھر پاس بیٹھی روہاب کو دیکھ رہا تھا وہ کیسے نہیں پہچان پایا اس ڈول کو اپنی کاٹن کینڈی کو جو ہمیشہ ان کے دل کے قریب ترین تھی

"////////////////////"

وہ اپنی ہی سوچوں میں نا جانے ماضی میں کہاں سے کہاں پہنچ چکے تھے جب روہاب کی چیخ ان کے کانوں میں سنائی دی تو وہ ہوش میں آئے مگر تب تک رجب صاحب کی روح پرواز کر چکی تھی



من ویر اور جنت اپنی زندگی میں خوش و خرم تھے جنت جو پا کر تو سچ میں من ویر کی زندگی جنت بن گئی تھی اب وہ جلد ہی اسے اولاد کی خوشی بھی دینے والی تھی آخری دن چل رہے تھے اس لیے من زیادہ تر گھر میں ہی رہتا کہ کبھی بھی جنت کی طبعیت خراب ہو تو وہ اس کے پاس ہی موجود ہو

"من کیا چاہتے ہیں آپ کہ میں موٹی ہو جاؤں اور بعد میں آپ دوسری شادی کر لیں۔۔۔" وہ مسلسل اسے کھانا کھلانے کی جدوجہد میں تھا جب جنت نے غصے سے کہا تو وہ قہقہہ لگا اٹھا

"واہ جی واہ میری جنتاں تو کافی سمجھدار ہو گئی ہے۔۔" اس نے آنکھ دباتے شرارت سے کہا تو وہ مزید غصہ کرتی منہ پھلا کر بیٹھ گئی

www.urdu novels mania.com

"تم ناراض ہی رہو میں یہ برتن رکھ کہ آتا ہوں بھر تمہیں اپنے طریقے سے مناؤں گا۔۔" وہ معنی خیزی سے بولا تو جنت اسے گھور کر رہ گئی جو اس حالت میں بھی اس سے اپنی من مانیوں پوری کرتا تھا اس کی گھوری پر وہ دانت دکھاتا مسکرا کر کچن میں چلا گیا اور جنت اس کے آنے سے پہلے روم میں لاک ہونا چاہتی تھی مگر اٹھتے ہی اس اپنے جسم میں کرنٹ سا

محسوس ہوا پہلے تو اسے وہم لگا مگر پھر یہ درد آہستہ آہستہ بڑھنے لگا تو وہ وہیں صوفے پر
نڈھال سی ہوتی بیٹھ گئی اور من ویر کو آوازیں دینے لگی

من ویر جو کچن میں برتن رکھ کر مسکراتا ہوا واپس آ رہا تھا جنت کو درد سے نڈھال ہوتے دیکھ
فوراً اس کی طرف بھاگا اور اسے لے کر ہاسپٹل کے لیے نکل گیا



ہاسپٹل کا روم ان سب کے قہقہوں سے گونج رہا تھا جو جنت اور من کے بیٹے کو دیکھنے جمع
ہوئے تھے وہ ماشاء اللہ بہت پیارا تھا اور سب سے بڑھ کر اس کے ڈمپل تھے جن پر رمشاء
دل و جان سے فدا ہوتی جا رہی تھی جب کہ وہ خود بھی ماں بن چکی تھی اور طلال کو باوجود جی کے
حوالے کیے خود جنت کے بیٹے کے ساتھ مصروف تھی جب کہ من تو من بنا کر ان بلاؤں
کو دیکھ رہا تھا جو اس کی بیوی اور بیٹے کو چھوڑنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے

"آپی آپ نے اس کا نام کیا سوچا ہے۔۔۔؟"

رمشا کی چمکتی ہوئی آواز کمرے میں گونجی تو سب اس کی طرف متوجہ ہوئے

"میں نے تو نہیں سوچا کچھ بھی۔۔۔"

اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

"علی حیدر نام رکھیں گے اس کا پلیز ززززز۔۔۔"

اس نے التجائیہ لہجے میں کہا تو بدر کو بالکل اچھا نہیں لگا وہ کہاں دیکھ سکتا تھا اس کا اداس چہرہ

اسی لیے فوراً بول اٹھا

"بس بھئی یہی نام رکھیں گے جو میری بیوی بول رہی ہے بات ختم۔۔۔"

اس نے حتمی فیصلہ سنایا تو سب مسکرا دیے

"کیوں بھئی میرا بیٹا ہے مجھ سے بھی تو پوچھ لو۔۔۔ بڑا آیا بیوی کا حمایتی۔۔۔"

من ویر نے جلے دل سے کہا تو بدر نے آبرو اچکائے

اور ان کی اسی نوک جھونک سے ہی محفل زعفران زار بنی ہوئی تھی



ان سب کی زندگی بہت سکون سے گزر رہی تھی آج نوشین بھی اپنے شوہر کے ساتھ آئی ہوئی تھی رجب نوشین کا شوہر تھا مگر ناجانے کیوں رمشاء کو ہمیشہ رجب کی آنکھوں سے الجھن ہوتی تھی اسے ایسے لگتا جیسے وہ آنکھوں سے ہی اس کے جسم کا ایکسرے کر رہا ہو اس لیے وہ ہر ممکن کوشش کرتی کہ وہ رجب کے سامنے نا آئے مگر پھر بھی وہ اس کی نند پلس بیسٹ فرینڈ کا شوہر تھا اس لیے اس سے بات کرنا اس کی مجبوری تھی اب بھی وہ بظاہر تو سب کے درمیان تھا مگر نظریں ہنوز رمشاء کے ارد گرد تھیں جبکہ نوشین بھی گم سم سی سب کے درمیان بیٹھی تھی

"رمشاء یا راس کو فیڈ دودھ دے دو یہ بہت ضد کر رہا ہے۔۔"

رمشاء جو سب کے ساتھ ہنسی مزاق کر رہی تھی بدر کی بات پر اس کی طرف متوجہ ہوئی جو
طلال کو چپ کروانے کی جدوجہد میں ہلکان ہوا پڑا تھا

"اچھا لائیں میں اسے کمرے میں لے جاتی ہوں۔۔۔"

اس نے مسکراتے ہوئے تلال جو گود میں اٹھالیا

"ارے بھابھی جی ادھر ہی دے دیں نہ دودھ سب اپنے ہی تو ہیں۔۔۔"

رجب نے مسکراتے ہوئے خباثت سے کہا جسے باقی سب نے تو مزاق میں لیا لیکن رمشاء
اور جنت کو اس کی بات کافی ناگوار گزری تھی

"اپنے ہیں اسی لیے تو کمرے میں جا رہی ہے۔۔۔ اور ویسے بھی اپنے ہونے کا یہ مطلب تو
نہیں کہ انسان شرم و حیا کے پردوں کا خیال ہی نہ رکھے۔۔۔"

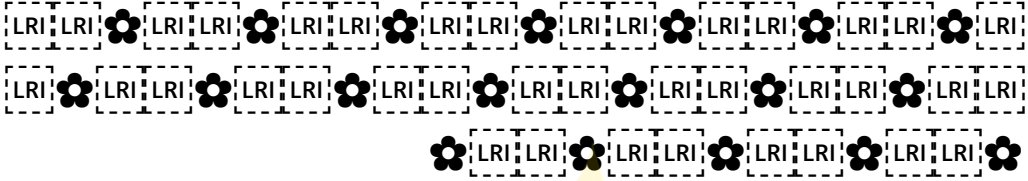
جنت کہاں خاموش رہنے والی تھی کوئی بھی لگی لپٹی رکھے بغیر مسکرا کر کہتی حیدر جو اٹھا کر
رمشاء کے ساتھ ہی اندر کمرے میں چلی گئی اور رجب بنا شرمندہ ہوئے ہنسنے لگا

وہ ایک حسن کا پجاری انسان تھا جہاں حسن دیکھتا وہیں بھنورے کی طرح منڈلانے لگتا نوشین کے ساتھ اس کا رشتہ کچھ لیا دیا سا تھا وہ۔ ہمیشہ اسے رنگت کے تانے دیتا کہ وہ سانولی ہے مگر وہ یہ بھول جاتا کہ اس معصوم کے دل پر کس طرح خنجر چلتے تھے اس کی باتوں سے۔۔۔ وہ۔ مجبور تھی نہ ہی اپنے گھر والوں کو پریشان کرنا چاہتی تھی اور نہ ہی رشاء کو اس کی حوس بھری نظروں سے بچا پاتی تھی اور یہی چیز اسے اندر کی اندر رکھائے جا رہی تھی

نوشین کے ساتھ اس نے ازدواجی زندگی کا آغاز تو کیا تھا مگر یہ بول کر کے وہ اولاد نہیں چاہتا کیوں کہ اسے یہ گوارا نہیں تھا کہ اس کی اولاد بھی نوشین جیسی ہو۔۔۔ اس لیے نوشین نے بنا کوئی ہوں ہاں کیے اس کا فیصلہ مان لیا وہ دن بدن کمزور ہوتی جا رہی تھی اور اسے دیکھ دیکھ کر باؤ جی پریشان رہنے لگی تھیں مگر بیٹیوں کا نصیب بدنا ماں باپ کہ ہاتھ میں کہاں ہوتا ہے وہ تو بس دعا ہی کر سکتے ہیں اور باؤ جی بھی وہی کرتی تھیں

قرآن پاک میں بے شک یہ بات واضح الفاظ میں کہی گئی ہے کہ نیک مردوں کے لئے نیک عورتیں ہیں اور بد مردوں کے لیے بد۔۔۔۔۔ لیکن کچھ لوگ ہماری زندگی میں آزمائش کے طور پر بھی شامل کیے جاتے ہیں

اور رجب ایک کڑی آزمائش ثابت ہو رہا تھا نوشین کے لیے



سب کچھ بہت اچھے سے چل رہا تھا من ویر نے گاؤں میں اپنا ہسپتال بنالیا تھا اور خدا نے اسے اپنی رحمت کی صورت ایک پیاری سی بیٹی سے نوازا تھا دوسری طرف بدر نے بھی گاؤں کے لیے بہت کام کیے تھے جیسے کے لڑکیوں کے سکول کو بھائی تک کروا دیا تھا اور اس طرح کے اور بھی بہت سے کام وہ گاؤں والوں کی بھلائی کے لیے کر چکا تھا ننھے طلال اور حیدر بھی پانچ سال کے ہو چکے تھے کل تینوں بچوں کا عقیدہ تھا جو کہ باوجہ نے حویلی میں ہی کرنے کا فیصلہ کیا تھا تقریب کل ہونی تھی اس لیے آج ہی سب لوگ حویلی پہنچ گئے تھے اور ابھی حال میں بیٹھے باتوں میں مصروف تھے رمشاء ان دونوں پھر سے تخلیق کے مراحل طے کر رہی تھی اور صرف چند دن میں ہی ان کے گھر کوئی مہمان آنے والا تھا

"من ویر تم میرے ساتھ آؤ ہم لوگ زرا انتظام وغیرہ دیکھ آتے ہیں یار۔۔۔"

بدر نے من کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تو وہ مسکرا کر اٹھ کھڑا ہوا تبھی دروازے میں سے نوشین اور رجب داخل ہوئے رجب کافی حد تک ٹھیک ہو گیا تھا اور اب وہ نوشین کو بھی وہی عزت اور عظمت دیتا تھا جو اس کا حق تھا جس پر سب لوگ بہت خوش تھے

ابھی وہ لوگ باتوں میں مصروف تھے جب لوگ حویلی کے باہر نعرے بازی کرنے لگے تو وہ لوگ گھبرا کر باہر کی طرف بھاگے

"بدر۔۔۔ باہر منگو خود تمہاری بیوی گھر میں ہی منہ کالا کرتی پھر رہی ہے اور تم لوگوں کے لیے منصف بنے پھرتے ہو۔۔۔"

ایک آدمی سب سے آگے بے انتہا غصے میں چیخ رہا تھا جب کہ باقی لوگ بھی اس کی تقلید میں کھڑے تھے باؤجی کسی ضروری کام سے شہر گئی تھیں اور صبح آنے والی تھیں اس لیے اس سب کو اکیلے سنبھالنا بدر کے لیے بہت مشکل تھا

کچھ دن پہلے گاؤں کے ایک وڈیرے کے بیٹے نے ایک معصوم بچی جو اغوا کر لیا تھا اور اس سے زیادتی کر کے مار بھی دیا جس کا فیصلہ شرعی حکم کے مطابق بدر نے کوڑے مار کر کیا تھا جس کی وجہ سے مخالف پارٹی کافی بھڑکی ہوئی تھی اور اب اس کا بدلہ لینے کے لیے پورے گاؤں کو ساتھ لاکر یہ تماشا کیا جا رہا تھا جسے ہر حال میں برداشت کرنا ہی کرنا تھا

"دیکھو اپنی بیوی کے کروت جو تمہارے ہی بہنوئی کے ساتھ رنگ ریاں مناتی پھر رہی ہے۔۔"

اس آدمی نے ہاتھ میں پکڑی تصویریں بدر کے منہ پر اچھالیں اور ساتھ ہی ایک مکروہ مسکراہٹ بھی

الفاظ تھا یا سبسہ جو بدر کے ساتھ ساتھ باقی پانچوں نفوس کے کانوں میں بھی انڈیل دیا گیا تھا ساتھ ہی ایک ویڈیو بھی پلے کر دی گئی تھی جس میں رجب رمشاء کے ہاتھ پکڑے کھڑا تھا اور وہ اس سے کوئی بات کر رہی تھی ویڈیو چند سیکنڈ چلی تھی مگر سب کو ہکا بکا کر رکھ گئی "رمشاء کیا یہ ویڈیو سچ ہے۔۔؟"

بدر کا سپاٹ اور بے اعتبار لہجہ مٹی کو اندر تک ہلا گیا وہ سوچ بھی کیسے سکتا تھا کہ وہ کبھی اس کے ساتھ بے وفائی کر سکتی تھی جس نے اپنے باپ کو کبھی دھوکا نہیں دیا جو اس پہ ہمیشہ سے بے اعتباری کرتا آیا تھا اور بدر تو پھر وہ مرد تھا جسے اس نے اپنے دل کی سب سے اونچی مسند پر بٹھایا تھا وہ تو اپنی اولاد سے بھی کئی گنا زیادہ محبت کرتی تھی

"بدر یا ایسی کوئی بات نہیں میں تمہیں۔۔"

اس سے پہلے کہ رجب اپنی بات مکمل کرتا بدر سے پڑنے والے پے در پے تھپڑوں نے اس کے الفاظ منہ میں ہی روک دیے جبکہ نوشین اور جنت اب رونا شروع کر چکی تھیں جب کے من ویران دونوں جو چھڑوانے کی کوشش میں ہلکان ہو رہا تھا

"ہم یہاں تم لوگوں کا ڈرامہ دیکھنے نہیں آئے ہمیں انصاف چاہیے اور وہ اسی صورت ممکن ہے کہ تم اپنی بیوی کو طلاق دو اور اس رجب کو بھی کوڑے مارو جیسے ہمیشہ ہوتا ہے۔۔۔"

ابھی وہ اپنی ہی پریشانی میں الجھے تھے جب ایک دفعہ پھر ہجوم میں سے آواز ابھری تو بدر نے لہو جھلکاتی آنکھیں اٹھا کر سب کو دیکھا

"میں ابھی اس کو طلاق نہیں دے سکتا کیوں کہ وہ میرے بچے کی ماں بننے والی ہے اس لیے ابھی آپ لوگ جاسکتے ہیں یہاں سے۔۔"

بدر نے سختی سے کہتے قدم اندر کی طرف بڑھائے جب ایک دم سے گولی کی آواز فضا میں گونجی اور ساتھ ہی چیخوں کی بھی بدر نے مڑ کر دیکھا تو اس کے حصے کی گولی اس کی جان سے عزیز بہن اپنے سینے پر کھا چکی تھی

"نوشین۔۔ نوشی۔۔ گڑیا۔۔"

فضا میں بیک وقت سب کی آوازیں گونج اٹھیں سب بھاگ کر اس کے قریب آئے جو ناجانے کب بدر کے قریب پہنچی اور کب گولی چلانے والے کو دیکھا رمشاء اور رجب بھی اس کی طرف بھاگے جو زمین پر لیٹی تھی اور سر بدر کی گود میں تھا

سب لوگ گولی کی آواز سے ہی بھاگ گئے تھے کون سا ہجوم کہاں کا ہجوم خالی حویلی تاریکی میں اور بھی خالی پن پیدا کر رہی تھی

رجب کو دیکھ کر وہ آہستہ سے مسکرائی تھی

"ر۔۔۔ جب۔۔۔ آج میس آپ کو بتانے سے سے سے سے والی تھی کہ۔۔۔ آپ
 با۔۔۔"

وہ خود کو سنبھالتے بمشکل بولنے کی کوشش کر رہی تھی

"نوشین میری جان ایسا کچھ بھی نہیں ہے مجھے اتنی بڑی سزا نہ دو یا میں مر جاؤں گا ابھی تو
 میں نے تمہارے سارے خواب پورے کرنے ہیں یا۔۔۔"

رجب جلدی سے اس کے ہاتھ تھام کر بولا آنسو بے ساختہ ہی اس کی آنکھوں سے نکل
 آئے تھے وہ مرد تھا لیکن بد بخت مرد جس نے خود اپنے ہاتھوں سے اپنی خوشیاں تباہ کر
 دیں وہ بھی زندگی کی رنگ رلیوں میں کھو کر اور جب اسے ہدایت ملی تھی تو خدا سے نئی
 آزمائش میں ڈالنے والا تھا

www.urdu novels mania.com

"آپ بابا بننے والے ہیں ررر رجب۔۔۔"

اس کا ہاتھ دباتی وہ آنکھیں موند گئی تو بد رنے رجب کے ہاتھ نحوست سے جھٹکتے روتے
 ہوئے اسے بازوؤں میں اٹھایا اور گاڑی کی طرف بھاگا تو رمشاء بھی خود کو سنبھالتی اس کے
 پیچھے بھاگی

"تمہاری وجہ سے ہوا ہے یہ سب تم سچ میں گلی کا گند تھی جسے اتنا عرصہ میں نے اپنے محل میں سجائے رکھا جاؤ خوشیاں مناؤ جا کر ہو گئے تم دونوں کامیاب۔۔"

لہو رنگ آنکھوں میں نفرت سمائے وہ رمشاء کو کوئی اور ہی بد رنگا وہ تو پستھر کا بت بنی اسے ہی دیکھ رہی تھی جب اس نے غصے سے اچانک رمشاء کو ایک طرف دھکا دیا اور بناء اس کی طرف دیکھے گاڑی زن سے بھگالے گیا



رمشاء اچانک ملنے والے دھکے سے خود کو سنبھال نہیں پائی اور ایک طرف رکھے گملے پر جا گری جو کے سیدھا اس کے پیٹ میں لگا تھا جس کے ساتھ ہی اس کے ساتھ ہی اس کے پیٹ میں درد کی شدید لہریں پیدا ہونے لگیں اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ درد سے تڑپنے لگی

"مشی میری جان حوصلہ کرو تمہاری آپی تمہارے ساتھ کے تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔۔۔"

من ویر بھی بدر کے ساتھ جا چکا تھا اس لیے جنت نے روتے ہوئے خود ہی رمشاء کو بھی سنبھالا اور ساکت بیٹھے رجب کے سامنے ہاتھ جوڑ دیے

"پلیز بھائی میری مدد کریں ورنہ میں کیسے سنبھالوں گی سب کچھ۔۔"

جنت نے روتے ہوئے رجب سے التجاء کی تو وہ بمشکل خود کو سنبھالتا اٹھا اور رمشاء کی طرف بھاگا اس کی اپنی بیوی اور بچہ تو زندگی اور موت کے درمیان جوج رہے تھے لیکن وہ رمشاء کے بچے کو کچھ نہیں ہونے دے سکتا تھا کیوں کہ وہ معصوم پہلے ہی اس کی وجہ سے رسوا ہو چکی تھی

وہ لوگ رمشاء کو لے کر ایک نجی ہسپتال آئے تھے کیونکہ بارش بہت تیز ہو رہی تھی جس کی وجہ سے شہر جانا مشکل تھا اور رمشاء کی حالت بگڑتی چلی جا رہی تھی

جنت کا رو رو کر برا حال تھا رجب بھی سجدے میں سر جھکائے خدا سے ان چاروں کی زندگی کی بھیک مانگ رہا تھا

"نرس کیسی ہے وہ۔۔؟"

نرس جو باہر آتا دیکھ جنت نے جلدی سے پوچھا پریشانی اس کے ہر انگ سے واضح تھی

"دیکھیں ان کی طبعیت حد سے زیادہ خراب ہے ان کا بلڈ پریشر بھی کافی تیز ہے رورو کر انھوں نے اپنی طبعیت خراب کر لی ہے اور اب بھی وہ آپ سے ملنے چاہتی ہیں ہر صورت مگر وقت پہلے ہی بہت کم ہے اس لیے آپ انھیں سمجھائیں کہ ہمارے ساتھ تعاون کریں پلیز۔"

نرس تفصیل سے بتاتی آخر میں التجا کرتے ہوئے بولی تو جنت نے آنسو صاف کرتے اندر کی طرف قدم بڑھائے



"آپی میرے پاس وقت بہت کم ہے۔۔ آپ پلیز میری بات سنیں۔۔"

مشی نے بمشکل کہا تو جنت نے اس کا ہاتھ تھاما

"گڑیا تمہیں کچھ نہیں ہوگا آپ کی جان ایسی باتیں نہیں کرو بلکہ اچھا اچھا سوچو اور اچھی دعائیں مانگو کیوں کہ اس حالت میں خدا ہر دعا قبول کرتا ہے۔۔۔"

جنت نے پیار سے سمجھاتے اس کا ماتھا چوما تو وہ استہزائیہ سا مسکرائی

"آپ میری خدا سے یہی دعا ہے کہ مجھے اپنے پاس بلا لے۔۔ میں اس ازیت کو برداشت نہیں کر سکتی۔۔ آپ نہیں جانتیں کہ شوہر کی بے اعتباری عورت کو زندہ نار دیتی ہے اور شوہر بھی وہ جو آپ کا محبوب ہو۔۔"

اس نے ازیت سے کہتے آنکھیں بند کیں تو جنت نے ٹرپ کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا

"میں آپ کو پورا سچ بتانا چاہتی ہوں۔۔۔"

جنت کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام کر وہ اسے سارا سچ بتاتی چلی گئی



نوشین کو آپریشن تھیٹر میں لے جایا گیا تھا کیوں کہ اس کی حالت بہت نازک تھی گولی بالکل دل کے درمیان میں لگی تھی اس لیے اس کا بیچ پا نہایت مشکل تھا جب کے ڈاکٹر اپنی طرف سے مکمل کوشش کر رہے تھے من ویر بھی پچھلے ایک گھنٹے سے اندر ہی تھا

بدر مسلسل اس کی سلامتی کی دعائیں مانگ رہا تھا تبھی من ویر کے ساتھ باقی ڈاکٹر بھی آپریشن تھیٹر سے باہر آئے تو وہ لپک کر ان کے قریب پہنچا

"ڈاکٹر کیسی ہے میری بہن مجھے یقین تھا آپ لوگ بچالیں گے اسے کیوں کے وہ ہے ہی اتنی اچھی۔۔۔"

بدر نے بے صبری سے سوال کرتے خود ہی جواب دے دیا اور آخر میں مسکرا کر اندر کی طرف بڑھنے لگا جب من ویر نے اس کا بازو پکڑا

"وہ اچھی تھی اسی لیے خدا نے اسے اپنے پاس بلا لیا بدر۔۔۔"

من ویر نے آنسوؤں پر بند باندھتے بدر جو تلخ حقیقت بتائی تو وہ ساکت سا کھڑا اسے دیکھنے لگا

"یاد رکھو ایسے مزاق مجھے بالکل پسند نہیں وہ میری گڑیا ہے یا راتنی جلدی تھوڑی جا سکتی ہے۔۔۔"

بدر نے اس کا ہاتھ اپنے کندھے سے جھٹکتے غصے سے کہا تو من ویر نے اپنے دانت کچلے

"یار مرد بنو اس طرح ہمت نہیں ہارتے۔۔"

من ویر نے بے بسی سے کہا تو وہ اسے انگور کرتا اندر کی طرف بھاگا جہاں اس کی گڑیا سچ میں اسے چھوڑ کر جا چکی تھی اور پھر وہ اتنا رویا کہ پورے ہسپتال کو رلا دیا



من ویر کو جنت سے جو خبر ملی تھی وہ بھی کسی قیامت سے کم نہیں تھی رمشاء ایک پیاری سی گڑیا کو پیدا کر کہ ہمیشہ کے لیے جا چکی تھی اور اب اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ یہ بات بدر کو کیسے بتائے مگر پھر بھی بتانا بھی تو ضروری تھا نہ یہی سوچ کر وہ بدر کے قریب گیا اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا

"بدروہ رمشاء۔۔"

اس سے پہلے کے من بات مکمل کرتا بدر درمیان میں ہی چیخ اٹھا
 "نام بھی نہیں لینا اس گند کی پوٹلی کا میری زندگی میں اب اس کی کوئی جگہ نہیں ہے اور نہ ہی
 میں اس کا نام تک کسی کی زبان سے سننا پسند کروں گا اس کی وجہ سے میری بہن اس دنیا
 سے جا چکی ہے۔۔"

وہ غصہ سے پھنکارتا اس وقت اپنے ہوش و حواس میں نہیں لگ رہا تھا جبکہ موبائل کے
 دوسری طرف رجب جو کہ نوشین کے بارے میں پوچھنا چاہتا تھا بدر کی اس بات سے اسے
 اپنا آپ ہوا میں تحلیل ہوتا محسوس ہو رہا تھا وہ وہیں زمین پر بیٹھتا چلا گیا جب ایک دفعہ پھر من
 ویر کی آواز سپیکر سے ابھری

"بکواس بند کرو اتنا ہی بولنا چاہیے کہ بعد میں پچھتا نا نہ پڑے اور جو بھی ہے وہ تمہاری
 بچی۔۔۔"

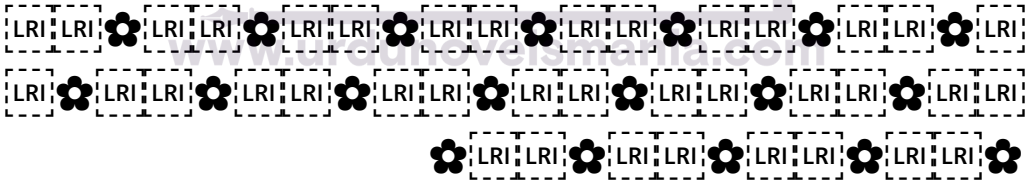
من ویر غصے سے بول رہا تھا جب ایک دفعہ پھر بدر نے اس کی بات کاٹ دی

"نہیں میرا صرف ایک بیٹا ہے طلال اس بچی پر میرا کوئی حق نہیں اور نہ ہی میں اسے رکھوں گا۔"

وہ غصے سے کہتا وہاں سے باہر نکل گیا جہاں نوشین کی ڈیڈ باڈی کو ایمبولینس میں رکھا جا چکا تھا۔

"ہیلو جنت۔۔۔ ہیلو جنت۔۔۔ کیا تم سن رہی ہو۔۔۔؟"

من ویر نے موبائل پر چلتی کال کو دیکھ کر گھبراتے ہوئے پوچھا مگر دوسری طرف گہری خاموشی تھی اور پھر ایک دم سے کال کاٹ دی گئی تو من ویر بھی لمبا سانس لیتا بدرکے پیچھے کی باہر نکل آیا



جنت نے باؤجی کو کال کر کے ساری صورتحال سے آگاہ کر دیا تھا اور سچ بھی بتا دیا تھا اب وہ واپس ہسپتال کے اندر جا رہی تھی کیوں کہ وہ کال کرنے باہر آئی تھی ہسپتال کے اندر سروس کا بہت مسئلہ تھا

وہ بہت ہمت کر کے کمرے میں داخل ہوئی جہاں رمشاء کا بے جان وجود پڑا تھا اور تھوڑی ہی دور جھولے میں اس کی نومولود بچی جو شاید اپنی ماں سے بھی زیادہ بد قسمت تھی جنت نے سوچتے ہوئے لمبا سانس کھینچا اور اندر قدم رکھا مگر اسے لگا جیسے کورے ہسپتال کی چھت اس کے سر ایک ساتھ آگری ہو وہ بھاگ کر جھولے کے پاس گئی جو خالی پڑا تھا اور بچی کا نام و نشان بھی نہیں تھا وہ فوراً باہر بھاگی اور ہسپتال انتظامیہ کو بتایا کہ ان کی بچی غائب ہے جس سے پورا عملہ متحرک ہو چکا تھا مگر شاید بہت دیر ہو چکی تھی اسے نہیں ملنا تھا وہ نہیں ملی

www.urdu novels mania.com

جنت نے رورو کے اپنا حال برا کر لیا تھا وہ اپنی گڑیا کی امانت کی حفاظت نہیں کر سکی تھی وہ کیا منہ دکھائے گی اپنی بہن کو۔۔۔ وہ شکستہ سی واپس رمشاء کی ڈیڈ باڈی کے پاس گئی جہاں اس کی نظر ایک صفحے پر پڑی جو کہ ایک طرف رکھے چھوٹے سے میز پر پڑا تھا اور ہوا کی وجہ

سے ہل رہا تھا جنت نے جلدی سے وہ صفحہ اٹھایا اور جیسے جیسے اسے پڑھتی گئی ویسے ویسے اس کا دل بیٹھتا چلا گیا



حویلی پر تو قیامت ہی ٹوٹ پڑی تھی ایک ساتھ دو دو جوان میتیں صحن میں پڑی تھیں کچھ لوگ افسوس کر رہے تھے اور کچھ باتیں کر رہے تھے بنا کسی کی پرواہ کیے اپنے اعمال خراب کر رہے تھے

باوجودی تو بالکل بت بن کر بیٹھی تھیں ایک بھی آنسو ان کی آنکھوں سے نہیں نکلا تھا آخر میں وہ قیامت خیز لمحہ بھی آن پہنچا جب دونوں میتوں کو تدفین کے لیے قبرستان لے جانے لگا ہر طرف آہ و بکا تھی ان دونوں نے ثابت کر دیا تھا کہ ان کی دوستی کے وعدے سچے تھے اور اس کا ثبوت آگے پیچھے حویلی سے نکلتے ان کے جسدِ خاکی تھے

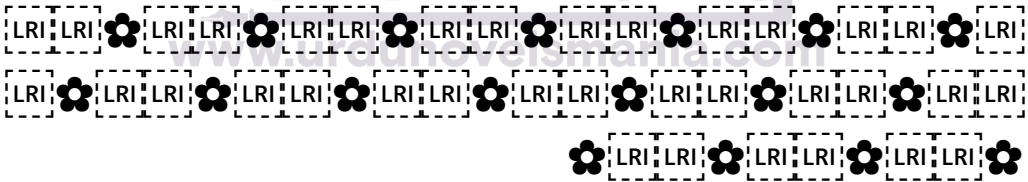
دونوں کی تدفین کر دی گئی تھی مہمان بھی آہستہ آہستہ جا چکے تھے اور اب صرف حویلی میں وہی لوگ تھے اور سناٹا تھا

"اما آنی بدل دئی طال تی اماں وہ بوت پالی لد لئی تھیں۔۔"

سب لوگ خاموشی سے بیٹھے تھے جب حیدر نے اپنی ماں کے دونوں گالوں پر ہاتھ رکھ کر معصومیت سے پوچھا تو ایک دفعہ پھر سب کی آنکھیں بھر آئیں

"بیٹا وہ تو اپنے حیدر کے لیے جی جی لینے گئی ہیں اللہ تعالیٰ پاس۔۔"

جنت نے مسکراتے ہوئے کہا جبکہ آنسو آنکھوں سے جھلکنے کو بے تاب تھے تائشہ اس کی گود میں سو رہی تھی جبکہ حیدر چیز کے نام پر خوش ہوتا اندر بھاگ گیا طلال جو بتانے



"بدرمجھے پوری بات بتاؤ۔۔"

باؤجی کی سرسراقتی ہوئی آواز نے خاموشی میں خلل پیدا کیا تو سب نے نظر اٹھا کر پہلے انھیں اور پھر بدر کو دیکھا جو سرخ آنکھیں لیے صوفے پر بیٹھا تھا

"پھر آہستہ آہستہ ساری بات انھیں بتاتا چلا گیا
بجو اس ایسا کچھ بھی نہیں ہوا تھا یہ صرف مخالف پارٹی کی سازش تھی جس میں آپ کے یہ بدر
صاحب بری طرح پھنس گئے اور سچ جھوٹ کا فرق بھی نہ پہچان سکے۔۔۔ یہ کیا بتائیں گے سچ
میں بتاتی ہوں۔۔۔"

جنت اس کی بات سنتے تانے کو من ویر کی گود میں ڈالتے ایک دم سے چیخ اٹھی من ویر نے
اس کا ہاتھ پکڑ کر روکنا چاہا مگر اس نے بری طرح جھٹک۔ دیا آج تو وہ کوئی پھری ہوئی
شیرنی لگ رہی تھی جو سب کو چیر پھاڑ کر رکھ دینا چاہتی ہے

www.urdu novelsmania.com

"بدر صاحب دل تھا کہ سنیے گایہ نہ ہو بعد میں منہ چھپانے کی جگہ بھی نہ ملے۔۔۔"
استہزیاء کہتے وہ باؤکی طرف مڑی جو اس کی بات کی منتظر تھیں



سب اپنی اپنی زندگی میں بہت خوش تھے اور اپنی ازدواجی زندگی کو بھرپور طریقے سے انجوائے کر رہے تھے باوجود کسی کام سے شہر گئے تھے جبکہ رمشاء اور طلال گھر میں ہی تھے رمشاء کو صبح سے اپنی طبیعت خراب لگ رہی تھی اور جب اسے پتا چلا کہ وہ ایک دفعہ پھر ماں بننے والی ہے اس کی خوشی کا تو کوئی ٹھکانہ ہی نہیں تھا وہ بس بدر کے لوٹنے کا انتظار کر رہی تھی تاکہ اسے یہ خوشخبری سنا سکے وہ اپنی ہی سوچوں میں مگن چہرے پہ شرمیلی سی مسکان سجائے بیٹھی تھی جب اسے اپنے چہرے پر کسی کی نظروں کی تپش محسوس ہوئی تو اس نے نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا جہاں رجب بیٹھا اسے ہی ہمارے میں مصروف تھا

www.urdu novels mania.com

"رجب بھائی آپ کب آئے۔۔؟"

خود کو اچھے سے کور کرتے وہ مسکراتی کوئی بولی جبکہ رجب کی آنکھوں میں بس وحشت تھی

"مشی میں تم سے بہت زیادہ پیار کرتا ہوں کیا تمہیں میری آنکھوں میں نظر نہیں آتا میں نوشین کے ساتھ بالکل خوش نہیں ہوں اور نہ ہی کبھی ہوسکتا ہوں کیونکہ اس کی سانولی رنگت مجھے اچھی نہیں لگتی کاش تم مجھے پہلے مل جاتی خیر ابھی بھی کچھ نہیں بگڑا چلو میرے ساتھ یہاں سے بہت دور۔۔"

رجب اچانک مشی کے دونوں ہاتھ تھام کر دیوانہ وار بولنے لگا بے چینی اس کے ہر انگ سے واضح تھی جبکہ رمشاء بت بنی بس اسے دیکھ رہی تھی یا شاید صورتحال کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی اسے تو یہ بھی ہوش نہ رہا کہ اس کے دونوں ہاتھ رجب کے ہاتھ میں ہیں

"چھ چھوڑیں میرا ہاتھ کیسی بے ہودہ گفتگو کر رہے ہیں آپ میرے ساتھ آپ جو شرم آنی چاہیے ایسا سوچتے بھی آپ نے سوچ بھی کیسے لیا کہ میں آپ کے ان ناپاک عزائم کو پورا کرنے میں آپ کا ساتھ دوں گی۔۔"

وہ ہوش میں آتی اپنے دونوں ہاتھ جلدی سے چھڑواتی ایک دم سے پھٹ پڑی

"یار سمجھنے کی کوشش کرو میں نوشین کے ساتھ نہیں رہ سکتا وہ کالی ہے اور اگر تم نے میری بات نہیں مانی تو میں اسے طلاق دے دوں گا۔"

وہ غصے میں آتا دھمکیاں دینے لگا

"چاؤ۔۔۔"

حویلی کی خاموشی میں تھپڑ کی آواز بہت زور سے گونجی تھی جبکہ رجب اپنے گال پر ہاتھ رکھ کر حیرانگی سے رمشاء جو دیکھ رہا تھا جس نے اپنے نازک ہاتھوں سے اس کے چہرے پر یہ تھپڑ مارا تھا

"کیا کالی سانولی لگا رکھا ہے آپ جانتے کیا ہیں اس کے بارے میں کبھی آپ نے اسے پیار کرنے یا سمجھنے کی کوشش کی ہے۔۔؟ آپ اگر یہ رنگ کا پردہ اتار کر دیکھیں گے تو آپ کو پتہ چلے گا وہ آپ سے کتنا پیار کرتی ہے آپ کی ہر بات کو حکم درجہ دیتی ہے چار سال ہو گئے ہم سب کی شادی کو لیکن اس کی آنکھیں ویران ہیں دیکھا کبھی آپ نے..؟ لیکن کبھی آپ کا بھرم نہیں ٹوٹنے دیا ہم سب کے سامنے اس نے کیوں کہ وہ خدا سے نا

امید نہیں ہوتی وہ صابر ماں کی صابر بیٹی ہے۔۔۔ کالی وہ نہیں کالے تو آپ ہیں کیوں کے آپ کے دل پر کفر کی سیاہی بھر چکی ہے جو آپ کو اپنی شریک حیات کی خوبیاں بھی نظر نہیں آرہیں اور جس سکون کی تلاش آپ چار سال سے میرے ارد گرد کر رہے ہیں کاش آپ کبھی اسے محبت سے گلے لگاتے تو آپ کو اندازہ ہوتا۔ میں ہاتھ جوڑتی ہوں آپ کے سامنے کے پلیز میری دوست کو اس کی خوشیاں لوٹا دیں تاکہ وہ بھی آپ کو وہ ساری خوشیاں دے سکے جو آپ ڈھونڈ رہے ہیں۔۔۔"

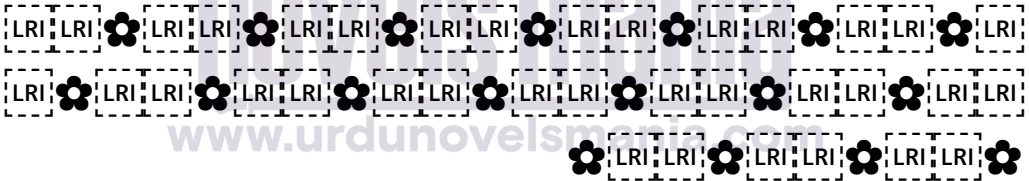
رمشاء جو شروع سے ہی رجب کی نظروں سے خائف تھی آج موقع ملتے ہی پھٹ پڑی تھی وہ چاہتی تو بد رکوبتا دیتی لیکن وہ کسی بھی قسم کی بدمزگی نہیں چاہتی تھی اس لیے ہمیشہ درگزر کرتی رہی مگر آج اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا اس لیے رجب کو حقیقت کا آئینہ دکھاتی وہاں سے کمرے کی طرف بھاگ گئی بنا اس کی طرف دیکھے

جبکہ رجب تو آج سراٹھانے کے قابل بھی نہیں رہا تھا رمشاء نے اسے تھپڑ نہیں مارا تھا بلکہ حقیقت کا وہ بھیانک روپ دکھایا تھا کہ اس کو اپنے آپ سے گھن محسوس ہو رہی تھی ہاں سچ تو کہا تھا رمشاء نے کالی وہ نہیں تھی بلکہ کالا تو اس کا اپنا کردار تھا جو گھر میں بیوی کے

ہوتے ہوئے بھی کسی اور پر نظر جمائے بیٹھا تھا وہ خالی ہاتھ رہ گیا تھا مگر ابھی بھی دیر نہیں ہوئی تھی وہ سب ٹھیک کر سکتا تھا

"مم میں منالوں کا نوشی کو ووو مجھے معاف کر دے گی۔۔ یا اللہ مجھے معاف کر دے میرے مالک مجھ گنہگار کو سیدھی راہ دکھا دے۔۔"

وہ سوچتا ہوا جھکے سر سے حویلی سے باہر نکل گیا آنسو بار بار اس کی آنکھوں کو دھندلا کر رہے تھے وہ سیدھا مسجد آیا تھا اور وضو کر کے سب سے پہلے اپنے خدا سے اپنے اعمال کی معافی مانگی تھی اور پھر نوشین کے پاؤں پکڑ کر معافی مانگی تھی



"یہ تھا پورا سچ اور ہاں یاد آیا جسے آپ نے گند کی پوٹلی کہا تھا اسے وہ رجب بھائی اپنے ساتھ لے گئے یہاں سے بہت دور کبھی واپس نہ آنے کے لیے مبارک ہو آپ کو خوشیاں منائیں شادیاں بجا ئیں آپ جیسے لوگ ہوتے ہیں جو اپنا گھر اپنے ہاتھوں سے برباد کر لیتے

ہیں اور پھر سوائے پچھتاوے کے کچھ نہیں بچتا ان کے پاس آپ کے مقدر میں بھی پچھتانا لکھ دیا گیا ہے بدر صاحب اور یہ مرتے دم تک آپ کے ساتھ رہے گا۔۔۔"

جنت بولتے بولتے تھک چکی تھی جب من ویر نے اسے واپس بٹھاتے اپنے گلے سے لگایا تو وہ پھر سے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی بدرتو ابھی تک صدمے میں تھا کہ یہ کیا ہوا اس کے ساتھ اس نے خود ہی اپنا گھر برباد کر دیا اپنے ہی ہاتھوں سے

"رمشاء۔۔؟"

بدر کے ہونٹوں سے سسکی نکلی تھی آنسو خود بخود اس کی آنکھوں سے نکلنے لگے اپنی پچھلی زندگی کسی فلم کی طرح اس کے سامنے چلنے لگی

www.urdu novels mania.com

کہیں وہ رمشاء کو تنگ کر رہا تھا کہیں وہ بدر سے شرمسار رہی تھی کہیں وہ دونوں طلال کے ساتھ کھیل رہے تھے کہیں وہ اکیلی پھولوں کے درمیان کھڑی خود بھی ان کا حصہ ہی لگ رہی تھی۔۔ مگر اب وہ نہیں تھی کہیں بھی نہیں بدر کو اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا وہ تباہ ہو چکا تھا

اس کے وعدے دھرے کے دھرے رہ گئے تھے اس نے اپنے ہی ہاتھوں سے اپنی محبت کو دفن کر دیا تھا

"بدر کبھی مجھ پر شک مت کیجئے گا جس دن آپ نے شک کیا اسی دن میری روح پرواز کر جائے گی۔۔۔"

دور سے رمشاء کی آواز اس کے کانوں میں گونجی

"مم مشی ایسا نہیں ہو سکتا۔۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔۔۔"

بدر ہوش میں آتا چیخا تھا جب جنت استہزائیہ مسکراتی ہوئی بول پڑی

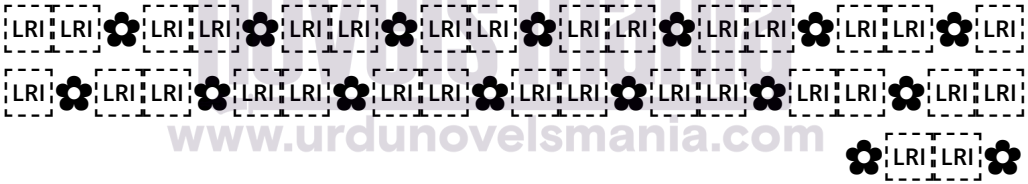
www.urdu novels mania.com

"ایسا ہو چکا ہے اور ایسا کرنے والے آپ ہیں آپ نے چھین لیا مجھ سے میری بہن کو میری بیٹی تھی وہ تائشہ کے جانے پر شاید مجھے اتنی تکلیف نہ ہوتی جتنی مشی کے جانے پر ہو رہی ہے اور اس کا اندازہ آپ جیسا سفاک انسان کبھی نہیں لگا سکتا مبارک ہو آپ کو آپ کا محل آج کے بعد میں اس گھر میں کبھی قدم نہیں رکھوں گی اٹھیں من۔۔۔"

جنت تکلیف سے کہتی من کی طرف متوجہ ہوئی اور اسے چلنے کو کہا جو خاموش سا اپنی معصوم بیوی کا یہ روپ دیکھ رہا تھا یقیناً وہ بہت تکلیف میں تھی اور یہ من سے زیادہ کوئی نہیں سمجھ سکتا اس نے سوچتے ہوئے لمبا سانس خارج کیا اور تائشہ کو گلے لگاتا اٹھ کھڑا ہوا

"باوجہ۔۔ ماں کک کیا ہوا آپ کو۔۔ نہیں پلیز مجھے معاف کر دیں مجھ میں اب اور ہمت نہیں ہے کسی کو بھی کھونے کی ہمت نہیں مجھ میں۔۔"

جنت اور من ویرا بھی دروازے تک پہنچے تھے جب بدر کی التجائیں سنائی دیں تو وہ بھی اس طرف متوجہ ہوئے جہاں باوجہ دل پر ہاتھ رکھے تکلیف برداشت کرتی لمبے لمبے سانس لے رہی تھیں



"دیکھیں انہوں نے بہت کی گہرا صدمہ لیا ہے جس کی وجہ سے انہیں ہارٹ اٹیک ہوا ہے آپ ان کا خیال رکھیں اور کوشش کریں کہ ان کے سامنے کوئی بھی ایسی بات نہ کریں جس سے انہیں تکلیف پہنچے۔۔۔"

ڈاکٹر کمرے سے باہر آتا بدر سے بولا جو کہ سر جھکائے کھڑا تھا

"آئیے ڈاکٹر صاحب میں آپ کو چھوڑ آتا ہوں۔۔"

من ویر کمرے سے باہر آتا بولا اور ڈاکٹر کو ساتھ لے کر آگے بڑھ گیا جبکہ بدر ہمت پیدا کرنا اندر داخل ہوا جہاں اس کی ماں بیڈ پر آنکھیں موندے پڑی تھی اور جنت ان کے پاس ہی بیڈ پر بیٹھی ان کی سلامتی کی دعائیں مانگ رہی تھی جب بدر کو آتا دیکھ بیڈ سے اترتی باہر نکل گئی اور بدر چلتا ہوا بیڈ کے پاس رکھی چنیر پر بیٹھ گیا



"اوکا کا جاگھرایس ویلے قبرستان نئی آئی داپتر جاگھرنوں جا۔۔"

بدرنا جانے کب سے قبر پر بیٹھا رو رہا تھا جب کسی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے کہا
بدر نے نظر اٹھا کر دیکھا تو ایک بزرگ آدمی مسکراتے ہوئے اسے کہہ رہے تھے

"بابا میرا سب کچھ تو یہاں پہ دفن ہے میں کیا کروں گھر جا کر مم میری بیوی اکیلی ہے یہاں
اسے ڈر لگتا ہے اندھیرے سے میں نہیں جاؤں گا اسے چھوڑ کر۔۔"
بدر جواب دیتا قبر سے لپٹ گیا جبکہ وہ بزرگ حیرانگی سے اسے دیکھ رہے تھے جو کوئی دیوانہ
ہی لگ رہا تھا

"بیٹا جو چلے جاتے ہیں انہیں کیا فرق پڑتا ہے اندھیرے سے وہ تو روحوں ہوتی ہیں جو خدا
کے پاس چلی جاتی ہیں یہاں تو صرف جسم دفن ہے جسے کچھ فرق نہیں پڑتا نہ گرمی سے نہ
سردی سے اور نہ اندھیرے سے۔۔"
باباجی اسے سمجھاتے ہوئے بولے جو مسلسل رو رہا تھا

"باباجی آپ دیکھیں نہ یہ میری بات نہیں مانتی ناراض ہے مجھ سے میں مان تو رہا ہوں اپنی
غلطی یہ پھر بھی نہیں اٹھ رہی نہ مجھے جواب دے رہی ہے اسے بتائیں نہ اس کا بیٹا روتا کے

رات کو مجھے پوچھتا ہے اس کی ماما کہاں گئی مم میں اسے کیا جواب دوں وہ نہیں مانتا مجھ سے بیمار ہو گیا ہے بہت لیکن اسے دیکھیں یہ یہاں سو رہی ہے۔۔۔"

وہ روتا ہوا بتا رہا تھا اور باباجی اسے سنبھالنے کی ناکام کوشش کر رہے تھے

"دیکھو مٹی میری جان بدر مر رہا ہے پلیز اٹھ جاؤ میں پوری زندگی تمہیں نہیں ڈانٹوں گا بس ایک دفعہ اٹھ جاؤ مم میرا نام لویا مجھے ڈانٹ لو بے شک لیکن مجھے معاف کر دو میں بہت برا ہوں میں نے یقین نہیں کیا تم پر اس کی اتنی بڑی سزا تو مت دو یا۔۔۔"

وہ کبھی اپنے بال نوچتا اور کبھی قبر سے لپٹ کر رونے لگتا اس وقت وہ بالکل کوئی پاگل لگ رہا تھا

www.urdu novels mania.com

باباجی خدا سے اس کے لیے رحم اور سکون مانگتے اٹھ کر چلے گئے کیوں کہ وہ جانتے تھے عشق کے روگیوں کا علاج اس دنیا پر نہیں پایا جاتا اور نہ ہی وہ اسے سمجھا سکتے تھے کہ وہ اب کبھی نہیں آنے والی



"باوجی نے بدر سے ہر تعلق توڑ لیا تھا اور اسے گھر سے بھی نکال دیا ان کا کہنا تھا وہ جب بھی اسے دیکھتی ہیں انہیں رمشا کا چہرہ نظر آتا ہے وہ خود کو رمشاء کا قصور وار سمجھتی ہیں کیوں کے انھوں نے کی اس کی شادی بدر سے کروائی اس لیے یہ سب کچھ ہوا ہم نے بھی اس حویلی میں جانا چھوڑ دیا تمہارے بابا جایا کرتے تھے اور میں کبھی بکھار ہی جاتی تھی جب میرا دل مٹی سے ملنے کا کرتا تو میں اس کی اور نوشین کی قبر پر فاتحہ خوانی کے لیے جایا کرتی تھی۔۔۔ بہت ڈھونڈنے کے بعد بھی ہمیں آج تک رجب بھائی کا کچھ پتہ نہیں چلا باوجی بھی بس رمشاء کی گڑیا سے ملنے کے لیے زندہ ہیں انھوں نے بدر کے سامنے یہی شرط رکھی تھی کہ وہ تب اسے معاف کریں گی جب وہ ان کے خون ان کی پوتی کو ان کے سامنے لائے گا مگر پتہ نہیں قسمت کو کیا منظور ہے۔۔۔"

جنت گود میں البم رکھے حیدر کو ساری بات بتاتے مسلسل رو رہی تھی جس سے اس کی ہچکی بندھ گئی تھی

"اپنوں کو کھونے کا دکھ ہمیشہ تازہ رہتا ہے حیدر بس انسان اس دکھ کے ساتھ جینا سیکھ لیتا ہے اور یہی ہم سب کے ساتھ ہوا ہے ہمارے زخم تو آج بھی ویسے ہی ہیں لیکن وقت نے ان پر گرد ڈال دی ہے۔۔۔"

وہ ہاتھوں میں چہرہ چھپاتی سک پڑیں جب حیدر نے انھیں گلے سے لگاتے حوصلہ دیا اور پانی کا گلاس ان کے لبوں سے لگایا جس میں سے ایک دو گھونٹ پی کر ہی وہ ایک طرف کر چکی تھیں

"بہت رات ہو گئی جاؤ تم اپنے کمرے میں تمہارے بابا آ کر ڈانٹیں گے۔۔"

وہ خود کو سنبھالتی مسکراتے ہوئے بولیں

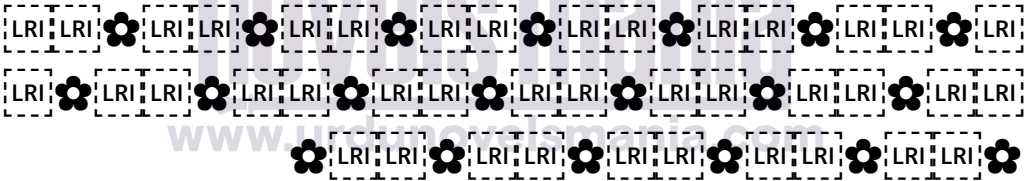
"ارے ماماں جانی اگر انھوں نے اپنی خوبصورت سی بیوی کی یہ حالت دیکھ لی نہ تو مجھے ڈانٹیں گے ہی نہیں بلکہ آج میرا قتل ضرور کر دیں گے۔"

ان کی بات سنتا وہ شرارت سے بولا تو وہ جھینپ گئیں اور اس کے کندھے پر چپت لگاتے اسے آنکھیں دکھائیں

"اف یہ قاتل نگاہیں بابا ایسے ہی تو گھائل نہیں ہوئے۔۔"

وہ مزید شوخ ہوا جب جنت نے اپنا جوتا اٹھانے کے لیے ہاتھ نیچے کیا تو قہقہہ لگاتا ہوا ان کا ہاتھ پکڑ کر چومتا ہوا باہر چلا گیا

پیچھے وہ بھی اس کی خوشیوں کہ دعائیں مانگتی پھر سے پرانی یادوں میں کھو گئیں

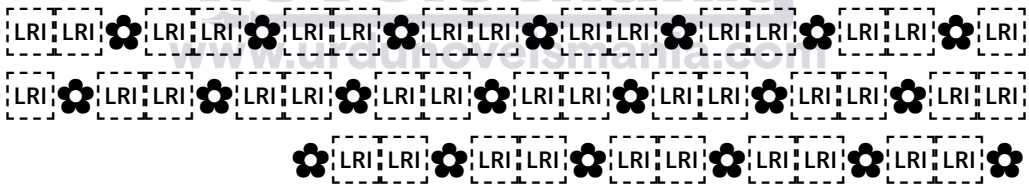


روہاب نے رو رو کر برا حال کر لیا تھا اس کا واحد سہارا اس دنیا سے جا کا تھا اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا کرے اس لیے اس نے روتے ہوئے تائشہ کو کال کی تھی جو آدھے گھنٹے

میں ہی اس کے پاس موجود تھی اور اس کے ساتھ خود بھی رونے میں مصروف تھی جب من
ویر چلتے ہوئے اس کے پاس آئے انھیں ابھی تک یقین نہیں آ رہا تھا کہ رجب اس دنیا
سے جا چکا ہے اور سامنے بیٹھی لڑکی کوئی اور نہیں ان کی بیوی کے جینے کی وجہ ہے جس کے
لیے وہ برسوں سے راہ دیکھ رہی تھی

"بیٹا آپ لوگ گاڑی میں آئیں میں خود ایبھولینس میں آؤں گا۔۔"

وہ تائشہ کو کہتے روہاب کے سر پر ہاتھ رکھتے باہر کی طرف چل۔ پڑے جب تائشہ روہاب جو اٹھاتی اپنے ساتھ لیے گاڑی کی طرف لے آئی اور ڈرائیور کو ان کے گھر کا ایڈریس بتاتے خود بھی روہاب کے ساتھ ہی بیٹھ گئی جو رو کر برا حال کر چلی تھی



رجب کی تدفین کر دی گئی تھی محلے والوں نے ہی روہاب کے غم میں شرکت کی تھی کیوں کہ اور تو کوئی رشتہ دار اور عزیز تھے نہیں جو آتے اس لیے محل کی عورتیں ہی روح کو سنبھال

رہی تھیں اب جیسے جیسے شام ہو رہی تھی وہ سب بھی اپنے اپنے گھر کو چل پڑیں اب صرف تائشہ اور روہاب ہی گھر میں رہ گئی تھیں جب من ویر گھر میں داخل ہوتا ان کی طرف آیا روہاب کی آنکھیں بہت زیادہ سوج چکی تھیں مگر اب بھی وہ رونے سے باز نہیں آ رہی تھی

"تائشہ بیٹا آپ روہاب کا ضروری سامان پیک کریں یہ ہمارے ساتھ چل رہی ہیں کیوں کہ ہم انھیں اکیلا چھوڑ کر نہیں جاسکتے اور نہ ہی یہاں رک سکتے ہیں کیونکہ اب یہاں رکنے کا کوئی فائدہ نہیں۔۔"

من ویر نے ان دونوں کے قریب آتے تاشی سے کہا جو خود بھی نڈھال سی تھی جان سے عزیز دوست کی ایسی حالت دیکھنا دنیا کا مشکل ترین کام ہوتا ہے اور اس وقت تاشی بھی اس مشکل وقت میں روح کے ساتھ برابر کی شریک تھی

"جی بابا میں کرتی ہوں۔۔"

وہ اتنا سا بول کر جانے لگی جب روہاب کی آواز نے اس کے قدم جکڑے

"معزرت انکل لیکن میں آپ کے گھر نہیں جاسکتی اور نہ ہی میں جانا چاہتی ہوں آپ مجھے کسی دارلaman میں۔۔۔"

اس سے پہلے کے وہ بات مکمل کرتی تائشہ درمیان میں ہی بول پڑی

"بکواس بند کرو اور تم سے کسی نے نہیں پوچھا تم چل رہی ہو یا نہیں تمہیں بتایا گیا ہے کہ تم جارہی ہو بس اور اس سے زیادہ میں ایک لفظ نہیں سنوں گی بابا آپ گھر کو لاک کریں میں اسے لے کر آتی ہوں۔۔۔"

وہ غصے سے کہتی کمرے میں گم ہو گئی جبکہ روح جانتی تھی وہ کتنی ضدی ہے اس لیے خاموشی سے بیٹھی آنسو بہانے لگی اور من ویر بے بسی سے اسے دیکھتے باقی گھر کو لاک کرنے لگے

www.urdu novels mania.com

کچھ ہی دیر میں وہ اس گھر اس محلے کو خیر آباد کہتے بہت دور نکل آئے مگر یہ کوئی نہیں جانتا تھا کہ آگے ان لوگوں کی زندگی آسان ہے یا مشکل



طلال آج پھر بدر صاحب کے پاس آیا تھا اور مسلسل ان سے اپنے ساتھ چلنے کی ضد کر رہا تھا مگر وہ راضی نہیں ہو رہے تھے

"بابا دیکھیں میں آپ کی ہر بات مانوں گا جو بھی آپ بولیں گے لیکن ابھی آپ میرے ساتھ چلیں کیوں کہ میرا دیحان آپ کی طرف ہی لگا رہتا ہے ہر وقت۔۔"

وہ بے بسی سے ہتھیر ڈالتے ہوئے بولا

"اے سسٹم پکا تم ہماری بات مانو گے۔۔؟"

انہوں نے کچھ سوچتے ہوئے کہا تو وہ بھی الرٹ ہوتا سیدھا ہو کر بیٹھ گیا

"جی اس بات کے سوا ساری مانوں گا۔۔"

طلال نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا

"چلو ٹھیک ہے پھر ہم نہیں جا رہے تم جاؤ اور لائٹس آف کر جانا۔"

وہ بھی ناراض ہوتے بازو آنکھوں پر رکھ کر سکون سے بولے

"بابا جان یہ کیسی بچوں والی ضد ہے میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ میں شادی نہیں کرنا چاہتا۔"

اس نے زچ ہوتے ہوئے کہا جبکہ وہ ٹس سے مس ہوئے بنا ویسے ہی لیٹے رہے

"اچھا ٹھیک ہے کر لوں گا شادی اب چلیں میرے ساتھ۔"

وہ ہتھیار ڈالتا منہ بنا کر بولا جبکہ بدر کا چہرہ خوشی سے دمک اٹھا تھا

www.urdu novels mania.com

"ہاں ہاں چل رہا ہوں بر خور دار تھوڑی پیکنگ تو کرنے دو۔"

وہ اٹھتے ہوئے خوشی سے بولے تو وہ ان کی چالاکی پر جلتا کر تباہ موبائل چیک کرنے لگا اور غیر ارادی طور پر گھر میں لگے کیمرے اوپن کر کے بیٹھ گیا تاکہ اس افلاطون کی نانی کو دیکھ سکے جب اس کے کام دیکھتے طلال کا دماغ بھک سے اڑ گیا



کرن صبح سے بور ہو رہی تھی پورے گھر میں اکیلے گھومتے اسے وحشت سی ہونے لگی اسی لیے وہ گھر کے پیچھے والے حصے میں چلی آئی جہاں خوبصورت سے نظارے دیکھتے اس کا دل جھوم اٹھا۔

دیوار کے ساتھ ساتھ گلاب اور دوسرے پھولوں کی کیا ریاں تھی جن میں سے اکثر پھول تو وہ پہلی بار دیکھ رہی تھی وہ اتنے پیارے تھے کہ وہ ہر ایک کو چھو کر اس کی موجودگی کا یقین کر رہی تھی کہ کیا ایسے پھول بھی پائے جاتے ہیں ابھی وہ ان پھولوں کے سحر میں جکڑی ہوئی تھی جب پرندوں کی چھماٹ نے اس کی توجہ اپنی طرف مبذول کرائی تو وہ کسی ٹرانس کی کیفیت میں ان کی طرف بڑھ گئی جہاں بڑے سے پنجرے کو مختلف حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا اور ہر پنجرے میں الگ پرندے رکھے گئے تھے اور کر پرندہ اپنی خوبصورتی کی اعلیٰ مثال تھا

جب اس کے شیطانی دماغ میں ہلچل ہوئی تو اس نے بنا سوچے سمجھے سارے پنجرے کے دروازے کھول دیے جب سارے پرندے فوراً سے چھپاتے فضا میں اڑنے لگے اور ان کے درمیان کھڑی وہ بچوں کی طرح اچھل کود رہی تھی

اسے بہت اچھا لگ رہا تھا ان کا پرواز کرنا مگر وہ جانیں رہے تھے بلکہ اس کے ارد گرد ہی اڑ رہے تھے کرن کو حیرانگی ہوئی کہ یہ کیسے پرندے ہیں جو آزادی ملنے پر بھی نہیں جا رہے

ابھی وہ اپنی ہی سوچوں میں مگن تھی جب کسی کی نظروں کی تپش خود پر محسوس ہوئی تو وہ جلدی سے پیچھے دیکھنے لگی جہاں طلال کھڑا فرست سے اس منظر کو دیکھ رہا تھا مختلف پرندوں کے حالے میں کھڑی وہ کوئی پری کے رہی تھی سفید فراک میں سفید ہی دوپٹہ اوڑھے ارد گرد سے بے نیاز ایک بھولی بھٹکی پری جو پرستان سے بھٹک کر یہاں آگئی ہو

"لال تم کب آئے۔۔۔؟"

اچھا دیکھو نہ یہ کیوں نہیں اڑ رہے میں نے ان کو کھول دیا یہ پھر بھی کہیں نہیں جا رہے۔۔۔"

اس نے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے اپنے اوپر اڑتے کبوتر، طوطوں اور پرندوں کی طرف اشارہ کرتے پریشانی سے پوچھا

"کیوں کہ یہ سب نسلی ہیں اور نسلی چیزیں کبھی بھی اپنے مالک سے دغا بازی نہیں کرتیں چاہے وہ انسان ہوں پرندے ہوں یا جانور۔۔"

پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ پھنسائے اس نے سکون سے جواب دیا جب ایک طوطا اڑتا ہوا اس کے کندھے پر بیٹھ گیا

"یہ تمہیں نقصان بھی پہنچا سکتے تھے کیوں کہ یہ صرف اپنے مالک سے وفاداری کرتے ہیں اور تم ابھی نئی آنی ہو لیکن لگتا ہے تم پر دل آگیا ہے ان کا اسی لیے تمہارے ارد گرد اڑتے پھر رہے ہیں۔۔"

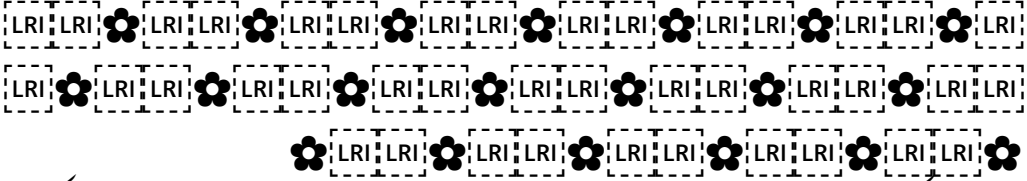
طلال نے گہری نگاہوں سے اسے دیکھتے کہا جو سادگی میں بھی کافی پرکشش تھی بے ساختہ
طلال نے نظریں چرائیں جبکہ گھبرا تو کرن بھی گئی تھی اس کی آنکھوں میں موجود بے خودی
دیکھتے

"اچھا چلو بابا آئے ہیں آؤ تمہیں ملو ان سے۔۔"

وہ طوطے کو اپنے کندھے سے فضا میں اڑاتا گھر کے اندرونی حصے کی طرف چل پڑا تو وہ بھی
ایک نظر زمین پر دانے چننے ان پرندوں پر ڈال کر اس کے پیچھے پیچھے اندر چلی گئی

جب کہ اندر موجود ہستی کو دیکھ کر اس کا دل کیا ہمیشہ کی طرح بھاگ کر ان کے ساتھ لپٹ
جائے مگر وہ ایسا نہیں کر سکتی تھی اس لیے خاموشی سے چلتی شرافت کا مظاہرہ کرتے
ایسے ظاہر کرنے لگی جیسے پہلی دفعہ مل رہی ہو

بدر صاحب کا دل کیا اس کی چالاکی پر کھل۔ کرہیں مگر پھر ان کا بیٹا اس آفت کی پڑیا کو اٹھا
کر گھر سے باہر پھینک دیتا



حیدر کسی کیس کے سلسلے میں شہر سے باہر آیا ہوا تھا کچھ اہم ثبوت ڈھونڈنے یہ ایسا کیس تھا جسے لیتے ہی اسے مسلسل دھمکیاں مل رہی تھیں مگر وہ کونسا ڈرنے والا تھا ڈنکے کی چوٹ پر اس علاقے میں آیا تھا جہاں آنے سے اس کی جان کو خطرہ تھا مگر خطروں سے کھیلنا ہی تو اس کا شوق رہا تھا ہمیشہ سے اسی لیے بنا کسی کی پرواہ کیے وہ اس وقت اس چھوٹے سے گھر میں موجود تھا جہاں ایک بیوہ عورت اور اس کی بیٹیوں کو مسلسل دھمکیاں مل رہی تھیں اور یہ کام کوئی اسرور سوخ والی پارٹی کر رہی تھی

"جی ماں جی آپ مجھے ساری بات بتائیں تاکہ میں آپ کی مدد کر سکوں۔۔"

حیدر نے سکون سے بیٹھتے ہوئے کہا

"بیٹا میری بڑی بیٹی ایک ہسپتال میں کام کرتی ہے وہاں پر آتے جاتے ایک امیر آدمی کی نظر اس پر پڑ گئی اب وہ مسلسل اس کا پیچھا کرتا ہے گندی گندی باتیں کرتا ہے کہتا ہے اگر

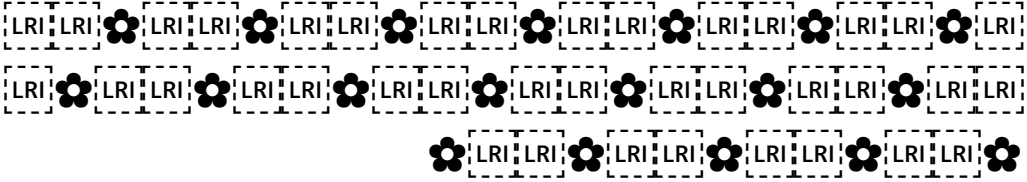
میں نے اپنی بیٹی اس کے پاس نہیں بھیجی تو وہ میری تینوں بیٹیوں کو اٹھا کر لے جائے گا ان کے تایا چاچا لوگوں سے مدد مانگی تو وہ کہتے ہیں ضرور لڑکی نے ہی اپنے پیچھے لگایا ہوگا اسے ایسے تو کوئی بھی نہیں آتا بنا مقصد۔۔"

وہ عورت روتے ہوئے حیدر کو بتانے لگی تو وہ ضبط کرتا ان کی بات سننے لگا

"ٹھیک ہے آپ پریشان نہ ہوں آپ نے رپورٹ درج کروادی یہی بہت ہے باقی سب میں دیکھ لوں گا مجھ پر یقین رکھیں یہ میری بہنیں ہیں اور ان کی حفاظت کا ذمہ خدا کے بعد میرا ہے۔۔"

وہ تحمل سے کہتا انہیں حوصلہ دیتا اٹھ کھڑا ہوا اور باہر آ کر طلال کو کام ملائی تاکہ ان لوگوں کی حفاظت کا اچھے سے انتظام کیا جاسکے

اور اس حوس پرست کو تو وہ اچھا سبق سکھانے والا تھا تاکہ دو تین سال تو جیل میں ہی رہے



جنت تو بے یقینی سے اپنے سامنے کھڑے وجود کو دیکھ رہی تھی وہی رنگ و روپ وہی
 نین نقش وہی آنکھیں سب کچھ تو وہی تھا جنت کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں ہو رہا تھا۔
 بیس سال بیس سال کی کٹھن مسافت کے بعد سجدوں میں رونے گڑ گڑانے کے بعد آج خدا
 کو ان پر رحم آیا تھا وہ بے خود سی چلتی حال میں آئیں اور بالکل اس کے پاس آ کر رکی تھیں
 جو سر جھکائے کھڑی تھی اور آہستہ آہستہ کانپ رہی تھی ایک دم سے اس کی زندگی میں اتنا
 کچھ ہو گیا تھا کہ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ آگے کیا ہونے والا ہے اور کیا نہیں

جنت نے بے یقینی سے من ویر کی طرف دیکھا جو آنکھوں میں آنسوؤں کی نئی لیے اسے ہی
 دیکھ رہا تھا اس کے دیکھنے کہ آہستہ سے سر ہاں میں ہلایا کہ جو وہ سمجھ رہی ہے وہ سچ ہے تو
 بے ساختہ ہی جنت نے صوفے کا سہارا لیا انھیں لگا آج ان کا دل خوشی اور دکھ کی اس
 کیفیت سے پھٹ جائے گا۔

وہ خود کو سنبھالتی آگے بڑھی اور روہاب کو گلے لگاتی دیوانہ وار اسے چومنے لگیں جبکہ روہاب تو اس اچانک افتاد پر گھبرا گئی اسے سمجھ نہیں آیا کہ آخر ہوا کیا ہے تائشہ کی اماں کو جو ایسے ری ایکٹ کر رہی ہیں

حیران تو تاشی بھی تھی کہ آخر کیا ہو گیا اس کی ماں کو جو کبھی روح کا منہ چوم رہی تھی تو کبھی ہاتھ جب کہ تاشی اور روح تو بس ان کی دیوانگی اور آنسو دیکھ رہے تھے جو مسلسل ان کی آنکھوں سے نکل رہے تھے

"جنت میری جان روح کو اندر تو آنے دو ابھی وہ پریشان ہے تم مزید اسے پریشان کر رہی ہو۔۔"

www.urdu novels mania.com

من ویر نے پیار سے ان کے کندھے کے گرد بازو حائل کرتے انھیں سمجھایا تو وہ سمجھتی جلدی سے اپنے آنسو صاف کرتی مسکرائی تھیں

"ارے میں بھی کتنی پاگل ہوں میری بیٹی پہلی دفعہ گھر آئی ہے اور میں نے اسے پریشان کر دیا تم تم آؤ اندر آؤ میرے پاس۔۔۔"

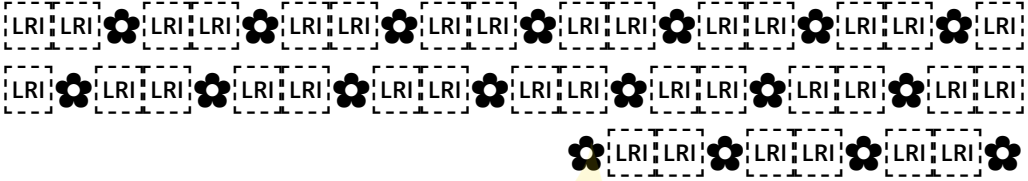
وہ جلدی سے اسے اندر لاتی صوفے پر بٹھاتی خود بھی پاس بیٹھ گئیں اور یک ٹک اسے دیکھنے لگی جبکہ روہاب ان کے رویے کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی کہ آخر کیوں وہ اتنا دیوانہ وار چوم رہی تھیں اتنی اپنائیت کیوں محسوس ہو رہی تھی ان سب سے جب کہ وہ آج پہلی دفعہ آئی تھی تاشی کہ گھر اور ملی بھی آج ہی تھی اس کی فیملی سے

"تم بیٹھو میں تمہارا لیے کھانا بناتی ہوں پلیز جانا نہیں کہیں اب مجھے چھوڑ کر تاشی تم اس کا دیہان رکھو میں ابھی آتی ہوں۔۔۔"

جنت خوشی سے چمکتے کچن میں چلی گئی جبکہ روح اور تاشی پریشان سی ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں کہ آخر ہوا کیا ہے

"تاشی پتر آپ روہاب کو اپنے ساتھ لے کے جاؤ اوپر اسے کمرہ دکھاؤ اور فریش ہو کہ آؤ دونوں جاؤ شاہابش تب تک میں تمہاری ماں کو دیکھ لوں۔۔۔"

من ویر تائشہ سے بولے تو وہ سر ہلا کر روہاب کو اپنے ساتھ لیے سیڑھیاں چڑھ گئی تو وہ بھی خدا کا شکر ادا کرتے جنت نے پیچھے ہی کچن میں چلے آئے جو کچھ بنانے میں مصروف تھی



طلال انھیں گھر چھوڑ کر کسی ضروری کام سے جا چکا تھا جب وہ خدا کا شکر ادا کرتی خوشی سے ہنستے اپنے بدرا نکل کے کمرے میں پہنچ چکی تھی

"آئی مس یوسوچ انکل میں نے بہت یاد کیا آپ کو۔۔"

وہ آنکھوں میں آنسو لاتی آج بھی انھیں چھوٹی سی پھلجھڑی لگی جسے وہ بچپن سے تنگ کرتے اور لاڈ اٹھاتے آرہے تھے

"آئی مس یو ٹو میری باربی ڈول لیکن یہ بتاؤ کہ پوری دنیا میں تمہیں یہی نکملا تھا دل لگانے کو۔۔"

وہ پیار سے جواب دیتے آخر میں بد مزہ ہوتے منہ بنا کر بولے۔

"ہاں تو پارٹنر مجھے تھوڑی پتا تھا وہ کھڑوس آپ کا بیٹا ہے اگر پتا ہوتا تو اٹھوا لینا تھا میں نے۔۔۔"

وہ آنکھیں مٹکاتی ہوئی بولی تو بدر صاحب کا قہقہہ گونج اٹھا

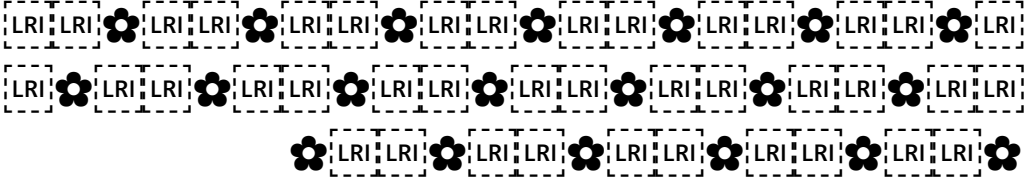
"ہاں ہاں اور پھر وہ تمہیں اپنے ہاتھوں سے پھولوں کے ہار پہناتا اٹھوانے کے بعد۔۔"

وہ ہنستے ہوئے بولے

www.urdu novels mania.com

"کیا انکل آپ میری ہیلپ کرنے کی بجائے مزاق اڑا رہے ہیں۔۔"

وہ منہ بناتی غصے سے بولی تو وہ بھی سیریس ہوتے اس کی طرف متوجہ ہوئے



کرن اور بدر کی ملاقات اٹھارہ سال پہلے ہوئی تھی جب بدر بالکل ہی ہوش سے بیگانہ ہوا
 راہوں میں پھر تاربتا تب ایک دن اچانک ایک بچی جو تین یا چار سال کی تھی روڈ کراس
 کرتے ہوئے کسی گاڑی سے ٹکرا کر بے ہوش ہو گئی تب بدر نے اس کی جان بچائی تھی اس
 کے بعد بدر اکثر اسے ملنے جاتا وہ جب بھی کرن سے ملنے جاتا اس کے ساتھ کھیلتا اسے ایسا
 لگتا وہ اپنی بیٹی کے ساتھ وقت گزار رہا ہے اسی لیے تو کرن اور ان کی اتنی زیادہ اچھمنٹ کو
 گئی تھی کہ وہ اپنے ماں باپ سے بھی زیادہ انہیں اہمیت دیتی تھی جب وہ پولیس کی ٹریننگ
 کے لیے گئی تب بھی ان کی دعائیں لے کر گئی اور جب اسے طلال پسند آیا تب بھی اس
 نے سب سے پہلے انہیں ہی بتایا تھا کہ وہ کسی کو پسند کرتی ہے اور یہ بدر صاحب کے ہی
 کارنامے تھے کہ وہ ان کے بیٹے کو سٹاک کرنے کی کوشش کر رہی تھی

حالات ہمیشہ ایک سے نہیں رہتا انسان جینا سیکھ لیتا ہے حالات کے ساتھ سمجھوتہ کرنا کی پڑتا ہے جان سے پیاروں کو بھولا تو نہیں جاتا مگر انسان ان کے درد کو دل میں چھپا کر مسکرا کر انا سیکھ لیتا ہے

اور یہی بدر کے ساتھ ہوا تھا جب باؤجی نے اسے گھر سے نکالا تو وہ بالکل اکیلا ہو کر رہ گیا تھا طلال بھی اس کی لاپرواہی سے بیمار رہنے لگا اس لیے اس نے خود کو سنبھالا اور طلال کو ایک بورڈنگ سکول میں ڈال دیا تاکہ وہاں وہ ہر طرح کے حالات سے کرنا سیکھ لے اور ایسا ہی ہوا وہ ایک مضبوط مرد بنا تھا اور اس نے اپنے باپ کا بزنس جوائن کرنے کی بجائے پولیس فورس جوائن کرنے کو ترجیح دی اور اب بنا ڈرے اپنے فرائض سرانجام دے رہا تھا۔

www.urdu novels mania.com

بدر اب بھی ہر مہینے باؤجی کے پاس جاتے مگر وہ پہلے دن کی طرح آج بھی اسے ملے بنا واپس بھیج دیتیں وہ بدر کے ساتھ خود کو بھی سزا دے رہی تھیں اگے نا جانے ان کی یہ سزا کب ختم ہونے والی تھی یہ تو وقت نے ہی طے کرنا تھا



"کیا نام ہے آپ کا۔۔؟"
سامنے بیٹھے ادھیر عمر آدمی نے تحمل سے پوچھا

"ابراہیم۔۔"
ایک لفظی جواب حاضر تھا



"پورا نام بتائیں۔۔"
اس آدمی نے ناگواری سے کہتے اسے گھورا

"رانا ابراہیم فضل"
اس نے سکون سے جواب دیا

"رانا فضل کے بیٹے۔۔؟"

اس آدمی کو جھٹکا لگا تھا تبھی حیران ہوتا پوچھ بیٹھا

"میرے خیال سے آپ کو میری ڈگریز اور میرے جاں ایکسپیرینس کے بارے میں پوچھنا چاہئے نہ کہ یہ کہ میں کس کا بیٹا ہوں اور کس کا نہیں۔۔"

اس نے ناگوار مگر متحمل لہجے میں کافی گہری بات کی جب مقابل بیٹھا شخص گڑبڑایا تھا اس کے اتنے سیدھے جواب پر لیکن لیپ ٹاپ کی سکرین پر سب سنتے سکندر کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی اس کی بات اور لہجے سے

www.urdu novels mania.com

"کیوں چاہئے آپ کو یہ جاب۔۔؟"

ایک اور سوال کیا گیا

"جاب کیوں کی جاتی ہے۔۔؟"

سوال کے بدلے سوال حاضر تھا

"میں۔۔"

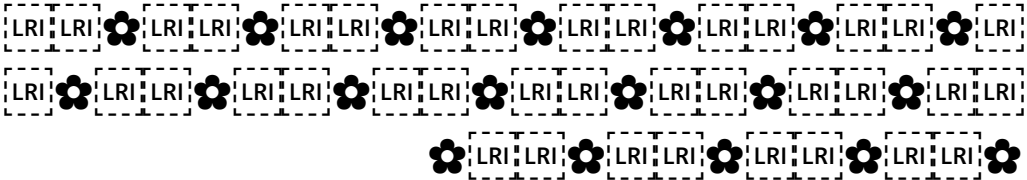
"شہباز صاحب اپائنٹ کر لیں انھیں اور باقی کی ڈیٹیلز بھی سمجھا دیں۔"

اس سے پہلے کہ شہباز صاحب کچھ کہتے ان کے کان میں لگے بلوٹو تھ سے زوہان سکندر کی آواز گونجی اور ساتھ ہی لیپٹاپ کی سکرین یلینک ہو گئی مطلب صاف تھا کسی بھی سوال جواب کی کوئی گنجائش نہیں

جبکہ وہ شانِ بے نیازی سے بیٹھا ان کا منہ دیکھ رہا تھا جیسے جاب لینے نہیں دینے آیا ہو

"ایک نمونہ کم تھا کیا اب ایک اور کو سنبھالنا پڑے گا۔"

شہباز صاحب دل میں سوچتے اسے باقی معاملات سمجھانے لگے جو خاموشی سے بیٹھا ان کی سن رہا تھا



"شاہ سنبھالیں اپنی اولاد کو جینا حرام کر رکھا ہے میرا۔۔ نہ کہیں جانے دیتے ہیں نہ کسی کے پاس بیٹھنے دیتے ہیں ابھی اریش آپ کی کال آئی تھی مجال ہے آپ کی اس افلاطون کی پڑیا نے بات کرنے دی ہو۔۔"

آف کمرے میں آتی غصے سے پھٹ پڑی یقیناً نوال نے بہت تنگ کیا تھا اسے

"اب کیا کر دیا میری معصوم بیٹی نے۔۔"

زوہان نے لیڈاپ سائیڈ پر رکھتے معصومیت سے پوچھا

"ہاں ایک آپ معصوم اور ایک آپ کی اولاد میں ہی چالاک آگئی ہوں یہاں پر۔۔"

وہ گرے آنکھوں میں غصہ سمائے بولی تھی

www.urdu novels mania.com

"ہاہا ہا ہا یرتمہاری معصومیت پہ کی تو دل ہار گیا تھا یہ ناچیز۔۔"

اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے قریب کرتے سکندر نے اس کے ہونٹوں کو ہلکا چومتے مسکرا کر کہا تو غصے سے اس کا ہاتھ جھٹک کر دور ہوتی

"میں آپ کی اولاد کی شکایت لگا رہی ہوں اور آپ ہیں کہ مجھے سیریس ہی نہیں لے رہے
بس اپنی مرضی چلا رہے۔۔"

وہ اس کی حرکت کی طرف اشارہ کرتی غصے سے بولی

"یار تھوڑا پاس تو آؤ پھر کی سیریس لوں گا نہ اب اتنی دور سے کیسے سیریس ہو سکتا ہوں۔۔"

سکندر نے منہ بناتے معصومیت سے جواب دیا تو غصے سے گھورتی ابھی کچھ بولنے ہی لگی
تھی جب نوال پونیاں جھلاتی کمرے میں آن پہنچی اس لیے دونوں خاموش ہو گئے یہ ہمیشہ
سے ان کا اصول تھا دونوں کے درمیان کتنی بھی تلخ کلامی کیوں نہ ہو جاتی وہ کبھی بھی بچوں
کے سامنے لڑائی جھگڑا نہیں کرتے تھے اور نہ ہی بچوں کو اپنے جھگڑوں میں شامل کرتے
تھے

www.urdu novels mania.com

"ارے کیا ہوا میرے بیٹے کو کیوں پریشان ہو رہا ہے۔۔؟"

سکندر نے دونوں بازو کھولتے چھوٹی سی نوال کو لاڈ سے پاس بلاتے کہا تو منہ بسورتی آکر
اس کی گود میں بیٹھ گئی

بابا سعدی کی چھوٹی شالی بیبی آئی ہے تو مدے بھی تائیے پل مم دانت لہی مودے
(بابا سعدی کی چھوٹی ساری بیبی آئی ہے تو مجھے بھی چاہئے پر اماں ڈانٹ رہی مجھے)

وہ آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لاتی معصومیت سے بولی جب اس کی بات سمجھتے سکندر
نے آفانہ کی طرف دیکھا جو سرخ چہرہ لیے اپنی بیٹی کی گوہر افشائیاں سن رہی تھی

"ہا ہا ہا۔۔ جو میری ڈول کو چاہیے وہ ضرور ملے گا لیکن اس کے لیے آپ کو ویٹ کرنا
پڑے گا تھوڑا سا۔۔"

وہ آفانہ کی حالت سے لطف اٹھاتا مزے سے بولا تو آفانہ بس گھور کر رہ گئی
"اوتے بابا یو آل دا بیست۔۔"
(اوکے بابا یو آر دا بیسٹ)

وہ سکندر کا منہ چومتی خوشی سے چمکتی باہر چلی گئی
تم کہاں چلی بھئی۔۔"

وہ آفانہ کو اٹھتا دیکھ کر اس کی کلائی پکڑتا اپنے اوپر گرا کر ناگواری سے پوچھنے لگا

"میں نوال کو دیکھنے جا رہی۔۔"

وہ اٹھنے کی کوشش کرتی بولی مقصد بس سکندر کی نظروں سے غائب ہونا تھا

"وہ میگی نوڈلز دیکھ لے گی تم مجھے دیکھو بس پہلے ہی اتنی مشکل ہاتھ آتی ہو۔۔"

وہ کروٹ بدلتا اسے بیڈ پرٹا کر بولا

"شاہ کیا کر رہے ہیں مجھے دیکھنے تو دیں۔۔"

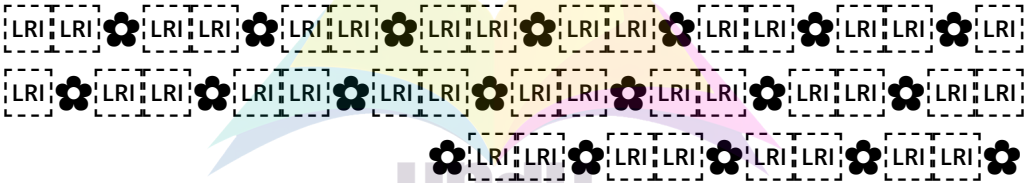
وہ سکندر کے ہونٹ اپنی گردن پر موجود تل پر محسوس کرتی بمشکل بولی جب سکندر نے ہونٹ اس کی گردن سے ہٹا کر اس کے ہونٹوں پر رکھ دیا مطلب صاف تھا کہ اب کوئی مزاحمت نہیں چلے گی اس لیے وہ بھی مزاحمت ترک کر کے اس کی گردن میں بازو حائل کر گئی۔

یقیناً یہ شخص خدا کی طرف سے ایک خوبصورت نعمت تھا جو اسے کسی نیکی کے بدلے میں ملا تھا تو وہ کیوں نہ ایسے شخص کی دیوانی ہوتی اسے عشق تھا زوہان سکندر تھے جس کی ایک ایک

دھڑکن پر صرف آفات سکندر کی حکمرانی تھی اور صرف وہی اس کی آتی جاتی سانسوں کی وجہ تھی

"ڈونٹ گواہی و سیرمائے پر نسز۔۔"

اس کی دھڑکنوں کو محسوس کرتا وہ سرگوشی میں بولا تو آفات مسکراتی اس کی گردن میں چہرہ چھپا گئی جب سکندر نے اس کے گرد بازو حائل کرتے سختی سے اسے خود میں بھیلچ لیا



"من می یہ کیا میرا کیسے کہاں۔۔۔؟"

جنت کچن میں آتے من ویر سے ایک ہی سانس میں سارے سوالات پوچھ گئیں تو مسکراتے ہوئے ان کے پاس آتے انھیں خود میں بھیلچ گئے

"ریلیکس شاہِ من بتا رہا ہوں سب پریشان نہ ہو اور نہ ہی اپنی ان خوبصورت آنکھوں پر ظلم کرو تم جانتی ہو میں سب کچھ برداشت کر سکتا ہوں لیکن تمہاری آنکھوں میں آنسو نہیں۔۔۔"

ان کی دونوں آنکھیں چومتے من ویر نے پیار سے کہا تو وہ ہاں میں سر ہلاتیں فوراً آنسو صاف کرتی ان کی طرف متوجہ ہوئیں تو من آہستہ آہستہ انہیں ساری بات بتا گئے

"من میں اب روح کو کہیں نہیں جانے دوں گی کچھ بھی ہو جائے وہ میرے پاس رہے گی پلیز آپ آپ ایسا کریں کسی کو مت بتائیے گا کہ وہ ہمارے پاس ہے ورنہ بدر لے جائے گا اسے۔۔۔"

وہ کہتی ہوئیں پھر سے رونے لگیں

"یار کیا ہو گیا کوئی نہیں لے کے جاتا اور آج نہیں تو کل وہ چلی جائے گی نہ جیسے تم ٹڑپی ہو اس کے لیے ویسے ہی طلال، بدر اور باوجی بھی تو ٹڑپے ہیں نہ اس کے لیے۔۔۔"

من بے بسی سے انھیں دیکھتے سمجھانے لگے جو کچھ بھی سمجھنے کو تیار نہیں تھیں

"نہیں وہ یہیں رہے گی آپ حیدر کو کال کریں مجھ مجھے بات کرنی ہے۔۔"

وہ بضد ہوتیں بولیں تو من انھیں دیکھتے حیدر کو کال کرنے لگے



"ہا ہا ہا ہا۔۔ اوئے یہ کیسے ہو گیا میرا مطلب کب اور کیوں۔۔؟"

حیدر طلال کے آفس میں بیٹھا قہقہہ لگاتے ہوئے بولا تو طلال نے غصے سے اسے گھورا

"یار میں اپنے دکھ بتا رہا ہوں اور تو قہقہے لگا رہا ہے زلیل آدمی۔۔"

طلال غصے سے فائل اٹھا کر اسے مارتا ہوا بولا

"ہا ہا ہا ہا یار ہسنے والی بات ہے تو ہنسوں گا ہی۔۔"

وہ پھر سے قہقہے لگاتا ہنس ہنس کر اس کے جلے پہ نمک چھڑک رہا تھا

"مطلب تجھے اس پاگل لڑکی سے پیار ہو گیا ہے" 🤪
وہ ہنس ہنس کر لوٹ لوٹ پوٹ ہو رہا تھا جیسے طلال نے اسے لطیفہ سنایا ہو

"پاگل نہیں ہے وہ جانتا ہوں میں اچھے سے۔۔۔"
طلال سیریس ہوتا اٹھ کر کھڑکی کے پاس جا کھڑا ہوا

"کرن نام ہے اس کا ابھی ابھی پولیس میں جوائننگ ہوئی ہے اس کی اور کسی بہت اہم کیس کو سالو کرنے کے لیے اس نے یہ گیٹ اپ کیا ہے۔۔۔"
وہ پوری بات بتاتا خاموش ہو گیا

www.urdu novels mania.com

"ہممسم جب تجھے پتہ ہے تو بتا کیوں نہیں دیتا اسے کہ تو سب جانتا ہے۔۔۔"
حیدر نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تو وہ مسکراتا ہوا اس کی طرف مڑا

"یہ وہی لڑکی ہے جس کے لیے بابا مجھے مسلسل فورس کر رہے ہیں کہ میں اس سے شادی کر لوں لیکن مجھے ڈر لگتا ہے حیدر۔۔"

وہ کہتا ہوا بے بسی سے اپنے ہاتھ دیکھنے لگا

"کیسا ڈر یا تو ایک شیر ہے اور اگر تو گھبراے گا تو انکل کو کون سنبھالے گا۔۔؟"

وہ اسے تسلی دیتا ہوا پوچھنے لگا

اسی بات سے تو ڈر لگتا ہے کہ میں بھی اپنے باپ کی طرح نہ منکوں محبت کے نام سے ڈر لگتا ہے مجھے میری ماں بے وفائی کے ڈر سے مر گئی حیدر وہ بس اسی خوف سے زندگی کی بازی ہار گئی کے اس کا شوہر اسے چھوڑ دے گا اور یہ صرف میری ماں نے نہیں کیا ہر وہ عورت جو اپنے شوہر کی وفادار ہوتی ہے وہ مرنا پسند کرتی ہے جب اس کا شوہر بھری محفل میں اس کا بھرم توڑ دے اگر میں اس محبت کو نانبھاسکا تو پھر۔۔؟ اگر میری وجہ سے اسے کچھ ہو گیا تو پھر۔۔؟ مجھ میں اپنے باپ جتنا حوصلہ نہیں ہے کہ میں اپنی آنکھوں سے اسے مرتا ہوا دیکھوں۔۔۔"

وہ بچوں کی طرح سسک اٹھا اس کے اندر موجود ڈر حیدر کو باخوبی نظر آ رہا تھا مگر وہ چاہتا تھا کہ
طلال اپنے اندر کے سارے وہم نکال دے

"طلال میں جانتا ہوں کہ اس واقعے نے تمہارے اندر ڈر پیدا کر دیا ہے لیکن اس واقعے
نے تمہیں کمزور کرنے کی بجائے مضبوط کیا ہے اسے سمجھو کیونکہ تم کرن جو اپنی ماں کی
طرح کبھی رسوا نہیں ہونے دو گے تمہارا دل کبھی نہیں چاہے گا کہ جو تمہاری ماں نے
برداشت کیا وہ کوئی اور لڑکی بھی کرے اس لیے تم اسے خود سے بھی زیادہ پیار کرو گے اور
مجھے یقین ہے تمہاری آنے والی زندگی بہت خوشگوار ہوگی۔"

اسے رسان سے سمجھاتے حیدر نے اس کا کندھا تھپتھپایا تو اس کے تنے ہوئے اعصاب
زرا ڈھیلے پڑے

www.urdu novels mania.com

"او بھئی کیا چل رہا ہے یہاں میرے بغیر۔؟"

سکندر نے اندر آتے دونوں کو ایک دوسرے کے قریب کھڑے دیکھ کر مشکوک نظروں
سے پوچھا تو دونوں اس کی طرف متوجہ ہوئے

"جو تو سوچ رہا ہے ایسا تو کچھ بھی نہیں کر رہے تھے۔۔"

حیدر نے آنکھ دباتے شرارت سے کہا تو دونو کا قہقہہ گونج اٹھا

"استغفر اللہ مخوسو کیا کیا سوچتے رہتے ہو۔" طلال نے سمجھتے دونوں کو گھورا

"ہاں تو تم کیوں لیلیٰ کی طرح ٹسوے بہا رہے تھے اگر کوئی لڑکی کا چکر کے توبہ ابھی اٹھوالا تا

ہوں۔۔"

سکندر نے سکون سے کرسی پر پھیل کر بیٹھتے ہوئے کہا تو حیدر کا چھت پھاڑ قہقہہ گونج اٹھا

"بکواس نہیں کر اب ہر کوئی آفان بجا بھی کی طرح تو معصوم نہیں ہو سکتا نہ یہ تو مجھے ہی

کڈ نیپ کروالے گی"

طلال نے جلے دل سے کہا تو سکندر کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی آفان کے نام پر

www.urdu novels mania.com

"مطلب دال میں ضرور کچھ کالا ہے۔۔"

سکندر نے آنکھیں چھوٹی کرتے مشکوک لہجے میں پوچھا تو طلال نے بے بسی سے حیدر کو

دیکھا جو کندھے اچکا کر موبائل پہ آتی کال کی طرف متوجہ ہو گیا

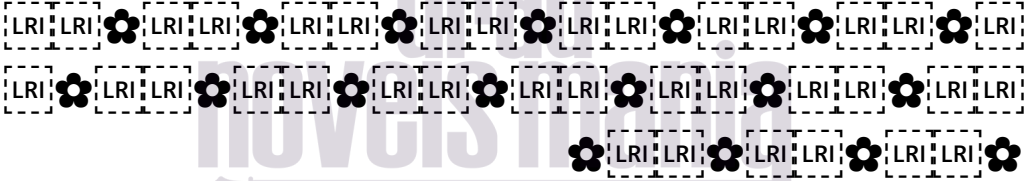
"جی بابا۔۔؟"

حیدر نے کال اٹھاتے پوچھا جب دوسری طرف سے من ویر صاحب کے کچھ کہتے وہ او کے کہتا کال ڈسکنیکٹ کرتا ان دونوں کی طرف متوجہ ہوا

"اچھا یا تم لوگ بیٹھو مجھے گھر جانا ہو گا بابا نے ارجنٹ بلایا ہے۔۔۔"

وہ اپنی چیزیں اٹھاتا دونوں کو گلے ملتا باہر نکل گیا تو سکندر نے طلال کو گھیر لیا

جب وہ سب آہستہ آہستہ بتاتا چلا گیا



www.urdu novels mania.com

"یہ وقت ہے تمہارے گھر آنے کا۔۔؟"

رانا صاحب مسلسل ان کا انتظار کر رہے تھے جواب رات کے ڈھائی بجے گھر آئی تھیں

"ہاں تو کیا ہوا وقت کو اور ویسے بھی میرا کوئی وقت نہیں ہوتا میں جب دل کرے آؤں جب دل کرے جاؤں تمہیں کوئی مسئلہ نہیں ہونا چاہیے۔۔"

وہ غصے سے کہتی آگے بڑھیں جب رانا صاحب کی آواز نے ان کے قدم جکڑے
 "تم بیوی کو میری کیسے نہ پوچھوں کہ کہاں جاتی ہو کہاں سے آتی ہو۔۔"
 وہ غصے سے چلاتے ہوئے بولے

"ہں بیوی۔۔؟
 اوپس یہ کیا بول دیا آپ نے۔۔ آپ کو غلطی لگ رہی ہے میں کب سے آپ کی بیوی ہو گئی۔۔؟
 ہہممم نہیں نہیں مجھے تو یاد نہیں آ رہا کہ ہمارا کوئی ایسا رشتہ ہے۔۔"
 وہ طنزیہ کہتے سوچتے ہوئے بولیں تو رانا صاحب نے بے بسی سے انہیں دیکھا

"دیکھو فرخندہ تم سمجھنے کی کوشش کرو۔۔"

وہ بے بس سے کہتے ان کا ہاتھ پکڑ کر بولے جسے وہ اگلے ہی لمحے جھٹک چکی تھیں غصے اور نفرت سے

"نوفرخندہ نہیں فری فرخندہ بیگ تو تب کی مرچکی ہے جب آپ نے اپنے بزنس کو بڑھانے کے لیے اس کے جسم کو دعوتِ نظارہ بنا دیا تھا سب کے لیے تب ہی مر گئی تھی وہ۔۔"

وہ زہر خند لہجے میں کہتیں انھیں بہت کچھ باور کروا گئیں

"مجھے معاف کر دو پلیز دیکھو میں یوں اپنے گھر کو اجڑتا ہوا نہیں دیکھ سکتا جس اولاد کے لیے میں نے حرام حلال کی تمیز تک بھلا دی آج وہی اولاد میری دولت کو ہاتھ تک لگانا پسند نہیں کرتی۔۔"

وہ روتے ہوئے ان کے سامنے ہاتھ جوڑ کر بولے

"غلط میری اولاد کو اس سب میں نہ گھسیٹیں رانا صاحب وہ معصوم ہیں میرا بیٹا جو محض چار سال کا تھا آپ نے اسے اٹھا کر بورڈنگ میں ڈال دیا جس سے وہ اکیلا ہو کر رہ گیا ہے یہاں تک کے اپنی ماں کو غلط سمجھتا ہے اور میری بیٹی جو اس گھر میں رہ کر یتیموں کی طرح پلی

بڑھی ہے کیوں کہ اس کی ماں کو اس کا باپ اپنے ساتھ بزنس پارٹیز میں کے جاتا تھا تا کہ اس کا بزنس ترقی کر سکے اور وہ معصوم پورہ پوری رات انتظار کرتے سو جاتی کہ کب اس کی ماں آئے اور اسے سینے سے لگا کر سلائے۔۔۔"

وہ۔ غصے اور بے بسی سے پھٹ پڑیں ان کے سامنے
 "بب بس کر دو فرخندہ میرا دل پھٹ جائے گا۔۔۔"
 وہ کانپتے ہوئے ہاتھوں سے انھیں خاموش کرواتے ہوئے بولے

"کیوں ہمت نہیں اپنا اصلی چہرہ دیکھنے کی۔۔۔؟"

میں نے اور میری اولاد نے یہ سب برداشت کیا ہے رانا صاحب کرن کو دیکھا ہے آپ
 نے کبھی۔۔۔؟

کیوں کہ وہ سامنا ہی نہیں کرنا چاہتی آپ کا نہ ہی میرا کیوں کہ وہ ہمیں اپنا گناہگار سمجھتی
 ہے۔۔۔"

وہ کہتی ہوئی آنسوؤں کو آنکھوں سے نکلتا دیکھ کر اپنے کمرے کی طرف چلی گئیں جبکہ رانا
 صاحب وہیں شکست خوردہ سے صوفے پر ڈھے گئے

فرخندہ کا ایک ایک لفظ انھیں کسی چابک کی طرح اپنے جسم پر محسوس ہوا تھا

سسی تو بول رہی تھیں وہ پیسہ کمانے کی چاہ میں وہ اتنے اندھے ہو گئے نہ اپنی اولاد کو ہی فراموش کر بیٹھے اور اس کا احساس انھیں اب ہو رہا تھا جب سب کچھ ہاتھ سے ریت کی طرح سرک گیا تھا اس سے تو اچھا تھا کہ وہ غریب ہی رہتے ان کے پاس ان کی اولاد تو ہوتی مگر اب ان کا۔ بیک بیلنس تو بہت اونچا تھا مگر وہ خود کو پستیوں میں گرا ہوا محسوس کر رہے تھے



حیدر گھر آتے کی سیدھا جنت کے کمرے میں آیا تھا جہاں جنت اور من ویرا سی کا انتظار کر رہے تھے

"کیا ہوا میری ڈارلنگ کو چہرہ کیوں مرجھایا ہوا ہے کہیں بابا نے تو کچھ نہیں کہا۔۔؟"

وہ کمرے میں آتا جنت کے پاس بیٹھتا پیار سے بولتا آخر میں مشکوک نظروں سے من ویر کو دیکھ کر بولا جو حیرانگی سے اسے دیکھ رہے تھے

"زیادہ دورے ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے میری بیوی ہے وہ دور رہا کرو اس سے تم سے زیادہ فکر ہے مجھے اس کی۔"

وہ قریب آتے غصے سے کہتے اس پر چڑھ دوڑے جبکہ جنت تو ان کا جنونی روپ دیکھ کر حیدر کے سامنے شرمندہ ہو کر رہ گئیں

"ہاں تو آپ بھی دور رہا کریں میری اماں ہیں وہ آپ بھی ہر وقت ان کے پیچھے رہتے ہیں۔"

وہ شرارت سے کہتا جلدی سے بیڈ کے کی دوسری طرف اتر گیا

"روکو بد معاش اتنے بڑے ہو گئے ہو لیکن شرم نہیں آتی باپ سے ایسی باتیں کرتے ہوئے ماں کا ہی لحاظ کر لو"

اس کی طرف جاتے ہوئے وہ دانت پیس کر بولے

"من بس کریں آپ بھی بچوں کی طرح ری ایکٹ کر رہے ہیں۔۔"

وہ بلش کرتیں اپنی خفت چھپانے کو غصے سے بولیں تو من ان کا خوبصورت چہرہ دیکھ
مبہوت رہ گئے جلال سرخ ہو رہا تھا

"میں کچھ نہیں دیکھ رہا بلکل بھی نہیں۔۔"

حیدر اپنے باپ کو دیکھتا ایک دفعہ پھر سے ہانک لگاتا بولا تو وہ بمشکل جنت کے چہرے سے
نظریں ہٹاتے اس کی طرف متوجہ ہوئے جو بے شرموں کی طرح دانت نکالے انہیں ہی
دیکھ رہا تھا

"اچھا بس حیدر ادھر آؤ تم مجھے ضروری بات کرنی ہے تم سے۔۔"

اس سے پہلے کے من ویر کچھ کہتے جنت جلدی سے دونوں کو خاموش کروائیں حیدر کو اپنے
پاس بلاتے ہوئے بولیں تو وہ بھی سنجیدہ ہوتا ان کے قریب آ کر بیٹھ گیا

"حیدر میں نے اور تمہارے بابا نے تمہارے لئے لڑکی پسند کی ہے تمہیں کوئی اعتراض تو
نہیں یا تم کسی اور کو تو پسند نہیں کرتے۔۔؟"

جنت اس کا ہاتھ تھا مے اپنے دل کی بات بتاتے آخر میں کسی خدشے کے تحت بولیں تو وہ سانس خارج کرتا ان کی طرف متوجہ ہوا

"مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن میری ایک شرط ہے۔۔"

وہ سیریس ہوتا ان کی طرف دیکھ کر بولا

"کیسی شرط؟ بتاؤ جلدی سے۔۔"

جنت جلدی سے کہتیں اسے دیکھنے لگیں

"آپ کو قبول کرنا ہو گا کہ۔۔"

وہ بات اُدھوری چھوڑ کر ان کی طرف دیکھنے لگا

www.urdu novels mania.com

"کہ۔۔ بولو بھی رک کیوں گئے۔۔"

جنت جلدی سے بولیں

"کہ آپ مجھ سے زیادہ پیار کرتی ہیں بابا سے بلکل نہیں۔۔"

وہ منہ بناتا بچوں کی طرح بولا جب سیریس ہو کر سنتے من ویر کو دھچکا لگا تھا اس کی بات پر

"حیدر میری بیوی سے دور رہا کرو ورنہ میں تمہیں اٹھا کر باہر پھینک دوں گا اپنے گھر سے۔۔"

من ویر دانت پیستے ہوئے بولے توحید نے ناک سے مکھی اڑائی اور اب دونوں جنت کو گھور رہے تھے جو بے بسی سے دونوں باپ بیٹے کو دیکھ رہی تھیں جو ہمیشہ انہیں مشکل میں ڈال دیتے تھے

"مجھے نہیں پتہ جائیں دونوں یہاں سے مجھے بات ہی نہیں کرنی کسی سے۔۔۔"

وہ غصے سے ناراض ہوئیں منہ پھلا کر بیٹھ گئیں

تو دونوں کا چھت پھاڑ قہقہہ گونج اٹھا روم میں جس پہ انہوں نے خفگی سے دونوں کو دیکھا

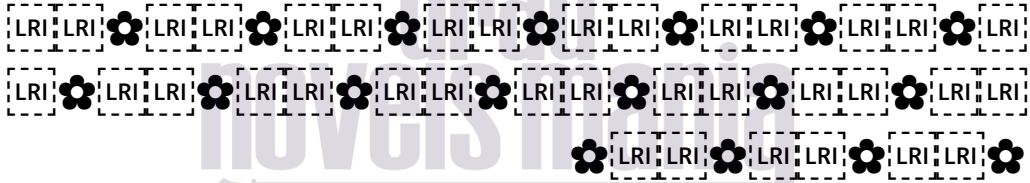
"اچھا جانو ناراض تو نہ ہوں مجھے کوئی اعتراض نہیں آپ بس دن بتادیں نکاح کا بندہ ناچیز حاضر ہو جائے گا آپ فکر نہ کریں۔۔"

وہ ان کے دونوں ہاتھ چومتا عقیدت سے بولا تو جنت نے مسکرا کر اس کا ماتھا چوما

"اچھا میں جاؤں فریش ہولوں اور ایک اور بات اپنا خیال رکھیے گا آج کل کے بڑھے کافی ٹھر کی ہو گئے ہیں۔۔"

وہ اٹھتا ہوا دروازے کے پاس جا کر بولتا جلدی سے باہر بھاگ گیا جبکہ پیچھے جنت اس کی بات سمجھتی ہنس ہنس کر بے حال ہو رہی تھی جو جاتے جاتے بھی اپنے باپ کو چڑانا نہیں بھولا تھا

سن دونوں کا رشتہ باپ بیٹے سے زیادہ دوستوں کا تھا اسی لیے وہ دونوں ایک دوسرے سے بہت فرینک تھے اور یہی تو جنت کے گھر کی رونق تھی جو جلد ہی دوبالا ہونے والی تھی روہاب کی بدولت



www.urdu novelsmania.com

روہاب گم صم سی کھڑکی میں کھڑی چاند کو دیکھ رہی تھی جب دروازہ ناک کر کے تائشہ اس کے کمرے میں داخل ہوئی

"کیا سوچ رہی ہو حبیبِ روحی۔۔؟"

اس کے قریب آتے تاشی نے پیچھے سے اسے اپنے حصار میں لیتے کہا تو وہ ہوش میں آئی

"کچھ نہیں کچھ ہے ہی نہیں سوچنے کے لیے زندگی رک سی گئی ہے تاشو۔۔"

اس کی طرف مڑتی وہ اس کے کندھے پر سر رکھتی افسردگی سے بولی جب تائشہ نے نرمی سے اسے اپنے حصار میں لیا

"یار ایک تو یہ یونیورسٹی والوں نے جان کھائی ہوئی اور ایک تم ہو پتا نہیں کب آؤ گی میرا بھی دل نہیں کرتا تمہارے بغیر جانے کا۔۔"

وہ اسے اپنے ساتھ لیے بیڈ پر بٹھاتے ہوئے منہ بنا کر بولی
"میرا دل نہیں کرتا یونیورسٹی جانے کا یا میں کب تک تم لوگوں پر بوجھ بن کر رہوں گی مجھے جلد ہی کوئی انتظام کرنا پڑے گا اپنے رہنے کا۔۔"

وہ اپنے ہاتھوں کو گھورتی ہوئی بولی جانتی تھی تائشہ اس پر غصہ کرے گی مگر وہ حقیقت کو نہیں جھٹلا سکتی تھی

"ہمیں بہت دکھ ہوا یہ سن کر کہ ہماری بیٹی ہماری اتنی محبت کو بوجھ کا نام دے گی۔۔"

اس سے پہلے کہ تائشہ کچھ بولتی دروازے سے آتی جنت دکھ سے بولیں تو روہاب خواجہ شرمندہ ہوتی نظریں چراگئی

"ایسی بات نہیں آنٹی میں بس کسی کو دکھ نہیں دینا چاہتی اسی لیے بس۔۔"

وہ نظریں چراتے ہوئے بولی

"ہم تو آپ کو اپنی بیٹی کہنے ہی نہیں ماننے بھی لگے تھے لیکن آپ نے تو ہمارا مان ہی توڑ دیا آج اس لیے ہم کس حق سے فیصلہ کریں آپ کے لیے۔۔"

جنت دکھ سے کہتیں اٹھ کر جانے لگیں جب روہاب نے ٹرپ کر ان کا ہاتھ تھاما

"آنٹی نہیں پلیز ہمیں معاف کر دیں ہم آپ کا دل نہیں دکھانا چاہتے آپ ہماری ماماں کہ طرح ہیں آپ کو کہیں گے ہم مانیں گے۔۔"

روہاب جلدی سے ان کا ہاتھ پکڑ کر رسان سے بولی مبادا کہیں وہ ناراض ہی نہ ہو جائیں

"تو ٹھیک ہے پھر ہم نے آپ کا اور حیدر کا نکاح رکھا ہے جمعہ والے دن ہمیں پتہ ہے آپ انکار نہیں کریں گی۔۔"

جنت اس کے پاس بیٹھتی اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام کر بولیں تو کچھ دیر وہ شاک میں انہیں دیکھتی رہی اور پھر بمشکل خود جو سنبھالتی گردن ہاں میں ہلا گئی تو جنت خوشی سے اس کا ماتھا چوم کر باہر نکل گئی تاکہ من ویر کو یہ خوشخبری سنا سکے

"یار مجھے چٹکی کا ٹوئیں کہیں خواب تو نہیں دیکھ رہی۔۔؟"

تاشی کی صدمے سے بھرپور آواز کمرے میں گونجی تو روہاب نے منہ بناتے اسے دیکھا جسے جلدی سے تانشہ نے خود میں بھیختے چوم ڈالا

"افففف یار میں بہت خوش ہوں تم ہمیشہ میرے پاس رہو گی میری تو دلی مراد پوری ہو گئی اب مزہ اچکھائیں گے اس آسٹریلیا کے بندر کو وہ بھی مل کر ہائے میرا ٹیڈی بنیر رضیہ کی بیٹی کو دے دیا تھا اٹھا کے اور وہ میرا طوطا اسے گنجا کر کے بٹھا دیا اور آتے جاتے اسے گنجا پاپی بولتے ہیں۔۔"

تائشہ خوشی سے چلاتی آخر میں اپنے دکھڑے یاد کرتی منہ بناتی ہوئی بولی جبکہ روہاب اس کی پٹر پٹر سنتی منہ کے زاویے بنا رہی تھی



ابراہیم کو آفس جوائن کیے ایک ہفتہ ہو چکا تھا اس ایک ہفتے میں وہ اپنے کام سے سب کو متاثر کر چکا تھا ابھی بھی وہ بیٹھا کام کرنے میں مصروف تھا جب اس کے کین کا دروازہ کھول کر حرا اندر داخل ہوئی

"مسٹر ابراہیم آپ کی ہیلپ چاہئے ہمیں۔۔"

اس کی طرف آتی وہ مصروف سے انداز میں بولی چہرے پر میک اپ کیے ہر ہتھیار سے لیس وہ ابراہیم کو میک اپ کی دوکان لگتی تھی جو کدو کی وقت اس کے سر پر منڈلاتی رہتی تھی

"جی فرمائیں۔۔؟"

اس نے ٹھنڈے ٹھار لہجے میں ایک آئی برواٹھاتے ہوئے پوچھا

"اففففف آپ کا یہ ایک آنی برواٹھانا مجھے بہت پسند ہے ہم سے تو نہیں ہوتا یہ آپ کیسے کرتے ہیں۔۔۔؟"

وہ شوخ ہوتی کھلکھلا کر بولی تو ابراہیم کا دل کیا اس باہر نکال دے مگر وہ مجبور تھا

"مس حرا آپ کچھ پوچھنے آنی تھیں شاید۔۔۔"

وہ اسے یاد کرواتا ہوا الجھن سے بولا

"اوہاں میں یہ گرافس کے بارے میں پوچھنے آنی تھی۔۔۔"

وہ فائل ٹیبل پر رکھتی اس کی طرف جھکتے ہوئے بولی تو ابراہیم کو الجھن سی ہونے لگی اس کی

قربت سے

urdu
novels
mania

"آپ جائیں فائل آپ کو مل جائے گی۔۔۔"

وہ چنیر پیچھے کو کھسکا تاٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتا بولا تو وہ اس کے تیور دیکھتی بنا کچھ بولے باہر

چلی گئی تو وہ بھی سر جھٹکتا دوبارہ کام کی طرف متوجہ ہو گیا



چلتے ہوئے مجھ میں کہیں ٹھہرا ہوا تو ہے
رستہ نہیں، منزل نہیں، اچھا ہوا تو ہے!!

تعبیر تک آتے ہی تجھے چھونا پڑے گا
لگتا ہے کہ ہر خواب میں دیکھا ہوا تو ہے

مجھ جسم کی مٹی پہ ترے نقش کف پا
اور میں بھی بڑا خوش کہ ارے کیا ہوا تو ہے

میں یوں ہی نہیں اپنی حفاظت میں لگا ہوں
مجھ میں کہیں لگتا ہے کہ رکھا ہوا تو ہے

وہ نور ہو آنسو ہو کہ خوابوں کی دھنک ہو
جو کچھ بھی ان آنکھوں میں اکٹھا ہوا تو ہے

اس گھر میں نہ ہو کر بھی فقط تو ہی رہے گا
دیوار و درِ جاں میں سمایا ہوا تو ہے۔۔۔۔۔

طلا ل مسلسل الجھن کا شکار تھا دن بدن یہ لڑکی اس کے حواسوں پر سوار ہو رہی تھی اگر دور کرنے کی سوچتا تو سانسیں رکنے لگتی اور اگر پاس لانے کی سوچتا تو دل بے اختیار ہونے لگتا اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی وہ کرے تو کیا کرے انھیں سوچوں میں مصروف وہ لان میں ٹہل رہا تھا جب آہٹ پر پلٹ کر دیکھا تو پیچھے وہ سیاہ رنگ کے کپڑوں میں مسکراتی ہوئی اس کی طرف ہی آ رہی تھی

"ارے لال تم کیوں یہاں آئے ہو میں تمہیں وہاں ڈھونڈ رہی تھی۔۔"

وہ مسکراتی ہوئی پوچھنے لگی

"کیوں کوئی کام تھا کیا۔۔؟"

طلال دوبارہ سے گھاس پر چلتا ہوا بولا تو وہ نفی میں سر ہلاتی اس کے ساتھ ہی چلنے لگی

"تم اداس ہو۔۔؟"

خاموشی کو کرن کی آواز نے توڑا تھا

"ہممم تھوڑا سا۔۔"

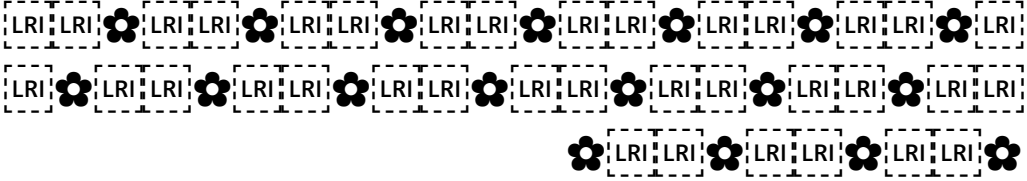
طلال ہاں میں سر ہلاتا بولا

"پریشانی کسی مسئلے کا حل نہیں ہوتی نہ ہی اداس ہونے سے کچھ حل ہوتا ہے جو کرنا ہے
بس کر گزرو اگر کامیابی نہ ملی تو تجربہ ضرور ملے گا اور کچھ نہ ہونے سے کچھ ہونا بہتر ہوتا
ہے۔۔"

اس کے ہمقدم چلتی وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولی تو تلال اسے دیکھ کر رہ گیا یقیناً یہ لڑکی
خود میں بہت کچھ چھپائے ہوئے تھی

"تم اپنے بارے میں بتاؤ کچھ۔۔"

طلال نے لب دانتوں میں دباتے ہوئے کہا تو کرن کے چلتے قدم رک گئے



جنت بہت خوش تھی ان کی سب سے بڑی خواہش پوری ہونے جا رہی تھی روہاب کو اپنے پاس رکھنے کی وہ بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ابھی بھی وہ سب انتظام اپنی نگرانی میں کروا رہی تھیں

"کیا کر رہے ہو فٹاٹ ہاتھ چلاؤ نہ۔۔ اور تم کب سے لگے ہو ابھی تک ڈیکوریشن نہیں ہوئی تم سے شام ہونے ہی والی ہے۔۔ اور آپ کیا کر رہے ہیں حیدر کو کال کریں وقت پہ آ جائے ہر وقت لیٹ ہوتا رہتا ہے۔۔"

ملازموں کو ہدایت دیتی وہ من ویر کی طرف جاتی ان سے بولیں تو وہ مسکرا دیے ان کی اس جلد بازی پر

"ریلیکس بیگم صاحبہ کیوں خود کو ہلکان کر رہی ہیں سب ہو جائے گا اور آپ کے لاڈلے کو بھی کال کر دی ہے وہ بھی ٹائم سے آجائے گا ابھی تو وہ کسی ضروری کام میں مصروف ہے اس لیے آپ سکون سے بیٹھیں اور یہ جو سپین۔۔۔"

ان کے کندھے کے گرد بازو حائل کرتے وہ انھیں تفصیل بتاتے فکر مندی سے بولے تو وہ مسکرا دیں ان کی اتنی پرواہ پر

"من میں ہمیشہ دعا کرتی ہوں کہ خدا آپ جیسا شوہر ہر لڑکی کو دے جو اتنا پیارا ہے صرف چہرے سے ہی نہیں بلکہ دل سے بھی۔۔۔"

وہ مسکراتی ہوئی سچے دل سے بولیں

"کیا بات ہے بیگم ویسے اتنی تعریف نہ کریں کیوں کہ بعد میں آپ جوان اولاد کا رونا کے کر بیٹھ جاتی ہیں لیکن اگر ایسے ہی کریں گی تو میں سب بھول جاؤں گا۔۔۔"

وہ زو معنی لہجے میں کہتے انہیں نظریں جھکانے پر مجبور کر گئے

"کیا من آپ بھی نہ کچھ خیال کریں بیٹے کی شادی ہو رہی اور باپ ہے کہ اس کا رومانس ہی نہیں جا رہا۔"

وہ بلش کر تیں انہیں آنکھیں دکھا کر بولیں تو وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑے ان کی اس ادا پر

چلتے ہوئے مجھ میں کہیں ٹھہرا ہوا تو ہے

رستہ نہیں، منزل نہیں، اچھا ہوا تو ہے!!

تعبیر تک آتے ہی تجھے چھوٹا پڑے گا

لگتا ہے کہ ہر خواب میں دیکھا ہوا تو ہے

مجھ جسم کی مٹی پہ ترے نقش کف پا

اور میں بھی بڑا خوش کہ ارے کیا ہوا تو ہے

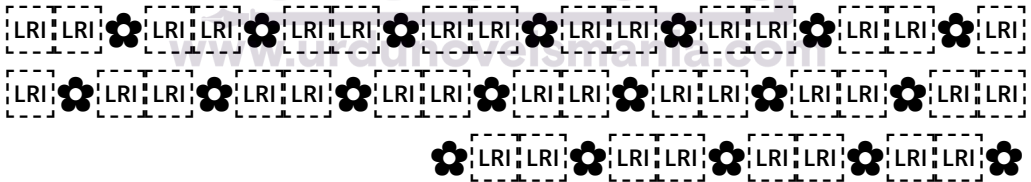
میں یوں ہی نہیں اپنی حفاظت میں لگا ہوں

مجھ میں کہیں لگتا ہے کہ رکھا ہوا تو ہے

وہ نور ہو آنسو ہو کہ خوابوں کی دھنک ہو
جو کچھ بھی ان آنکھوں میں اکٹھا ہوا تو ہے

اس گھر میں نہ ہو کر بھی فقط تو ہی رہے گا
دیوار و درِ جاں میں سمایا ہوا تو ہے۔۔۔۔۔

خوبصورتی سے کہتے وہ انھیں معتبر کر گئے تھے ان کا لفظ لفظ ان کے دلی جذبات کی ترجمانی کر رہا تھا جس پر سرشار ہوتے جنت نے ان کو کندھے پر سرٹکا کر خدا کا شکر ادا کیا تھا جس نے اتنا خوبصورت ساتھی ان کی قسمت میں لکھا



"روہاب یا کیا مسئلہ ہے بس کر دو نہ کیوں رو رو کہ مجھے پریشان کر رہی ہو اگر تم نہیں یہ نکاح کرنا چاہتی تو مجھے بتاؤ میں خود سب کو منع کر دوں گی لیکن میری جان میں تمہیں پریشان نہیں دیکھ سکتی۔۔"

تائشہ اس کے پاس بیٹھی کب سے اسے سمجھا رہی تھی مگر وہ تھی کہ کچھ بھی سمجھنے کو تیار ہی نہیں تھی بس روئے جا رہی تھی جب اکتا کر تاشی نے غصے سے کہا

"تائشہ اس وقت مجھے اپنے بابا جی بہت یاد آ رہی ہے انہوں نے بہت کچھ سوچا تھا میرے لیے لیکن میں ان کے بغیر کیسے زندہ ہوں یا رُم میرا دم گھٹ رہا ہے اپنی خوشی کے موقع پر اپنے باپ کا نہ ہونا کتنا تکلیف دیتا ہے یہ کوئی مجھ سے پوچھے۔۔"

وہ روتے ہوئے اپنی ڈارک براؤن بڑی بڑی آنکھیں اٹھائے کرب سے بولی

"میں تمہارا دکھ کم تو نہیں کر سکتی لیکن یا رُم رو کر ان کی روح کو تکلیف دے رہی ہو کوئی بھی ماں باپ اپنی اولاد کو روتا ہوا نہیں دیکھ سکتا لیکن تم مسلسل ان کی روح کو ازیت دے رہی ہو وہ کتنا ٹرپ رہے ہوں گے تمہیں اس حالت میں دیکھ کر۔۔"

تائشہ اس کے خوبصورت چہرے کو ہاتھوں میں تھامتی اس کے آنسو صاف کرتی اسے سمجھاتے ہوئے بولی تو روہاب سانس رو کے اسے دیکھنے لگی

"نک کیا میری وجہ سے ان کو تکلیف ہو رہی ہوگی۔۔؟"

وہ حراساں نظروں سے اسے دیکھتی ہوئی پوچھنے لگی تو تاشی نے ہاں میں سر ہلایا

"ہاں میری جان تمہارے آنسو انہیں تکلیف دے رہے ہوں گے بیشک وہ تمہارے ساتھ نہیں لیکن ان کی روح تو تمہارے آس پاس ہی ہے نہ جو تمہیں ایسے دیکھ کر ٹرپ رہی ہوگی۔۔"

تانشہ رسان سے کہتی اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تو وہ جلدی سے اپنے آنسو صاف کرنے لگی

"میں اب نہیں روؤں گی اگر خدا نے یہی میری قسمت میں لکھا ہے تو یہی سہی میں اپنے بابا کا خواب ضرور پورا کروں گی ڈاکٹر بن کے اور اب میں ان کی مضبوط بیٹی بن کر دکھاؤں گی۔۔"

وہ روئی روئی سرخ آنکھوں اور سرخ ہوئی ناک سے سوس سوس کرتی مسکرا کر بولی تو تائشہ کو
بے ساختہ ہی اس پر بہت زیادہ پیار آیا

"بلکل میری جان تم بن کر کیا دکھاؤ گی تم بہادر ہواب جلدی سے اٹھ کر فریش ہو جاؤ پھر
تمہیں اپنے ہاتھوں سے تیار کروں گی تمہارے پیاجی کے لیے تاکہ تمہیں دیکھتے ہی ان کا
دل تم سے محبت کرنے لگے۔۔"

تائشہ محبت سے اس کے دونوں گال چومتی شرارت سے بولی تو وہ جھینپ گئی

"ویسے مجھے تیاری کی ضرورت نہیں مجھے پتہ ہے کہ نکاح میں اتنی طاقت ہے کہ وہ خود بخود
میری طرف کھینچے چلے آئیں گے کیوں کہ خدا نے میاں بیوی کو ایک دوسرے کا سکون کہا
ہے تو پھر کوئی کیسے اپنے سکون سے دور رہ سکتا ہے۔۔"

وہ مسکرا کر کہتی تائشہ کو حیران کر گئی

"ارے واہ بنورانی تم تو بڑی سیانی نکلی لیکن ایک بات یاد رکھو اگر نکاح کے بعد تم نے پارٹی بدلی تو میں تمہارا قیمہ بنا دوں گی وکیل بہت چالاک ہے خبردار تم اس کی باتوں میں آئی تو۔۔۔"

مائشہ انگلی اٹھا کر اسے وارن کرتی ہوئی بولی تو دونوں کھلکھلا کر ہنس پڑیں



"کرن تم کیا کرتی پھر رہی ہو بیٹا کہاں ہو تمہیں پتہ بھی ہے کہ تمہارے ماں باپ کتنے پریشان ہیں تمہارے وجہ سے۔۔۔"

فون اٹھاتے ہی اسے اپنے باپ کی پریشانی میں ڈوبی آواز سنائی دی

"کیوں ڈیڈ کیا آپ کی بزنس میٹینگنز، پارٹیز، بینک سیلنس اور ٹوورز سے فرست مل گئی آپ کو۔۔؟ یقیناً کوئی کام ہوگا اسی لیے ہی فون کیا ہوگا تو بتائیں یہ نہ چیز کس طرح آپ کی مدد کر سکتی ہے۔۔؟"

وہ طنزیہ لہجے میں کہتی ان کے دل کو لہو لہان کر گئی

"کیسی باتیں کر رہی ہو تم باپ ہوں میں تمہارا مجھے فکر نہیں ہوگی تو اور کسے ہوگی۔۔؟" وہ غصے سے کہتے دانت پیس کر بولے

"اوپچا تو بیس سال میں اب جا کہ آپ کو یاد آیا کہ آپ ہمارے باپ ہیں۔۔ تب کہاں تھے آپ جب ہم پوری پوری رات آپ کی راہ تکتے سو جاتے تھے کہ آپ آئیں اور ہماری کامیابی پر ہمیں انعام دیں یا کوئی ایک فخریہ بول ہی بول دیں جب میرا بھائی ہاسٹل میں بخار کی حدت میں پڑا آپ کو اور آپ کی بیوی کو بلاتا تھا مگر آپ دونوں اپنی کامیابی کے نشے میں ڈوبے اپنی ہی اولاد کو فراموش کیے دنیا کی رنگینوں میں گم تھے۔۔"

وہ غصے سے کہتی چلائی تھی نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی آواز رند چلی تھی

"تو تم لوگوں کے لیے ہی کر رہا تھا نہ میں یہ سب تاکہ تم لوگوں کا فیوچر آسانوں میں گزرے۔۔"

وہ شکست خوردہ لہجے میں بولے تو کرن تلخہ سا مسکرائی

"آپ کو پتا ہے جب آپ دونوں میاں بیوی رات کو چلا تے تھے تو ایک پانچ سال کی بچی ڈر کر کونوں میں چھپ جاتی تھی یہاں تک کہ وہ ڈپریشن میں جانے لگی جس کا نوٹس آپ لوگوں نے کبھی نہیں لیا اور ایک دن جب میں کار کے سامنے بیہوش ہو کر گری تو کسی غیر نے مجھے بچا یا تب بھی آپ دونوں کو فرق نہیں پڑا پھر وہ مجھ سے ملنے آنے لگے تب بھی آپ لوگوں کو فرق نہیں پڑا نہ ہی آپ لوگوں نے کبھی جاننے کی کوشش کی کہ وہ کون ہے کیوں آتا ہے وہ چاہتا تو کچھ بھی کر سکتا تھا میرے ساتھ۔۔۔"

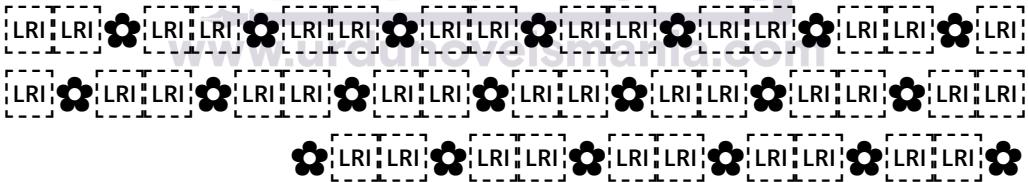
وہ دکھ سے کہتی مسلسل رو رہی تھی جبکہ فون میں سے اس کی سسکیاں سنتا اس کا باپ بہت پچھتا رہا تھا اپنے کیے اقدامات پر

"مجھے معاف کر دو بیٹا میں مر جاؤں گا اس تکلیف سے کہ میرے اپنے ہی بچے مجھ سے ناخوش ہیں۔۔۔"

وہ روتے ہوئے ملتتی لہجے میں بولے

"محرومیوں میں گھرے لوگوں کا فائدہ ہر کوئی آسانی سے اٹھا لیتا ہے اور یہی تلخ حقیقت ہے۔۔۔"

وہ کرب سے کہتی کھٹاک سے فون بند کر گئی جبکہ دوسری طرف اس کا باپ اس کے الفاظ کی گہرائی سمجھتا سکتے میں تھا اب تک



"کیا انا لڑائی میں ہوں؟"

تینوں کی بیک وقت چیخ نما آواز ہوٹل کی فضا میں گونجی تو سارے چہرہ موڑ کر ان کو دیکھنے لگے جو کھڑے ہوتے سکون سے بیٹھے حیدر پر چلائے تھے

"کیا کر رہے ہو پردے پھاڑو گے کیا میرے کانوں کے۔۔۔؟"

وہ سکون سے کہتا اپنے کان سہلاتا ہوا بولا

"ہمارا دل کر رہا ہے تیرا گلابا دیں تو کہتا ہے کان کے پردے نہ پھاڑ دیں۔۔۔"

طلال غصے سے دانت پیس کر بولا

"کچھ شرم ہوتی ہے حیا ہوتی ہے آج تیرا نکاح ہے اور تو غیروں کی طرح ہمیں بتا رہا ہے۔۔۔ اس سے اچھا تھا بتاتا ہی نہ یا نکاح کر کے بتا دیتا۔۔۔"

سکندر بھی غصے سے بولا دل تو کر رہا تھا اس کا قتل کر دیں مگر پھر بھی ضبط کیے بیٹھے تھے

"ارے یار آنیڈیا برا نہیں مجھے کیوں نہیں آیا میرے نکاح کے چھوڑے بچ جاتے خواہ مخواہ خرچہ ہو جائے گا۔۔۔"

وہ سوچتا ہوا پریشانی سے بولا تو وہ دونوں غصے سے اس پر جھپٹ پڑے پھر پورے کیفے میں حیدر کی آہو پکار تھی اور باقی سب کے قمقمے تھے جو اس کی حالت سے لطف اندوز ہو رہے تھے

"آہ بس کر دو گینڈو بھرے کیفے میں میری عزت کا بلا تکار کر دیا بغیر تو۔۔ آج نکاح ہے میرا منحو سو کسی پارلر میں لے کے جانے کی بجائے تم لوگ مجھے مار رہے ہو۔۔"

اپنا آپ چھڑواتا وہ دہائی دیتے ہوئے آخر میں دانت پیس کر بولا تو وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے منہ پھاڑ کر ہسنے لگے جبکہ حیدر منہ کھولے ہو نقوں کی طرح انہیں ہنستے ہوئے دیکھنے لگا کہ ایسا بھی کیا بول دیا میں نے

"تجھے کسی پارلر کے بھی جائیں تب بھی تو گدھا ہی رہے گا۔۔"

طلال ہنستے ہوئے پیٹ پکڑ کر بمشکل بولا تھا

"تم گینڈوں سے تو اچھا ہی ہے ہر وقت مجھ معصوم پر تشدد کرتے رہتے ہو ایسے ایسے کیس ٹھوکوں گا نہ کہ دونوں تھانے بیٹھ کر مجھے ہی یاد کرتے رہو گے ایڈووکیٹ علی حیدر نام ہے میرا۔۔"

حیدر نے شان سے کہا تو دونوں نے داد میں آئی برواچکا کر اسے دیکھا

"بکواس نہ کریہ بتا کہ کس سے ہو رہا ہے نکاح اور کب ہو ایہ سب۔۔؟"

سکندر سیریس ہوتا مدعے کی بات کر آیا تو وہ دونوں بھی سنجیدہ ہوتے اس کی طرف متوجہ ہوئے

"مجھے نہیں پتہ کون ہے کیسی ہے مجھے بس اتنا پتہ ہے کہ وہ میرہ ماں کی پسند ہے اور مجھے اپنی ماں کو خوشی دینی ہے۔۔ نکاح بھی ان کی وجہ سے ہی جلدی ہو رہا ہے پہلے جمعے کے روز کہا تھا مگر پھر چیخ کر کے آج ہی رکھ لیا"

وہ تفصیل سے بتاتا چائے کے گھونٹ بھرنے لگا

"یعنی تو نے ایک دفعہ بھی نہیں پوچھا کہ لڑکی کون ہے اور کیا کرتی ہے۔۔؟"

سکندر نے حیران ہوتے پوچھا تو وہ مسکرا دیا

"نہیں کیوں کہ مجھے میری ماں کی پسند پر یقین ہے جو عورت میرے لیے ایک سوٹ پسند کرنے کے لیے پورا بازار اہچھان مارتی ہے اس نے اپنے بیٹے کی بیوی ایسے ہی تھوڑی پسند کر لی ہوگی۔۔۔"

اس کے لہجے میں مان ہی مان تھا اپنی ماں کے لیے جسے محسوس کرتے وہ دونوں اس کی سوچ پر فخریہ مسکرائے تھے تبھی حیدر کے موبائل کا موبائل رنگ ہوا

"جی بیٹا کیا ہوا سب ٹھیک تو ہے۔۔۔؟" فون اٹھا تا وہ فکر مندی سے پوچھنے لگا جب دوسری طرف سے کچھ کہا گیا تو وہ پریشان ہوتا اٹھ کھڑا ہوا

www.urdu novels mania.com

"آپ پریشان نہ ہوں میں آتا ہوں۔۔۔"

وہ تسلی دیتا اپنی چیزیں اٹھا تا کال بند کرتا موبائل جیب میں رکھنے لگا

"کیا ہوا سب ٹھیک تو ہے۔۔۔؟"

طلال اور سکندر بھی کھڑے ہوتے پوچھنے لگے

"یاروہ چوہدری کے آدمی رخصانہ آنٹی کے گھر آ کر انہیں دھمکا رہے ہیں مجھے وہاں جانا ہوگا ابھی۔۔"

وہ پوری بات بتاتا پریشانی سے بولا
 "پاگل ہے تیرا نکاح کے کچھ دیر میں تو کہیں نہیں جائے گا میں خود جاؤں گا تو پریشان نہ ہو سکون سے گھر جا میں دیکھ لوں گا سب۔۔"

طلال غصے سے بولا تو حیدر اسے دیکھنے لگا

"پکا تو سنبھال لے گا نہ۔۔ کوئی مسئلہ تو نہیں ہوگا۔۔"

حیدر کسی خدشے کے تحت بولا تو تلال نے آنکھیں دکھائیں جس سے وہ سب مسکرا نے لگے اور پھر حیدر سکندر کو آنے کی تلقین کرتا تلال کو ضروری ہدایات دیتا کیفے سے باہر نکل گیا تو پیچھے پیچھے وہ بھی اپنے اپنے راستے چل پڑے

"دلہن آگئی دلہن آگئی۔۔"

آف وانٹ کلر کے سوٹ پر آف وانٹ ہی ویسٹ کوٹ پہنے حیدر مسکراتا ہوا صوفے پر بیٹھا باتوں میں مصروف تھا جب شور پر اس نے نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا جہاں جنت اور تانشہ کے درمیان وہ سچ سچ کر چلتی اس کی طرف آرہی تھی پیچ کلر کے سوٹ میں چہرے پر خوبصورت سا گھونگھٹ کیے ہوئے تھی جب جنت نے اسے حیدر نے سامنے والے صوفے پر بٹھایا تو وہ ہاتھوں کو آپس میں مسلنے لگی جو اس کی گھبراہٹ کو بیان کر رہا تھا جسے دیکھتے حیدر نے اپنی مسکراہٹ چھپائی تھی

"مولوی صاحب نکاح شروع کریں باقی سب کچھ بعد میں دیکھا جائے گا۔۔"

جنت نے مسکرا کر کہا تو سب کھلکھلا اٹھے ان کی جلد بازی پر جب مولوی صاحب نے مسکرا کر کہتے نکاح پڑھوانا شروع کیا

"روہاب بدر بنتِ بدر احمد آپ کو پچاس لاکھ روپے سکہ رائج الوقت میں علی حیدر ولد من ویر کے نکاح میں دیا جاتا ہے کیا آپ کو قبول ہے۔۔۔؟"

مولوی صاحب نے پوچھا تو جنت اور من ویر کو حیرانگی ہوئی تھی اس کا مکمل نام سنتے اور ساتھ ہی کئی طرح کے سوالات بھی کہ کیا وہ جانتی ہے اپنے ماں باپ کی حقیقت یا ان کا ماضی۔۔؟

"جی قبول ہے۔۔"

وہ انہی سوچوں میں الجھیں تھی جب روہاب کی کپکپاتی ہوئی آواز سنائی دی پھر دوسری اور تیسری دفعہ روہاب کے قبول کرنے کے بعد مولوی صاحب نے اس کے سائن لیے اور اسی طرح حیدر سے بھی قبولیت کے مراحل طے کروائے تو ہر طرف مبارک باد کا شور بلند ہوا تو جنت نے جھک کر اس کا ماتھا بوم اور اس کے آنسو صاف کرتے اسے خود میں بھینچا اور رر مشاء کو یاد کرتے خود بھی رو پڑیں

"اماں آپ تو نہ روئیں حیدر بھائی سے رہا نہیں جا رہا اپنی دلہن کو دیکھے بغیر آپ روح کو ان کے ساتھ بٹھائیں۔۔"

تائشہ منہ بنا کر کہتی آخر میں شرارت سے بولی تو جنت خود کو سنبھالتی مسکرا پڑیں اس کی چالاکی پر اور اٹھتی ہوئی روہاب کو حیدر نے ساتھ بٹھانے لگیں پھر ان کی نظر اتار کر خود سٹیج سے اتر کر مہمانوں سے ملنے لگیں

"جنت کھانا تو ہو گیا اب ہو کا منہ تو دکھا دو جس کے لیے ہم سب انتظار کر رہے ہیں بے صبری سے۔۔"

رشتہ داروں میں سے ایک خاتون ہنستے ہوئے بولی تو سارے ہوٹنگ کرنے لگے جب جنت نے مسکرا کر حیدر کو گھونگھٹ اٹھانے کا اشارہ کیا جسے سمجھتے وہ کھڑا ہوتا سینے پہ ہاتھ رکھ کر جھکا (یعنی غلام حاضر ہے) تو سارے کھلکھلا اٹھے اس کی حرکت پر تو وہ مسکرا کر روہاب کی طرف مڑتا تھوڑا سا جھکا اور آہستہ سے اس کا گھونگھٹ پلٹ دیا تبھی جنت نے بھی حرا ساں نظریں اٹھا کر اسے دیکھا تھا

urdu
novels mania

"حسین مصیبت۔۔"

حیدر نے لبوں نے آہستہ سے سرگوشی کی تھی جسے سنتے وہ فوراً سے نظریں جھکا گئی جسے دیکھتے حیدر کے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی اس کی اس ادا پر پیچ کمر کے سوٹ میں نفاست سے کیا گیا میک اپ اور اس پر اس کی بڑی بڑی آنکھیں جن ہر کسی کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی صلاحیت رکھتی تھیں ان کو مزید دو آتشہ بنائے وہ سراپا امتحان بنی ہوئی تھی

"حیدر بھائی ہٹ بھی جائیں کیا جم گئے ہیں۔۔"

ہجوم میں سے کسی کی شوخ آواز پر وہ ہوش میں آتا سا نڈپر ہوتا اپنی جگہ پر بیٹھ گیا تو خاندان کی عورتیں باری باری آتی اس کی تعریف کرتی تحائف دیتیں واپسی جانے لگیں



سب ایک دوسرے کہ ساتھ باتوں میں مصروف تھے جبکہ وہ بیزار سی بیٹھی تھی دل زور زور سے دھڑک رہا تھا اس کی قربت میں حالانکہ تب سے لے کر اب تک وہ ایک دفعہ بھی اس سے ہمکلام نہیں ہوا تھا مگر پھر بھی روہاب کی حالت غیر ہو رہی تھی اس کی اتنی سی قربت سے ہی

www.urdu novelsmania.com

"روہاب بیٹا آپ یہیں کھانا کھاؤ گے یا روم میں۔۔؟"

جنت ان کے پاس آتیں محبت بھرے لہجے میں گویا ہونیں تو حیدر بھی اس کی طرف متوجہ ہوا

"ممجھے روم میں جانا ہے میرا دل گھبرا رہا ہے۔۔"

اس کی ہلکی سی منمناہٹ جنت اور حیدر کو بمشکل سنائی دی جسے سنتے جنت ہاں میں سر ہلا گئیں کیوں کہ وہ اچھے سے جانتی تھیں کہ وہ نروس ہو رہی ہے اس ماحول سے اسی لیے اسے اٹھاتی اپنے ساتھ لیے سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئیں کیوں کہ روہاب، تائشہ، اور حیدر تینوں کے کمرے اوپر تھے جبکہ من ویر اور جنت کا بیڈ روم نیچے تھا

"چلو اب ریلیکس ہو کہ بیٹھ جاؤ اور ہاں چیلنج مت کرنا ابھی میں حیدر کو بھیجتی ہوں۔۔"

وہ محبت سے اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے بولیں تو روہاب کی جان لبوں پر آئی اسی سے بچ کر تو روم میں آئی تھی اور اب پھر سے

"نہیں۔۔"

www.urdu novels mania.com

بے اختیار ہی اس کے منہ سے نکلا تھا اسے خود بھی سمجھ نہیں آئی مگر جب جنت کا حیران چہرہ دیکھا تو سمجھ آئی کیا بول گئی ہے

"مم میرا مطلب مجھے ڈر لگ رہا ہے آنٹی مم میں نے آج تک کسی لڑکے سے بات نہیں کی سوائے بابا کے اور من انکل کے۔۔"

وہ گھبراہٹ پر قابو پاتی بمشکل بولی مگر پھر بھی زبان لڑکھڑا گئی

"میری جان میں سمجھ سکتی ہوں لیکن یہ ضروری ہے نکاح کے بعد تھوڑی دیر تک تم لوگ ساتھ رہو تاکہ خدا تم دونوں کے رشتے میں محبت شامل کر دے اور تم لوگ تھوڑا بہت ایک دوسرے کو جان بھی لو۔۔۔"

وہ اسے سمجھاتے ہوئے بولیں تو وہ لب دانتوں میں دباتی ہاں میں سر ہلا گئی

"انتظار کرو۔۔"

اس کا ماتھا چومتی وہ باہر چلی گئیں تو وہ اپنی گھبراہٹ پر قابو پاتی وہیں بیٹھ گئی اس کا انتظار کرنے مگر دل تھا کہ دھڑک دھڑک کر باہر آنے کو تھا جس کے شور سے گھبرا کر وہ پھر سے کھڑی ہو گئی اور بے ساختہ ہاتھ دل پر رکھا مگر بے سود

وہ اپنی ہی سوچوں میں کھڑی تھی جب دروازے پر دستک ہوئی تو وہ ڈر کر اچھل پڑی

"نک کم ان۔۔"

لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں اجازت دی گئی تو وہ آہستہ سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا اور پھر سے دروازہ لاک کر دیا جس سے روہاب کہ ماتھے کر پسینہ نمودار ہوا

"السلام و علیکم۔۔!"

پر سکون لہجے میں سلام کرتا وہ اس کی طرف بڑھا جو نظریں جھکائے کھڑی تھی

"وا علیکم السلام۔۔"

جواب دیتے ایک دفعہ پھر خاموشی چھا گئی

www.urdu novels mania.com

"بیٹھیں یا کھڑے رہنے کا ارادہ ہے۔۔؟"

حیدر نے اسے ہنوز کھڑے دیکھ کر سوال کیا تو وہ جلدی سے بیٹھ گئی کیوں کہ ٹانگیں پہلے ہی کانپ رہی تھیں اگر دو منٹ کھڑی رہتی تو ضرور گر جاتی

"آپ خوش ہیں اس نکاح سے مطلب کوئی زبردستی۔۔"

وہ کسی خدشے کے تحت بول رہا تھا جب روہاب نے درمیان میں ہی اس کی بات کاٹ دی

"نہیں ایسا کچھ بھی نہیں میں خوش ہوں اس نکاح سے۔۔ اتنی عزت ملنے پر کون خوش نہیں ہوتا۔۔"

وہ رسان سے کہتی خاموش ہو گئی توحید نے ہاں میں سر ہلایا

"مہندی دکھائیں مجھے۔۔"

سرگوشی نما آواز میں فرمائش کی گئی تو روہاب نے دونوں ہاتھ اس کے سامنے کیے جن میں لگی مہندی کافی گہری تھی

www.urdu novels mania.com

"ماشاء اللہ بہشت تہنت خوبصورت ہے۔۔"

تعریف کی گئی جسے سنتے نا جانے کیوں روہاب کو خوشی ہوئی تھی لیکن اچانک لائٹ بند ہو گئی

"یہ کک کیا ہوا لائٹ کیوں بند ہو گئی۔۔؟"

خوف سے کہتے وہ مزید حیدر کے قریب کھسک آئی جسے محسوس کرتے اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی

"تاکہ ہم دونوں پیار کر سکیں۔۔ پہلی دفعہ لائٹ جانے پر مجھے اتنی خوشی ہوئی ہے۔۔"

آہستہ سے کہتا وہ اسے خود میں بھیج گیا تو روہاب کی حالت مزید غمیر ہو گئی جس کے ہاتھ اس کے سر پر پن کیے دوپٹے کو کھولنے میں مصروف تھے

"مجھے گھبراہٹ ہو رہی ہے۔۔"

روہانسی آواز کمرے میں گونجی

"اب نہیں ہوگی حسین مصیبت۔۔"

پیار سے کہتے اس کا دوپٹہ الگ کر دیا اور ساتھ ہی اس کے بال بھی کھول دیے جو اس کی کمر پر پھیل گئے جس سے شیمپو کی خوشبو ارد گرد پھیل گئی اب وہ اس کی ساری جولری اتار چکا تھا جبکہ روہاب گھبرائی سی آنکھیں کھولے اسے دیکھنے کی تگ و دو میں تھی کیوں کہ پورا کمرہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا اس لیے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا

"تمہاری آنکھیں مجھے بہت پسند ہیں۔۔۔"

اس کی دونوں آنکھوں کو باری باری چومتا تھا

"اب آپ جائیں آنٹی کیا سوچیں گی۔۔۔"

گھبراتے ہوئے بمشکل کہا تو حیدر نے اپنی ہنسی دبائی

"کچھ نہیں سوچیں گی وہ باہمی سوچ رہی ہوں گی کہ لگتا ہے بہو آنے نہیں دے رہی بیٹے کو۔۔۔"

حیدر نے بمشکل ہنسی کا گلا گھونٹ کر جواب دیا اور سر اس کے کندھے پر رکھا

"نہیں نہیں مم میں تو بول رہی ہوں جائیں آپ۔۔۔"

وہ رونے والی ہو گئی اس کے الزام پر جبکہ قفقہ ضبط کرنے کے چکر میں وہ ہونٹ اس کی گردن پر رکھ گیا مگر وہ اتنی پریشان تھی کہ کچھ سمجھ ہی نہیں آیا لیکن اس کو مزید گستاخیاں کرتے دیکھ اس کی جان لبوں پر آئی تھی

"تک کیا کر رہے ہیں۔۔۔"

اس کے کندھے کو پکڑتے وہ نڈھال ہوئی تھی مگر وہ تودہ ہوش ہو چکا تھا اس کی قربت میں اس لیے اس کا سر تکیے پر رکھے وہ اس کے چہرے کے نقوش کو اپنے ہونٹوں سے چھو رہا تھا جب روہاب نے ہمت کرتے اس نے ہونٹوں پر ہاتھ رکھا

"نن نہیں کریں ہمارا دل پھٹ جائے گا۔۔"

وہ اب صحیح معنوں میں رونے والی تھی جب حیدر نے اس کا ہاتھ ہٹاتے چوما تھا اور پھر آہستہ سے اس کے ہونٹوں کو چھو تا وہ خاموشی سے پیچھے ہٹ گیا جب کے وہ ہنوز ویسے ہی لیٹی تھی

"کیا وہ ناراض ہو گیا۔۔"

سوچتے اسے مزید رونا آنے لگا کیوں کہ ابھی تو ان کا نکاح ہوا تھا اور وہ ابھی سے اسے ناراض کر گئی تھی اس سے پہلے کے وہ باہر جاتا روہاب نے جلدی سے اس کا ہاتھ تھاما اور سامنے آتی اس کے گلے لگ گئی جبکہ وہ تو حیران سا اسے دیکھ رہا تھا جو شاید رو رہی تھی کیوں کہ حیدر کو اپنی شرٹ پر نمی محسوس ہوئی تھی

"کیا ہوا روہاب سوری یار میں تمہیں ہرٹ نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔"

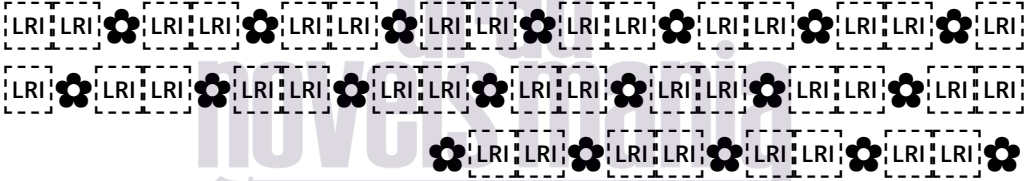
اس کے گرد بازو حائل کرتے وہ پریشان ہوا تھا

"آپ ناراض ہو گئے نہ مجھ سے۔۔؟"

وہ روتی ہوئی پوچھ رہی تھی

"ارے نہیں پاگل لڑکی میں کیوں ناراض ہونا ہے اپنی اتنی کیوٹ بیوی سے۔۔"

وہ سمجھ رہا تھا کہ وہ ڈر گئی ہے اس کی ناراضگی کے خوف سے اس لیے اسے پرسکون کرنے لگا



www.urdu novelsmania.com

طلال ابھی تھا کہ ہارا گھر آیا تھا سب معاملات دیکھتے اسے کافی دیر ہو گئی تھی اسی لیے وہ حیدر کے نکاح میں بھی نہیں جاسکا جس کا اسے کافی دکھ تھا ابھی بھی وہ گاڑی پارک کر کے گھر میں داخل ہوا جہاں ہر طرف خاموشی کا راج تھا بھوک بھی بہت زیادہ لگی تھی اور نیند بھی آرہی

تھی اس لیے وہ کھانے کا ارادہ ترک کر تا چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اپنے کمرے کی طرف جا رہا تھا جب کچن میں سے کچھ گرنے کی آواز آئی تو وہ حیران ہوتا اس طرف گیا جبکہ اگلا منظر دیکھ کر اس کی آنکھیں ابل پڑیں اس کا اتنا صاف ستھرا کچن اس وقت اپنی حالت پر رو رہا تھا ایک طرف آٹے سے قوالی کی گئی تھی جب کہ دوسری طرف چولیس کے پاس کھڑے وہ دونوں خود کسی چیز پر بحث و مباحثے میں مصروف تھے

"یہ کیا ہے سب..؟"

صدمے سے بھرپور آواز کچن میں گونجی تو ان دونوں نے پلٹ کر دیکھا جہاں وہ حیران سا کھڑا ان دونوں کو دیکھ رہا تھا

"ارے لال آؤ نہ ہمیں بھوک لگ رہی تھی اس لیے کچھ بنانے آئے تھے لیکن یہاں انکل پہلے ہی لگے ہوئے تھے۔۔ تو میں بھی ان کے ساتھ ان کی ہیلپ کرنے لگی"

وہ چمک کر کہتی اس کی طرف بڑھی جب طلال نے غصے سے کا بازو دبوا

"دفع ہو جاؤ اپنے کمرے میں اور آئند میرے کچن میں قدم بھی مت رکھنا ورنہ جان لے لوں گا تمہاری۔۔"

وہ اس کے منہ پر دھاڑا تھا جب وہ خوف سے آنکھیں بند کیے منہ پر ہاتھ رکھ گئی اسے اندازہ نہیں تھا کہ وہ اتنا شدید رد عمل ظاہر کرے گا شک تو بدر صاحب بھی تھے کہ آخر ایسا بھی کیا کر دیا اس نے کس پر اتنی سختی سے پیش آنا پڑے

ہوش تو تب آیا جب وہ اسے دھکا دیتی روتے ہوئے اپنے کمرے میں بھاگ گئی۔۔

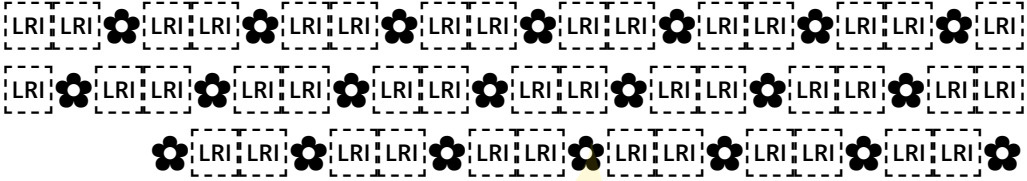
"ڈیم اٹ۔۔"

غصے سے کہتے اس نے اپنے بال مٹھیوں میں جکڑے یقیناً وہ بہت ہرٹ کر گیا تھا اسے جب نظر سامنے کھڑے اپنے باپ پر پڑی تو مزید شرمندگی نے آن گھیرا

"بابا میں بس۔۔"

اس سے پہلے کہ وہ اپنی صفائی پیش کرتا بابا نے ہاتھ اٹھا کر اسے خاموش کروادیا اور سائیڈ سے منکلتے اپنے کمرے میں چلے گئے پیچھے وہ اکیلارہ گیا

نظر چولے کی طرف گئی جہاں وہ دونوں کچھ دیر پہلے کھڑے مسکرا رہے تھے غصے سے دیوار پر مکا مارتا وہ بھی باہر نکل گیا دل تو کیا اسے منا کے مگر پھر انا آڑے آگئی تو خاموشی سے اپنے کمرے میں آتا دروازہ بند کر گیا



ابراہیم کو یہاں کام کرتے دو ماہ ہو گئے تھے اور ان دو ماہ میں وہ اپنی محنت سے ایک الگ مقام حاصل کر چکا تھا اس لیے اسے ایک پراجیکٹ کا ہیڈ بنا دیا گیا تھا جس کے لیے نئے ورکرز کو اپائنٹ کرنا تھا جن کے انٹرویو وہ آج خود لے رہا تھا ابھی تک وہ بیس لوگوں کو ریجیکٹ کر چکا تھا

www.urdu novelsmania.com

"مے آئی کم ان سر۔۔؟"

کانفیڈینس سے بھرپور آوازان کے کانوں میں گونجی تو سب نے دروازے کی طرف دیکھا جہاں فائل ہاتھ میں پکڑے عبایا پہنے ساتھ ہی حجاب کو سٹائل سے سیٹ کیے وہ سامنے کھڑی تھی جب اس نے ہاں میں سر ہلاتے اسے اجازت دی

"سیٹ ڈاؤن۔۔"

بھاری گھمبیر آواز میں بیٹھنے کی اجازت دی گئی

"مس تائشہ من ویر۔۔ آپ ایک میڈیکل کی سٹوڈنٹ ہیں آپ کو نہیں لگتا جاب کے لیے آپ کو اپنی ہی فیلڈ چوز کرنی چاہیے۔۔؟"

نظریں اس کی سی وی کرٹکائے ہی اس نے سوال پوچھا جسے تائشہ نے کافی تحمل سے سنا تھا

www.urdu novels mania.com

"آئی ڈونٹ تھنک سو سر کیوں کہ جس کیٹا گری کے لیے آپ کو ورکرز چاہئے اس میں میں ہائیلی کو ایفائیڈ ہوں کیوں کہ سول انجینئرنگ کا تھری ایئر کا ڈپلومہ ہے میرے پاس اور

کمپیوٹر بیجنٹ کا بھی اور ویسے بھی انجینئرنگ میری ڈریم جاب ہے اور میڈیکل میرا پیشہ اس لیے میں نے دونوں کو ساتھ بیچ کیا ہے۔۔۔"

اس نے تفصیل سے جواب دیا جب ابراہیم نے سی وی سائڈ پر رکھتے نظریں اس کے وجود پر ٹکائیں مگر وہ بنا کنفیوز ہوئے بیٹھی رہی

"آپ کو یہ عبا یا پہننے کی اجازت نہیں ہوگی۔۔۔"

اس نے سکون سے اسے شرط بتائی جسے سنتے اس کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے

"ایم سوری سر اس کے بغیر مجھے کوئی بھی جاب نہیں چاہئے۔۔۔ جزاک اللہ۔۔۔"

وہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی جسے دیکھتے ابراہیم نے ستائشی نظروں سے اسے دیکھا

www.urdu novels mania.com

"آپ کو نہیں لگتا جاب کے لیے آپ کو اپنا ایڈیٹیوڈ کم کرنا چاہیئے۔۔۔؟"

ابراہیم کی آواز نے اس کے قدم جکڑے

تو وہ مسکرا کر پلٹی اور اس کی طرف دیکھتی گویا ہوئی

"عورت کی عزتِ نفس ہی اس کے کردار اور لہجے کی پیشنگی کی وجہ ہوتی ہے پھر چاہے لوگ اسے ایٹیٹیوڈ کا نام دیں یا غرور کا فرق نہیں پڑتا۔"

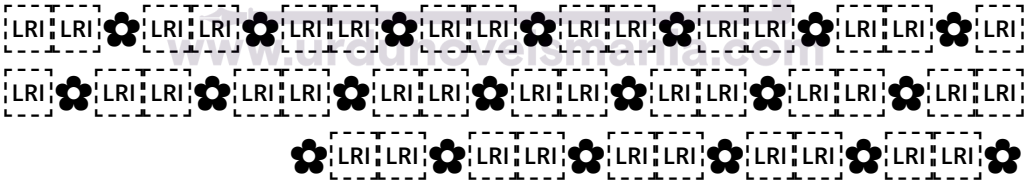
وہ تحمل سے کستی باہر نکل گئی جبکہ اپنے لفظوں کا سحر وہاں موجود شخص پر ضرور چھوڑ گئی تھی

"سر نیکیسٹ کو بلائیں۔۔؟"

پاس بیٹھے ور کرنے پوچھا تو وہ ہوش میں آیا

"نہیں باقی انٹریوکل کے لیے رکھو۔"

وہ کہتا اٹھ کھڑا ہوا تو باقی سب بھی اس کے ساتھ ہی اٹھ گئے



"کیا بنا میرے کام کا ایک لڑکی لانے کا کہا تھا میں نے اور تو خالی ہاتھ لٹکا کے چلا آیا جانتا نہیں میں کتنی بے صبری سے انتظار کر رہا تھا اس کا۔۔"

اپنی مونچھوں کو تاؤ دیتے اس نے غصے سے کہا تو سامنے کھڑے اس کے خاص آدمی نے بے بسی سے اسے دیکھا

"سائیں وہ دولٹ کے ہر وقت اس کے گھر کے آس پاس رہتے ہیں ایک وکیل ہے اور دوسرا پولیس افسر بہت مشکل کو رہا ہے سرکار۔۔"

وہ سر جھکائے ادب سے بولا جب اس نے غصے سے اس کا جبرٹا دبوچا

"میں تم لوگوں کی بجواس سننے کے لئے پیسے نہیں دیتا جاؤ اسے بولو ایک رات کا پچاس لاکھ دوں گا اس کی آنے والی زندگی آسانی سے گزر جائے گی لیکن وہ مجھے اپنے بستر پر چاہیے کسی بھی صورت۔۔"

www.urdu novels mania.com

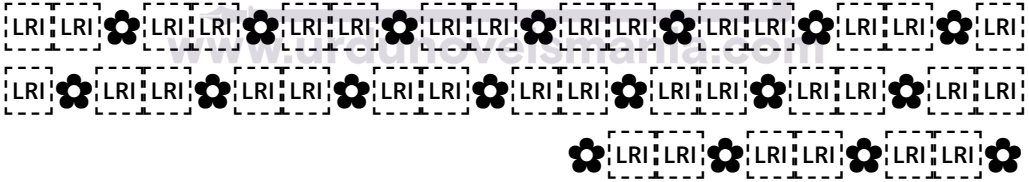
غور ہی غور تھا لہجے میں اس شخص نے نفرت سے اپنے سامنے کھڑے گاؤں کے وڈیرے کو دیکھا جس کے نزدیک دوسروں کی بیٹی بیٹی ہی نہیں تھی اور نہ ہی کسی اور کی عزت عزت تھی اسی لیے تو وہ گناہ میں اس قدر ڈوب گیا تھا کہ خدا نے اس کا دل سیاہ کر دیا تھا جنہیں ہدایت نہیں مل سکتی تھی کبھی،،،

جو دل سیاہ ہو جاتے ہیں خدا انہیں گناہ میں اس قدر مصروف کر دیتا ہے کہ انہیں توبہ کا خیال ہی نہیں آتا اور نہ ہی انہیں توبہ کی توفیق عطا کی جاتی ہے۔

اور یہی سب اس کے ساتھ بھی ہو رہا تھا وہ گناہوں میں اندھا ہو چکا تھا جس کا انجام عبرت ناک ہونے والا تھا

"جی سائیں میں کرتا ہوں کچھ۔۔"

وہ نظریں جھکائے بولتا باہر نکل گیا اور وہ ٹیبل پر رکھے حرام مشروب کو ایک دفعہ پھر قطرہ قطرہ خود میں اتارنے لگا



طلال کافی لیٹ اٹھا تھا سو کر حواس بالکل سلب تھے ابھی تک اس لیے کسلمندی سے لیٹا رہا جب رات کی اپنی حرکت یاد کر کے دل میں ٹیس سی اٹھی تو بستر سے اٹھ کھڑا ہوا اور کچھ ہی دیر میں واشروم سے فریش ہو کر باہر نکلا

گھر میں غیر معمولی سی خاموشی محسوس ہوئی تو وہ سیڑھیاں اترتا نیچے آیا جہاں بدر صاحب بیٹھے اخبار پڑھنے میں مصروف تھے

"السلام و علیکم بابا!!"

وہ ان کے قریب آتا سلام کرتا بولا تو انہوں نے آہستہ سے سر ہلا کر جواب دیا نظریں ہنوز اخبار پر ہی ٹکی ہوئی تھیں وہ بھی ان کے ساتھ ہی صوفے پر ٹک گیا اور ٹی وی آن کیا اور چینل گھمانے لگا مگر سمجھ نہیں آیا کس منہ سے اس دشمنِ جاں کے بارے میں پوچھے

"بابا آپ نے ناشتہ کر لیا کیا۔۔؟"

ایک دفعہ پھر انھیں مخاطب کرنے کی کوشش کی جب کہ وہ نامیں سر ہلاتے ویسے ہی بیٹھے رہے تو وہ اٹھ کر کچن میں چلا آیا جہاں ملازمہ ناشتہ تیار کر چکی تھی

"لبٹی میں ناشتہ لگاتا ہوں تم جا کر بابا اور کرن کو بلا کر لاؤ۔۔"

وہ اندر آتا ہوا بولا تو وہ جی سر کہتی باہر نکل گئی جبکہ طلال مصروف سا ناشتہ لگانے لگا اور ساتھ ہی کرن کے لیے اپنے ہاتھوں سے چیز آملیٹ بنانے لگا وہ جانتا تھا کہ اسے بہت پسند ہے یہ آملیٹ طلال کے ہاتھ کا بنا ہوا

"سر کرن بے بی اپنے کمرے میں نہیں ہیں میں نے سارا کمرہ چیک کر لیا۔۔"

لبٹی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہتے طلال کے سر پر بم پھوڑا تھا جسے سنتے اس کے مسکراتے لب فوراً اسے سکڑے تھے

"تم نے صبح سے نہیں دیکھا ہوگا میں خود لے کر آتا ہوں کمرے میں ہی چھپی ہوگی یا باہر لان میں۔۔"

وہ کہتا باہر کی طرف بڑھ گیا دل دھک دھک کر رہا تھا اس کے چھوڑ جانے کے خوف سے

"بابا کرن کہاں ہے میں نے پورا گھر چھان مارا ہے لیکن وہ کہیں بھی نہیں ہے۔۔"

وہ پریشان سالانج میں آتا بول رہا تھا جب بدر صاحب نے آرام سے اخبار سائیڈ پر رکھی اور اٹھ کھڑے ہوئے

"میں نہیں جانتا اس بارے میں کچھ بھی کیوں کے رات کہ بعد میں نے دوبارہ اسے نہیں دیکھا۔۔"

وہ کھڑے ہوتے پریشان سے لہجے میں گویا ہوئے تو طلال نے پریشانی سے ماتھا مسلا

"بابا پلیز مجھے بتائیں میرا سانس رک رہا ہے۔۔"

اسے جیسے یقین ہی نہیں آیا تھا ان کی بات کا اس لیے دوبارہ گویا ہوا

"مجھے سچ میں نہیں پتہ بیٹا وہ ہے بھی ایسی ہی جنونی سی خدا خیر کرے۔۔"

وہ بھی سہی معنوں میں پریشان ہو گئے تھے جب وہ ان پر ایک نظر ڈالتا باہر نکل گیا پیچھے وہ کرن کا نمبر ڈائل کرنے لگے جو بند جا رہا تھا



"ارے کرن بیٹا آپ آگئیں گھر ہم بتا نہیں سکتے ہم کتنے خوش ہیں۔۔"

فضل صاحب خوشی سے چمکتے ہوئے اسے دیکھ کر بولے جوٹی شرٹ کے ساتھ ٹراؤزر پہنے بالوں کو کھولے کجج وول سے حلیے میں لاؤنچ میں بیٹھی چینل سرچنگ میں مصروف تھی چہرے پر کسی قسم کا کوئی تاثر نہیں تھا جب اپنے باپ کی آواز پر اس نے اپنی شہدرنگ آنکھیں اٹھا کر انہیں دیکھا اور پھر اپنے کام میں مصروف ہو گئی

"جی آگئی واپس جانے کے لیے۔۔"

وہ سر دوسپاٹ لہجے میں جواب دے کر پھر سے چپ ہو گئی

"ہماری ڈول ناراض ہے ہم سے۔۔؟"

وہ اس کے پاس بیٹھتے کرب سے پوچھ رہے تھے جب کرن نے خود پر ضبط کرتے اپنے لب کچلے

"میں ابراہیم کو کال کرتا ہوں مجھے کچھ بتانا ہے تم دونوں کو۔۔"

وہ جیب سے موبائل نکالتے خود پر بمشکل قابو پاتے ابراہیم کو کال کرنے لگے ان کے سینے میں کافی درد محسوس ہو رہا تھا جسے وہ انکسور کر رہے تھے کال کرتے وہ اٹھ کھڑے ہوئے انہیں بہت پسینہ آ رہا تھا حالت عجیب سی ہو رہی تھی کال ہنوز جا رہی تھی جو کہ ایک دو بیل کے بعد اٹھالی گئی اور دوسری طرف سے ابراہیم کی مصروف سی آواز گونجی تھی

"یس ابراہیم بیگ سپیکنگ۔۔"

اس نے مصروف سے انداز میں فون کان سے لگایا جب افضل صاحب کی آواز کانوں میں گونجی

"اب ابراہیم بی بی بیٹا آہیں یا اللہ ممسم مدد۔۔"

وہ ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں کہتے وہیں دل تھام کر بیٹھتے چلے گئے

"بابا"

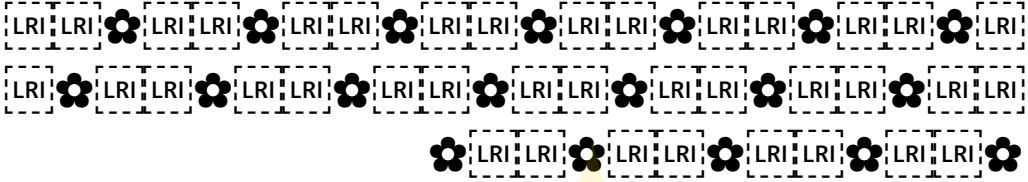
کرن کی دھڑلش چیخ فون کی سپیکر سے ابھری تو ابراہیم کو کسی انہونی کا احساس ہوا

"کرن، بابا، کیا ہوا۔۔؟ ڈیم اٹ"

وہ فون کان سے لگائے دھاڑا تھا مگر فون شاید بند ہو چکا تھا اس لیے وہ جلدی سے باہر کی طرف بھاگا اور بے خیالی میں اندر آتی تائشہ سے بری طرح ٹکرایا تھا اور جلدی سے سوری کرتا باہر کو بھاگ گیا جبکہ وہ ہونق بنی اپنی گری چیزیں دیکھنے لگی اور پھر بھاگتے ہوئے اپنے باس کو جو کچھ زیادہ ہی جلد بازی میں تھے

اسے ایک ویک پہلے کال آئی تھی کہ اسے سلیکٹ کر لیا گیا ہے پہلے تو وہ خاصی حیران ہوئی تھی مگر بعد میں بہت خوش بھی ہوئی تھی اپنی اس پہلی کامیابی پر اور آج یہاں اس کی اپائنٹمنٹ کا پہلا دن تھا

وہ سر جھٹک کر اپنی چیزیں اٹھانے لگی گرے عبایا پہنے ساتھ خوبصورت ساجاب اور نقاب کیے ہوئے تھی جس میں سے اس کی خوبصورت کالی آنکھیں نظر آرہی تھیں وہ کافی لوگوں کو حیران کر رہی تھی



کرن مسلسل ان کا سینا رب کر رہی تھی وہ اکیلی انہیں لے کر ہاسپٹل آئی تھی جلدی میں موبائل لانا بھی بھول گئی تھی اس لیے اسے خاصی دقت پیش آرہی تھی انہیں ہینڈل کرنے کے ساتھ ساتھ وہ ڈرائیونگ بھی خود کر رہی تھی

"بابا پلیز آنکھیں کھولیں آپ کو کچھ نہیں ہوگا پلیز بابا مجھ سے بات کریں۔۔"

انہیں نیم بے ہوشی میں جاتا دیکھ وہ روتی ہوئی بول رہی تھی مگر وہ سن کہاں رہے تھے۔۔۔ جلد ہی وہ ہاسپٹل پہنچ گئی تھی انہیں لے کر جب آتے کی اس نے سامنے کھڑے

گاڈ کو اپنی مدد کے لیے بلایا تو وہ وارڈ بوائے کو آواز دیتا اس کے پاس آیا اور جلد ہی انہیں لے کر ایمر جنسی میں پہنچا جبکہ کرن نے رورو کر برا حال کر لیا تھا

جو بھی تھا وہ ان کا باپ تھا ان کا سائبان جس کی چھاؤں میں وہ شیر بنے پھرتے تھے لاکھ اختلاف سہی انھوں نے کبھی بھی یہ نہیں سوچا تھا کہ وہ اپنی زندگی اپنے باپ کے بغیر گزار سکتے ہیں یہ سوچ ہی اس کا کلیجہ چھلنی کر رہی تھی بار بار جب اس نے ریسپشن سے کال کر کے ابراہیم کو ہسپتال کا نام بتایا اور خود آ کر بیچ پر بیٹھ کر سر ہاتھوں میں گر لیا اور اپنی پچھلی زندگی کے بارے میں سوچنے لگی جب وہ اپنی باتوں سے اپنے باپ جو شرمندہ کر دیتے تھے اور وہ خاموشی سے سن کر رہ جاتے ان کے کڑوے کیلئے الفاظ مگر آج جب وہ دل پر ہاتھ رکھ کر کہتا ہے تو کرن کو اپنا بھی سانس رکتا ہوا محسوس ہوا تھا اسی لیے وہ بیٹھی سسک رہی تھی ٹرپ رہی تھی

www.urdu novels mania.com

"کرن بچے کیا ہوا بابا کو کہاں ہیں وہ ۔۔۔؟"

وہ بیٹھی اپنی ہی سوچوں میں گم رونے میں مصروف تھی جب ابراہیم نے پریشانی سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے پوچھا تو وہ ہوش میں آئی

"ابر بھو۔۔۔"

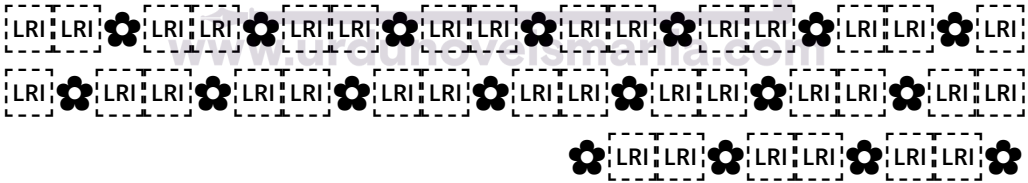
وہ اٹھتی اس کے سینے میں چھپی ہچکیوں سے رونے لگی

"میری جان ہوا کیا مجھے ٹینشن ہو رہی ہے بابا کی طبیعت کیسی ہے اب۔۔۔"

وہ اسے خود سے لگائے فکر مندی سے پوچھ رہا تھا جو روئے جا رہی تھی

"بھائی وہ بابا۔۔۔ ان کو کچھ ہو گیا ہے ان کو ہارٹ۔۔۔ ہارٹ اٹیک ہوا ہے بھائی۔۔۔"

وہ روتی ہوئی ہچکیوں کے درمیان بمشکل بولی تو ابراہیم نے اس کی پیٹھ سہلائی اور اسے لے کر بیچ پر بیٹھا ساتھ کی اسے تسلی دینے لگا ہلاں کے اپنا دل بھی طرح طرح کے وسوسوں سے پریشان ہو رہا تھا مگر وہ مرد تھا اسے ہمت سے کام لینا تھا



ان کے نکاح کو ایک ہفتہ گزر چکا تھا مگر اس ایک ہفتے میں ان کا دوبارہ آپس سامنا نہیں ہوا تھا آج وہ جنت موم کے ساتھ کچن میں گھسی ان کی مدد کرنے میں مصروف تھی جبکہ جنت تو بس اس کے صدقے واری جا رہی تھیں جو انہیں ایک طرف بٹھا کر خود سب کچھ کر رہی تھی تاشی بھی شیلف پر بیٹھی سیب کھانے میں مصروف تھی جب اس کی رگِ ظرافت پھر کی تھی

"جنت تم کیا ماسی بن کے رہتی ہو نئی نویلی دلہن ایسی ہوتی ہے کیا۔۔؟

تم لوگوں کے سامنے ہمیں ظالم ثابت کرنا چاہتی ہو کہ ہم تمہیں کچھ لے کر نہیں دیتے۔۔"

تانشہ ایک دم غصے سے کہتی اسے گھورنے لگی جب روہاب نے بے یقینی سے اسے دیکھا اور پھر جنت کو جواب اس کا جائزہ لے رہی تھیں روہاب کا دل کیا اس چندال عورت کا منہ توڑ دے جو جان بوجھ کر اسے پھنسا چکی تھی

"نن نہیں آنٹی میں شروع سے ایسے ہی کپڑے پہنتی ہوں آپ پریشان نہ ہوں مجھے اچھا لگتا ہے سادگی میں رہنا۔۔"

وہ گڑبڑا کر جنت کو صفائی پیش کرنے لگی جو سچ میں پریشان ہو چکیں تھیں اس کا حلیہ دیکھ کر جبکہ تائشہ اب سکون سے کھڑی اس کی اڑی اڑی رنگت دیکھ رہی تھی

"روہاب گڑیا تائشہ سہی بول رہی ہے ابھی تمہارا نیا نیا نکاح ہوا ہے سچ سنو رکے رہا کرو ایک ماہ بعد تمہاری شادی ہے اس سے پہلے اپنے شوہر کو اپنے ساتھ اپنی محبت کی ڈور میں باندھ لو بچے اسی لیے کہ یہی وقت یادگار ہوتا ہے لڑکیوں کا۔۔۔"

وہ محبت سے ممتا بھرے لہجے میں اسے سمجھاتی ہوئی بولیں تو روہاب نظریں چراگئی وہ کیا بتاتی ان کا بیٹا تو پہلے ہی اس کی جان نکال دیتا تھا اپنی قربت اور حرکتوں سے۔۔ حیدر کے بارے میں سوچتے گال پل میں سرخ ہوئے تھے جسے چھپانے کو وہ چہرہ مزید جھکا گئی

"ماشاء اللہ چشم بد دور بنو شرماری ہے۔۔۔"

تاشی نے اس کا سرخ چہرہ دیکھتے اسے محبت سے پھڑپھڑا جس پر روہاب تلملا کر رہ گئی بس نہیں چل رہا تھا اس ماشا کو اٹھا کر اس بئیر کے پاس چھوڑ آئے جس کی حرکتیں سب کا جینا حرام کیے ہوئے تھیں مگر وہ بس سوچ کر رہ گئی جب جنت نے بھی اس کی نظر اتاری تھی وہ مزید شرمائی

"میں آج ہی حیدر کو کال کرتی ہوں تمہیں شاپنگ کروا کر لائے اور زرا باہر بھی لے کر جائے جب سے گھر میں ہی بند ہو۔۔۔"

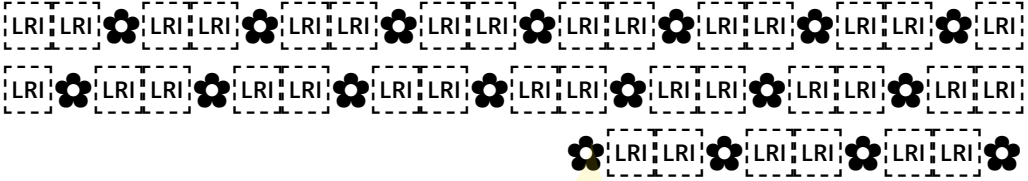
جنت کہتیں حیدر کو کال کرنے باہر نکل گئیں اور وہ ان کی خوشی دیکھتی انہیں منا بھی نہ کر سکی جب تائشہ نے چپکے سے کچن سے کھسکنے میں ہی عافیت جانی مگر اس سے پہلے ہی روہاب نے اسے جالیا

"کدھر ماشا باجی اپنا انعام تو لیتی جائیں بڑی سماج سیوا کی ہے آپ نے انعام تو بنتا ہے نہ۔۔۔"

روہاب ہاتھ میں بیلن پکڑے اس کے سامنے کھڑی دانت پیس کر بولی تو تاشی نے پیچھے کو قدم اٹھائے

"میری بھٹکی ہوئی روح میں تو بس اپنے بھائی کی مدد کر رہی تھی اب اگر وہ تمہیں اس حال میں دیکھے گا تو وہ شادی ایک مہینے کی بجائے ایک صدی آگے کے جائے گا۔۔۔"

وہ منت سماجت کرتے کرتے آخر میں پھر شرارت سے بولی تو روہاب جو بیلن کندھے پر رکھے ایک ہاتھ کمر پر ٹکائے کھڑی اس کی بات سن رہی تھی اس کی بات سمجھتی چیخ اٹھی جبکہ وہ قہقہے لگاتی اس کے آگے آگے گھوم رہی تھی



طلال نے ہر جگہ پتہ کیا مگر وہ نہیں ملی اب بھی وہ بدر کے سامنے سر ہاتھوں میں تھامے بیٹھا تھا جبکہ وہ کہیں دور اپنے ماضی میں کھو گئے تھے جب اسی طرح ایک چھوٹی سی غلطی ان کی زندگی کی ساری خوشیاں چھین کر لے گئی تھی تو کیا ان کا بیٹا بھی اس ازیت میں زندگی گزارے گا سوچ کر ہی ان کا کلیجہ منہ کو آ رہا تھا

"طلال تم ریڈی ہو جاؤ آج ہی تمہارا رشتہ لے کر جاؤں گا میں فضل صاحب کی طرف۔۔"

بدر صاحب سنجیدہ لہجے میں بولے تو تلال ان کی طرف دیکھنے لگا

"کیا آپ کو لگتا ہے کہ وہ مجھے معاف کر دے گی۔۔"

طلال نے شکست خوردہ لہجے میں پوچھا تو انھوں نے ہاں میں سر ہلا دیا

"یہ جو محبت ہوتی ہے نہ یہ انسان کو اپنے طریقے سے چلاتی ہے نہ مرنے دیتی ہے نہ جینے دیتی ہے بلکہ سک سک کہ جینے پر مجبور کر دیتی ہے۔۔"

وہ پھسکی سی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے تلال کو دیکھ کر بولے تو وہ نظریں چرا گیا

"بابا میں بچپن سے اسی بات سے ڈرتا آیا ہوں کہ کہیں آپ کے والی غلطی مجھ سے نہ ہو جائے میں بھی اپنی محبت کو بے اعتبار نہ کر دوں اور دیکھیں میرا ڈر میرے سامنے آ بھی گیا میں نے بھی وہی کیا بنا سوچے سمجھے اس کا دل دکھا دیا جس کی تکلیف کا سوچ کر ہی مجھے تکلیف ہونے لگتی ہے۔۔"

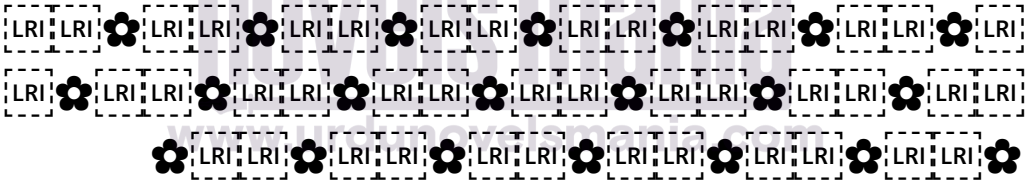
وہ صوفے سے اٹھتا ان کے پاؤں میں پیٹھ کر سران کے گھٹنے پر رکھ کر بولا لہجے میں تکلیف نمایاں تھی

"عورت ذات کو صنفِ نازک اسی لیے کہا جاتا ہے بیٹا کیوں کہ وہ آدم کی معمولی سی غلطی پر ٹوٹ جاتی ہے اور روح کی توڑ پھوڑ جسم کی چوٹ سے زیادہ جان لیوا ہوتی ہے"

وہ ٹھنڈی سانس خارج کرتے اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگے جو بالکل چھوٹا بچہ لگ رہا تھا جو پسندیدہ کھلونا چھن جانے پر منہ پھلا کر بیٹھ گیا ہو

"اچھا اٹھو تو مجھے یقین ہے فضل صاحب کو اس رشتے سے کوئی اعتراض نہیں ہوگا اور دوسری بات میرا بیٹا وہ غلطی بھی نہیں کرے گا جو اس کے باپ نے کی اس لیے زیادہ پریشان اور دکھی ہونے کی ضرورت نہیں اچھا اچھا سوچو میں جلد ہی تم دونوں کا نکاح کروا دوں گا خدا تمہیں خوش رکھے آمین۔۔"

اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامے وہ پر عزم لہجے میں بولے تو طلال بھی ان کے ہاتھ چومتا اٹھ کر اپنے کمرے میں چلا گیا جبکہ وہ وہیں بیٹھے آگے کے بارے میں سوچنے لگے



"بابا آپ نے تو ہماری جان ہی نکال لی تھی کوئی ایسے بھی کرتا ہے کیا۔۔؟ آپ کو پتہ ہے کتنے پریشان ہو گئے تھے ہم لوگ۔۔"

ڈاکٹر سے اجازت ملتے ہی وہ دونوں اندر آ گئے تھے کرن تو تب سے لے کر ان کے سینے سے چپکی آنسو بہا رہی تھی جبکہ ابراہیم بیڈ کے قریب رکھے سٹول پر بیٹھا ان سے شکوہ کرتے ہوئے بولا تو وہ آہستہ سے مسکرا دیے

"یار کچھ نہیں ہوا مجھے تم لوگ خوا منخواہ پریشان ہو رہے ہو اچھا بھلا تو ہوں اور تم دونوں کے بچوں کو اپنی گود میں کھلا کر ہی مروں گا۔۔"

وہ شرارت سے بولے تو کرن نے روتے ہوئے چہرہ اوپر اٹھا کر انھیں غصے سے دیکھا تو وہ اس کے آنسو صاف کرنے لگے کبھی دروازہ کھول کر ان کی اماں بھی کمرے میں داخل ہوئیں جن کے خود کے چہرے پر ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں

"فضل کیا ہوا آپ کو۔۔ آپ ٹھیک تو ہیں مجھے بتایا کیوں نہیں کہ آپ کی طبیعت خراب ہے کیا کہا ڈاکٹر نے۔۔؟"

وہ کمرے میں آتی جلدی سے ان کے پاس آتی ایک ہی سانس میں کئی سوال کر گئیں تو فضل نے ان کا چہرہ دیکھا روئی روئی سی آنکھیں اور سرخ ہوئی ناک یقیناً وہ پورے راستے روتی

آئی تھیں ان کا دل کیا وہ انھیں اپنے سینے میں چھپالیں جو ان سے نفرت کی دعوے دار تھیں مگر ان کی زرا سی طبعیت خراب ہونے پر کیسے تڑپ اٹھی تھیں

"کچھ نہیں ہوا مام آپ ریلیکس کریں سب ٹھیک ہے ماسٹر ہارٹ اٹیک ہوا ہے لیکن اب کافی طبعیت ٹھیک ہے اس لیے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ایک گھنٹے تک ڈسپارچر بھی مل جائے گا مگر ڈاکٹر نے بہت احتیاط کی تلقین کی ہے۔۔۔"

ابراہیم اٹھ کر انھیں اپنی جگہ پر بٹھاتا ہوا ان کا ہاتھ تھام کر تفصیل سے بتانے لگا تو وہ ایک دفعہ پھر سے رونے لگیں

"مجھے معاف کر دو تم سب میری وجہ سے تم لوگوں کی زندگیاں اس قدر الجھن کا شکار رہیں میں نے کبھی یہ نہیں چاہا تھا جیسا ہوا پلیز مجھے معاف کر دو میں مجرم ہوں تم سب کا۔۔۔۔"

فضل صاحب اچانک ہاتھ جوڑ کر بولے تو فریحا بیگم دم سادھے انھیں دیکھنے لگیں اور تڑپ کر ان کے ہاتھ تھام لیے اور روتے ہوئے نفی میں سر ہلانے لگیں تو ابراہیم نے آگے بڑھ

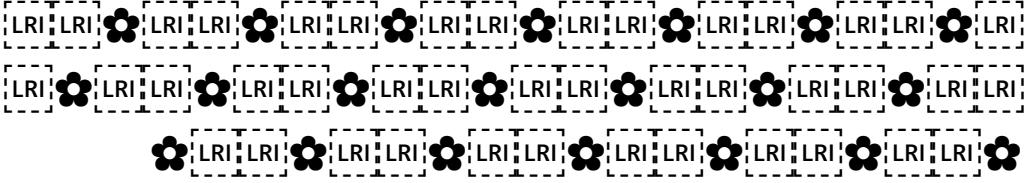
کران دونوں کو اپنے حصار میں کے لیا یقیناً دکھوں کا دور ختم ہو چکا تھا اور خوشیاں ان کی منتظر تھیں

"باباجو ہوا سو ہوا دفعہ کریں اب پرانی باتوں کو کوئی یاد نہیں کرے گا اور نہ ہی کوئی اداس ہوگا
بس بات ختم۔۔"

کرن بڑی بوڑھی اماؤوں کی طرح کمر پر ہاتھ رکھ کر بولی تو سب اس کی طرف دیکھنے لگے اور پھر
اچانک ہی کمرہ ان سب کے چھت پھاڑ قمقموں سے گونج اٹھا جب کہ وہ ہونق بنی ان کی
طرف دیکھنے لگی کہ ایسا بھی کیا بول دیا جو اتنا ہنس رہے ہیں یہ لوگ

"اپنا من۔۔ منہ تو دیکھ چھپکلی۔۔"

ابراہیم قہقہے لگاتا بمشکل بولا تو وہ جلدی سے شیشے کی کھڑکی پاس گئی جب اس کی اپنے چچ
نکلے نکلتے پچی کیوں کے سرے کی وجہ سے اس کی آنکھیں بہت بھیانک لگ رہی تھیں وہ
جلدی سے ایک طرف بنے واشروم میں بھاگی تو وہ سب پھر سے ہنسنے لگے اس کی حالت
سوچ کر



خوش فہمیوں کے جال میں آنا ہی پڑ گیا
مجبوریوں کو کام میں لانا ہی پڑ گیا

اک پل بھی دُور رہنے پہ راضی نہ تھا مگر
ہائے اُس ایسے شخص کو جانا ہی پڑ گیا

تقدیر تھی اٹل سودعاؤں کے بعد بھی
بدلہ اجل کے نام سے پانا ہی پڑ گیا

بنیاد کیا ہلی کسی پکے مکاں کی
مٹی کے ایک گھر کو بنانا ہی پڑ گیا

نظرِ فسد میں آئی تھی ہیروں کی پوٹلی
زیرِ زمین اُس کو چھپانا ہی پڑ گیا

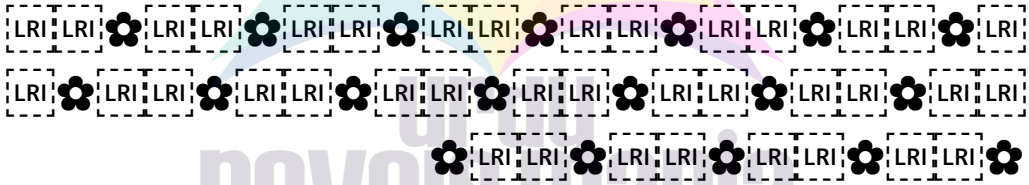
سینے میں کھب گئی تھی جو اپنوں کی ہر دِیا
ما تھے پہ پھر گھن کو سجانا ہی پڑ گیا

جب ایک ماں کے ہجر کو دل نے سہن کیا
حکمِ خدا پہ سر کو جھکانا ہی پڑ گیا

باوَجی آج پھر رِمْشاء اور نوشین کی قبر پر بیٹھی آنسو بہا رہی تھیں ایک ساتھ جو ان بیٹی اور بہو کی موت نے انہیں بوڑھا کر دیا تھا مگر پھر بھی خدا کو ان پر رحم نہ آیا کیوں کہ اتنا کچھ برداشت کرنے کے باوجود وہ زندہ تھیں جوانی میں شوہر کی وفات نے جو دکھ دیا تھا اس سے بھی بڑھ کر اولاد کا دکھ تھا جو انہیں دیمک کی طرح لگ گیا مگر پھر بھی وہ زندہ تھیں

سب کی قبروں پر فاتحہ خوانی کے بعد وہ اٹھ کھڑی ہوئیں بالوں میں چاندی اتر آئی تھی چہرہ بھی جھریوں زدہ تھا مگر اس وقت بھی ان کا روب و دبدبہ پہلے دن کی طرح قائم تھا ایک ہی آس تھی ان کے جینے کی اپنی پوتی کو دیکھنا اور اسی آس پر وہ زندگی کی ڈور کو تھامے ہوئے تھیں

وہ بدر سے تو دوبارہ کبھی نہیں ملی تھیں مگر طلال اور جنت لوگوں سے ان کی بات چیت اکثر ہو جاتی تھی مگر اتنے عرصے میں وہ کبھی بھی ان کے گھر نہیں گئی تھیں



novels mania

روہاب ہو جنت نے نہ نہ کرنے کے باوجود حیدر کے ساتھ بھیج کر اچھی خاصی شاپنگ کروائی تھی حیدر نے ناصرف اسے ضرورت کی چیزیں لے کر دی تھیں بلکہ ایک چھوٹی سی فرمائش بھی کی تھی جسے پورا کرنے کا سوچ کر ہی اس کی جان ہوا ہو رہی تھی

"روح میں چاہتا ہوں تم آج یہ گرین کمر پہن کر خوبصورت سا تیار ہو کر میرا انتظار کرو کیوں کہ گرین کمر میں فیورٹ ہے اس لیے میں تمہیں اس کمر میں دیکھنا چاہتا ہوں۔۔۔"

حیدر کی آواز اس کے کانوں میں گونج رہی تھی وہ گرین کمر کا ٹشو کا خوبصورت سا سوٹ تھا جس پر ریڈ کمر کی ایمرائیڈری کی گئی تھی ساتھ میچنگ جیولری اور انتہائی پرسنل استعمال کی چیزیں دیکھ کر اس کے ہاتھوں میں پسینہ آ گیا تھا جب کے گال ابھی سے سرخ اناری ہو گئے تھے اپنی دھڑکنوں کے شور سے گھبرا کر اس نے ٹائم دیکھا جورات کے ساتھ بجا رہا تھا وہ جلدی سے واشروم میں گھس گئی اور چیخ کر کے باہر آئی بالوں کا سائیڈ پلٹ بناتے اس نے کھلے چھوڑ دیے جو اس کی کمر کو مکمل ڈھانپ رہے تھے چھوٹے چھوٹے ٹاپس پہن کر لپ بام لگاتے آنکھوں میں کاجل بھی لگا لیا دل کی حالت عجیب ہو رہی تھی کیوں کہ پہلا تجربہ ہی کافی تھا حیدر کی قربت کا آج تو پھر اس کے پسندیدہ رنگ میں رنگی ہوئی تھی وہ خود سے ہی گھبراتے شرماتے وہ ادھر ادھر چکر کاٹنے لگی مگر وقت تھا کہ گزر رہی نہیں رہا تھا تو اس نے بک رینک سے ایک شاعری کی کتاب نکال لی اور اسے لے کر وہیں کاؤچ پر بیٹھ گئی

میرے عشق دے وچ مشکوک نہ ہو

نہیں اج تک غلط نگاہ کیتی
 تیری ہر ملاقات میں انج کیتی
 جیویں موسیٰ نال خدا کیتی
 نہیں کیتا فرق تیری پوجاچی
 نہیں لوکاں دی پرواہ کیتی
 اک تینوں رب نہیں کہ سکدا
 باقی ساری رسم ادا کیتی
 تیرے نام میں جندڑی لادیتی
 بلھیا دس کینے انج وفا کیتی



بابا بھلے شاہ کا کلام پڑھتے اسے بہت سکون ملا تھا جب اس کے ہونٹ خود بخود مسکراہٹ
 میں ڈھل گئے جبکہ بیڈ پر بیٹھا وہ سکون سے اس کے مسکراتے ہونٹوں کو دیکھنے لگا

"ہونٹ اچھے ہیں آپ کے اور میں

ایسے ہونٹوں سے ہی متاثر ہوں۔۔

دیکھئے کیفیت سمجھ لیجئے

میں تو اب بولنے سے قاصر ہوں۔"

حیدر آہستہ سے اس کے پاس آتا کتاب لے کر واپس رکھ چکا تھا اور ساتھ ہی ایک خوبصورت شعر کے زریعے اپنا مدعا بھی بیان کر دیا جسے سنتے وہ پل میں سرخ ہوئی تھی

"آپ۔۔ آپ کب آئے۔۔؟"

اپنی گھبراہٹ پر قابو پاتی وہ بمشکل بولی تو حیدر نے اس کے گرد اپنے بازو حائل کیے جس سے وہ مزید خود میں سمٹ گئی

"ابھی جب آپ اکیلے اکیلے مسکرا رہی تھیں۔۔"

اس کے خوبصورت روپ جو آنکھوں میں بسائے وہ محبت سے بولا تو وہ جھینپ گئی

"مجھے نہیں پتا تھا کہ میری شادی ایک گونگی لڑکی سے ہوا رہی ہے۔۔۔"

اسے لیے وہ بیڈ کی طرف آتا ہوا بولا تو روہاب پریشانی سے اس کی طرف دیکھنے لگی

"مطلب۔۔۔"

اس نے کنفیوز ہوتے پوچھا تو حیدر نے ہاں میں سر ہلایا

"ہاں نہ جب بھی میں تمہارے پاس آتا ہوں بالکل گونگی بن جاتی ہو"

وہ منہ بنا کر بولا تو روہاب کی ہنسی چھوٹ گئی

"ہا ہا ہا اب ایسی بھی کوئی بات نہیں حیدر میں کون سا گونگی ہوں بہت بولتی ہوں میں لیکن آپ کے سامنے مجھے شرم آتی ہے۔۔۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی تو حیدر نے گھور کر اسے دیکھا

"کیوں میں تمہیں گدگدی کرتا ہوں یا تمہاری ساس ہوں جس سے تمہیں شرم آتی ہے۔۔۔؟"

وہ ماتھے پر تیوری سجا کر پوچھنے لگا جب روح نے فوراً نفی میں سر ہلایا

"ہا ہا ہا۔۔ آپ تو نقلی وکیل ہیں۔۔"

وہ روانگی میں کہتی زبان دانتوں تلے دبا گئی جب کہ حیدر تو شکا ہوا تھا اس کی اس گوہر افشانی پر

"کیا۔۔؟"

میں تمہیں نقلی وکیل لگتا ہوں۔۔؟"

وہ حیرانگی اور صدمے کی ملی جلی کیفیت میں اس سے پوچھنے لگا تو وہ معصومیت سے نفی میں سر ہلا گئی

"ٹھیک ہے ایسے تو ایسے ہی سہی اب سزا کے لیے تیار ہو جاؤ تم۔۔"

وہ کہتا ہوا اس کی طرف جھکا تو ہنستی ہوئی اٹھ کر بھاگ گئی جب جلدی سے حیدر نے اسے قابو کیا

"اتنے دانت نکالو گی نہ تو وہ تمہاری بھوتنی ابھی آجائے گی کے تمہیں کیا ہو گیا اکیلے اکیلے
ہنسے والا۔۔"

اسے پیچھے سے اپنے حصار میں لیتے حیدر نے کہا تو فوراً خاموش ہو گئی

"اووووو تو آپ ڈرتے ہیں میری شیرنی سے سہی کہتی تھی وہ آپ نقلی وکیل ہی ہیں۔۔"

وہ کہتی ہوئی لب دانتوں میں دبا گئی جب حیدر نے گھما کر اس کا رخ اپنی طرف کیا

"تو کیا خیال ہے ایک ثبوت دے نہ دوں کہ میں نقلی وکیل ہوں یا اصلی۔۔؟"

اس کے ہونٹوں کو دیکھتا وہ معنی خیزی سے بولا تو روہاب گھبرا گئی اور فوراً خود کو پھڑوانا چاہا
مگر اتنا بھی آسان نہیں تھا کیوں کے حیدر اسے کے دونوں بازو کمر کر لاک کر تا اس کی
سانسوں کو خود میں الجھا چکا تھا اور اب وہ دونوں ایک دوسرے میں کھوئے مکمل مدہوش
ہو چکے تھے

"ویسے آج کے بعد گرین کمر میرا زیادہ فیورٹ ہو گیا ہے کیوں کہ گرین سبزیاں صحت کے لیے کافی اچھی ہوتی ہیں۔۔"

اس کی سانسوں کو آزادی بخشتے وہ شرارت سے بولا تو وہ گھور کر رہ گئی

"اچھا کل تیار رہنا تمہارے بابا کی قبر پر جانیں گے۔۔"

اس کے ماتھے کو چومتا وہ محبت سے بولا تو روہاب نے مشکور نظروں سے اسے دیکھا کیوں کہ وہ کافی دن سے وہاں جانا چاہتی تھی مگر جھجک کی وجہ سے بول نہیں پارہی تھی

"تھینک یو سو مچ۔۔"

وہ آنکھوں میں آنسو لاتی اس کے گلے لگ کر بولی تو حیدر نے اسے تسلی دیتے ہوئے مزید خود میں بھینچ لیا

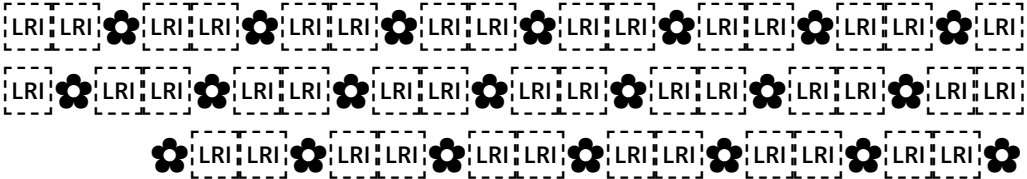
تجھ سے جو دھیان کا تعلق ہے

پکے ایمان کا تعلق ہے

میری چپ کا تیری خاموشی کا

روح اور جان کا تعلق ہے
 تو سمجھتا ہے میرے لہجے کو
 اور یہ مان 'کا تعلق ہے
 تجھ سے میرا خیال کا رشتہ
 یعنی وجدان 'کا تعلق ہے
 کوئی رہتا ہے دل میں یوں، جیسے
 گھر سے سامان کا تعلق ہے
 بن کسے 'بن سنے ہی اپنے بیچ
 عہد و پیمان کا تعلق ہے

خوبصورتی سے نظم پڑھتے حیدر نے اسے باور کروایا تھا کہ وہ کتنی خاص ہے اس کے لیے



افضل صاحب گھر آچکے تھے اور تب سے کرن اور ابراہیم کے ساتھ ساتھ فریسمہ بیگم بھی ان کے پاس ہی تھیں وہ خدا کا شکر ادا کر رہے تھے کہ انھیں دنیا میں ہی اپنی غلطیوں کا کفارہ ادا کرنے کی توفیق مل گئی ورنہ وہ آخرت میں خدا کے ساتھ ساتھ آنے بیوی بچوں کے بھی مجرم بنے ہوتے۔

"بابا میری برتھڈے آرہی ہے ٹھیک ایک ہفتے بعد تو آپ مجھے کیا گفت دیں گے۔۔؟"

کرن پنک کمر کی لانگ شرٹ کے ساتھ کیپری پہنے دوپٹہ اچھے سے پھیلائے بالوں کا ڈھیلا سا جوڑا کیے ان کے پاس بیٹھتی کچھ سوچ کر بولی تو وہ مسکرا دیے

"جو ہماری شہزادی بولے گی وہی گفت کر دوں گا اپنی بیٹی سے بڑھ کر تو میرے لیے کچھ بھی نہیں ہے نہ"

وہ محبت سے اسے اپنے حصار میں لیتے بولے تو وہ کھلکھلا اٹھی ان کی بات پر

"مجھے مر سڈیز چاہئے پلیز نہ ابراہیم بھائی مجھے نہیں چلانے دیتے گاڑی اس لیے اب مجھے اپنی گاڑی چاہئے۔۔"

وہ منہ بنا کر بچوں کی طرح ضد کرنے لگی جب کمرے میں داخل ہوتی فریسمہ بیگم بول پڑیں

"کوئی ضرورت نہیں افی اس کی بے جا ضد پورا کرنے کی گاڑی ہاتھ میں آتے ہی یہ ہمارے ہاتھ نہیں آئے گی اوپر سے نوکرمی بھی ایسی ہے کہ مجھے تو کروقت ڈر لگا رہتا ہے لڑکی زات ہے ایویں کسی سے دشمنی مول لے کر بیٹھ جائے گی۔۔"

وہ پریشان ہوتی ہوئی بولی تو کرن نے ناک سے مکھی اڑائی

"مام آپ خوا مخواہ پریشان ہوتی ہیں اللہ نے آپ کو اتنی پیاری شیرنی بیٹی دی ہے اور آپ ہیں کہ ڈرتی ہیں اور یہ ہم باپ بیٹی کا معاملہ ہے آپ اس میں نہ ہی بولیں تو بہتر ہے۔۔"

وہ اتراتی ہوئی آخر میں ناراضگی سے بولی تو افضل صاحب نے آنکھ کے اشارے سے انہیں خاموش رہنے کا کہا جسے سمجھتی وہ انہیں گھور کر رہ گئیں جو بیٹی کی ہر ضد پوری کرنے کے لیے مانتے جا رہے تھے

www.urdu novels mania.com

"بھئی جیسے ہماری بیٹی کسے گی ویسے ہی ہوگا بات ختم،، ہماری شہزادی کسی چیز کے لیے نہیں ترسے گی۔۔"

وہ محبت سے اس کا سر چومتے ہوئے بولے تو کرن یا ہو کا نعرہ لگاتی فوراً کمرے سے باہر بھاگ گئی کیوں کہ وہ اپنی ماں کے غصیلے تاثرات دیکھ چکی تھی اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتیں

کرن نے کمرے سے بھاگنے میں ہی اپنی عافیت جانی جب کہ اب وہ افضل صاحب کو گھور کر دیکھ رہی تھیں

"میں تو ہمیشہ غلط ہی کہتی ہوں نہ آپ بھی سہی اور آپ کی اولاد بھی میں تو پاگل ہو گئی ہوں۔۔"

وہ غصے سے بول کر باہر جانے لگیں جب افضل صاحب نے ان کی کلائی پکڑ لی

"بیگم آپ کے لیے تو جان بھی حاضر لیکن ہم اب اپنی اولاد کی ہر خوشی دیکھنا اور محسوس کرنا چاہتے ہیں پہلے ہی بہت وقت گنوا دیا دنیا داری میں اور اگر آپ کہتی ہیں تو بندہ نہ چیز آپ کو ابھی منالیتا ہے۔۔"

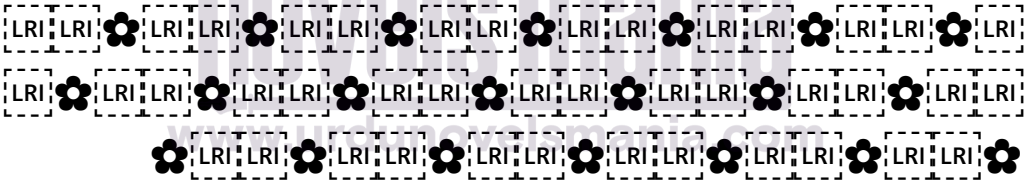
انہیں اپنے پاس بٹھاتے وہ رسان سے بولے جب کہ آخر میں لہجہ زومعنی ہوا جسے سمجھتیں وہ بلش کر گئیں اور جلدی سے اپنی کلائی چھڑوائی جو ابھی بھی ان کے ہاتھ میں تھی

"نہیں اس کی ضرورت نہیں آپ کچھ خیال کیا کریں اولاد جو ان ہے اب ہماری۔۔"

وہ شرم سے ہلکان ہوتیں بولیں تو وہ قہقہہ لگا گئے ان کی بات پر جبکہ وہ انھیں گھورتی باہر کی طرف بڑھیں

"پتا نہیں تم عورتیں جوان اولاد کو کیوں درمیان میں کے آتی ہو ہلانکہ مرد تو اس عمر میں ایک دو چو منو کے لیے تیار ہی رہتا ہے۔۔"

وہ شرارت سے بھرپور لہجے میں ان کو جتا کر بولے تو گھبرا کر جلدی سے باہر دیکھنے لگیں کہیں کرن نہ کھڑی ہو مگر شکر وہ نہیں تھی انھوں نے بھی باہر جانا ہی بہتر سمجھا کیوں کہ اپنے شوہر سے وہ ہر طرح کی امید رکھتی تھیں جبکہ پیچھے وہ ان کی حالت کو انجوائے کرتے مسکرا رہے تھے



تائشہ اپنی پوری دل جمعی سے یہ کام کر رہی تھی وہ اپنا بیسٹ دینا چاہتی تھی اس پراجیکٹ کے لیے اور شاید وہ کامیاب بھی ہو رہی تھی مگر اس نے ایک بات نوٹ کی تھی کہ اس

کے عبا یا پہننے کو کافی عجیب نظروں سے دیکھا جاتا ہے مگر اسے پرواہ نہیں تھی کسی کی بھی اسی لیے تو وہ سب سے لیے دیے انداز میں رہتی ابھی بھی وہ کام کر رہی تھی جب اس کے پاس رکھا لینڈ پیچ پڑا

"یس تائشہ من ویر سپیکنگ۔۔"

وہ مصروف سے انداز میں بولی جب ابراہیم نے اسے فائلز کے ساتھ اپنے کین میں بلایا تھا

"مے آئی کم ان سر۔۔؟"

دروازا کھٹکھٹا کر اس نے ہمیشہ کی طرح اپنے مضبوط لہجے میں پوچھا تو ابراہیم نے ہاں میں سر ہلا کر اسے اجازت دی جبکہ ابراہیم کے ایک طرف کھڑی حرا نے تنقیدی نظروں سے اسے دیکھا جو آج رائل بلو کمر کے نفیس سے عبا یا میں ساتھ ویسے کمر کا ہی حجاب لیے نقاب میں کھڑی تھی ہاتھ میں کافی فائلز تھیں جب کے اب وہ خاموشی سے کھڑی ابراہیم کے سامنے پڑی فائل کو دیکھ رہی تھی

"مس تائشہ یہ فائلز ادھر رکھ دیں اور مس حرا کو کچھ پوائنٹس سمجھا دیں انہیں کوئی مسئلہ ہے شاید میں کافی مصروف ہوں اس لیے آپ میرے سامنے ان کے ساتھ یہ پوائنٹس ڈسکس کریں تاکہ اگر کوئی مسئلہ ہو تو میں گائیڈ کر دوں آپ دونوں کو۔۔"

وہ تائشہ سے مخاطب ہوتا ہوا بولا جو ہمیشہ کی طرح سر بلند اور نظریں جھکائے کھڑی تھی جب کہ اس کی بات سن کر حرا کو غصہ ضرور آیا تھا جو دو دن کی آئی لڑکی سے اسے سمجھانے کا بول رہا تھا

"جی سر آئیں مس حرافائل دیں اپنی۔۔"

وہ چنیر کھسکا کر بیٹھتی حرا سے فائل مانگ کر اسے کھول چکی تو ناچار ہی حرا کو بھی بیٹھنا پڑا "نہیں مس حرا یہ جو آپ نے سیمنٹ اور بجری کی رکوائرنیٹ لکھی ہے یہ کافی نہیں ہے کیوں کہ ہم ایک مال بنانے جا رہے ہیں جس کی مضبوطی اولین ترجیح ہے کیوں کہ۔۔"

وہ تفصیل سے ایک ایک پوائنٹ حرا کو سمجھا رہی تھی جب کہ ابراہیم اس کی زہانت سے متاثر ہوتا اسے ہی دیکھے جا رہا تھا جس کی آنکھیں فائل پہ مرکوز تھیں اور ہاتھ بھی باتوں کے ساتھ ساتھ بدستور چل رہے تھے جس میں موجود پینسل سے وہ فائل ہر شارٹ شارٹ پوائنٹس بناتی جا رہی تھی تاکہ آسانی رہے

"اور اس کے علاوہ ہمیں۔۔"

ابھی وہ بول رہی تھی جب حرا نے اس کی بات کاٹ دی

"تھینکس تائشہ باقی میں کر لوں گی اگر کوئی ہیلپ چاہئے ہوئی تو میں پھر سے آپ کی مدد لے لوں گی۔۔"

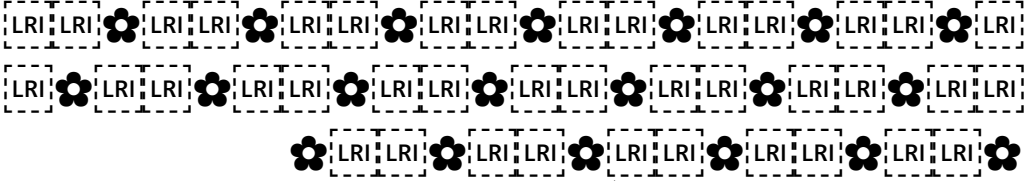
وہ نوٹ کر رہی تھی ابراہیم صرف تائشہ کو ہی دیکھے جا رہا ہے جیسی وہ غصے سے لال پیلی ہوتی بولی تو تائشہ نے بنا کچھ بولے ہاں میں سر ہلا کر فائل بند کی اور اس کی طرف بڑھا کراٹھ کھڑی ہوئی

"سر مسٹر حسن کی والدہ کافی بیمار ہیں اس لیے انھیں جانا پڑا تو جوان کا کام تھا وہ بھی میں مینیج کر رہی ہوں جس کی ڈیٹیلز میں آپ جو شام تک میل کر دوں گی۔۔۔"

وہ کہتی ہوئی باہر چلی گئی تو ابراہیم کو اچانک سے سب خالی خالی لگنے لگا

"ٹھیک ہے مس حرا آپ بھی جاسکتی ہیں میرے خیال سے آپ ہو سمجھ آ گیا ہوگا۔۔؟"

وہ حرا کو ویسے ہی بیٹھے دیکھ کر سنجیدگی سے بولا تو وہ بھی جی سر کہتی باہر نکل گئی لیکن تائشہ ہے لیے بدگمانیاں ضرور پیدا ہو چکی تھیں اس کے دل میں



روہاب حیدر کے ساتھ اپنے بابا کے گھر آئی تھی وہاں اس کی بہت سی یادیں تھیں جنہیں وہ کبھی بھول نہیں سکتی تھی گھر آتے ہی اسے شدت سے رجب کی یاد آنے لگی کہیں وہ رجب کے ساتھ ناراض ہو کے بیٹھی تھی کہیں وہ اسے پیار سے کھانا کھلا رہے تھے کہیں وہ دونوں کھیل رہے تھے سب کچھ کسی فلم کی طرح اس کی آنکھوں کے سامنے چلنے لگا تو وہ ہچکیوں سے رونے لگی یہاں تک کہ حیدر سے اسے سنبھالنا مشکل ہو گیا اتنے دن کا غبار تھا جو یہاں آ کر نکلا تھا جبکہ حیدر کے گھر تو وہ روتی بھی نہیں تھی کہ کہیں کوئی اسے دیکھ ہی نہ لے

"میری جان بس کرو اب اور کتنا رونا ہے۔۔۔"

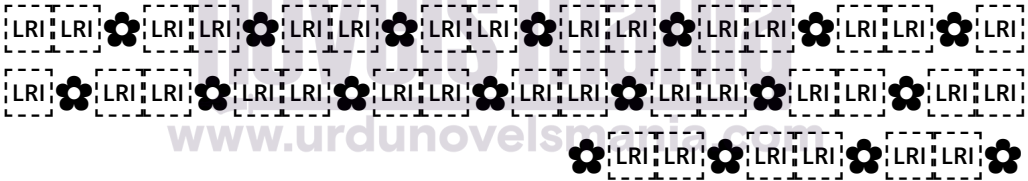
حیدر اس کے آنسو صاف کرتا ہوا بولا تو وہ سر جھکا گئی اور بمشکل خود پر قابو پانے لگی

"اچھا چلو صفائی کرتے ہیں کتنی مٹی ہو رہی ہے پورے گھر میں۔۔۔"

اس کو اٹھاتا ہوا بولا تو وہ بھی سرسری سی نظر گھر پر ڈال کر اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر دونوں نے مل کر پورے گھر کی صفائی ستھرائی کی

"اچھا تم فریش ہو جاؤ میں کچھ کھانے کا لے کہ آتا ہوں پھر دونوں مل کر کھائیں گے اور واپسی پر میں تمہیں آس کریم بھی کھلاؤں گا جس کا انعام میں اپنی مرضی سے وصول کروں گا۔"

وہ کہتا ہوا آخر میں زو معنی لہجے میں بولا تو روہاب سٹپٹا گئی جسے دیکھتا وہ بھی مسکرا کر اس کا ماتھا چومتا باہر نکل گیا



حیدر کو گئے ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی جب روہاب کو یاد آیا کہ اس کے بابا نے اسے ایک چابی دی تھی جسے وہ بیگ میں سنبھال کر رکھے ہوئے تھی وہ جلدی سے کمرے میں گئی اور

اپنے بیگ میں سے وہ چابی نکالی اور پھر بتائی ہوئی جگہ پر ایک الماری کو دیکھا جا کے بارے میں اکثر وہ پوچھتی تو رجب اسے ٹال دیا کرتا تھا

اس نے ہانپتے ہاتھوں سے دروازے کا تالا کھولا تو اس میں بہت سی چیزیں تھیں جنہیں وہ آج پہلی مرتبہ دیکھ رہی تھی مگر سامنے ہی ایک چٹ نظر آئی جس پر کچھ لکھا ہوا تھا

"پیاری چندہ اگر کبھی تم میرے جانے کے بعد یہ الماری کھولو تو الماری کے کونے میں ایک ڈبہ ہے وہ تمہاری امانت ہے اسے ضرور دیکھنا"

واضح حروف میں لکھی اس عبارت کو پڑھ کر اس کی نظر بے ساختہ الماری کے نچلے حصے کی طرف گئی جہاں ایک خوبصورت سادر میا نے سائز کا ڈبہ پڑا تھا روہاب نے وہ ڈبہ اٹھایا اور اسے لیے وہیں زمین پر بیٹھ گئی اور ایک دفعہ پھر سے رونے لگی

اس نے آہستہ سے وہ ڈبہ کھولا جس میں سب سے اور ایک خط پڑا تھا جس کے اوپر

"میری گریا۔"

لکھا ہوا تھا روہاب نے وہ خط اٹھایا اور چھو کر دیکھنے لگی کیوں کہ وہ رجب کہ ہینڈ رائٹنگ سے اچھی طرح واقف تھی

پیاری روہاب۔۔!

مجھے امید ہے تم بالکل خیریت سے ہوں گی۔ اور مجھے یہ بھی امید ہے کہ جب تک یہ خط تمہیں ملے گا میں اس دنیا سے جا چکا ہوں گا کیوں کہ میں نہیں چاہتا میری زندگی میں تم کسی بھی طرح کی ازیت سے گزرو۔ چندہ خود کو مضبوط کرو اور میری بات تحمل سے سمجھو تم بچپن سے پوچھتی تھی نہ کہ تمہاری ماں کہ ہر گئی کیا ہوا تھا اسے اور میں ہمیشہ تمہیں ٹال دیتا کہ تمہیں پر یاں میرے گھر چھوڑ گئیں تھیں کیوں کہ مجھے پیاری سی گڑیا چاہئے تھی (روہاب روتے ہوئے مسکراتی تھی) ایسا نہیں ہوا تھا میری جان تمہارا یہ بد قسمت باپ تمہیں سچائی بتانے کی ہمت ہی نہیں رکھتا تھا اس لیے سب تم سے چھپایا مگر میں چاہتا ہوں میرے مرنے کے بعد تم اپنے اصل کی طرف لوٹ جاؤ۔ تمہاری ماں رشتے میں میری بھابھی لگتی تھی یعنی میرے سالے کی بیوی تھی وہ اور میں تمہارا پھوپھا۔ تمہاری پھوپھو کا نام نوشین تھا اور تمہاری ماں کا نام رمشاء دونوں بچپن سے کچی سہیلیاں تھیں اور ہمراز بھی لیکن جب میری شادی نوشین سے ہوئی تو مجھے اس کا سانولا رنگ پسند نہیں آیا جس کے

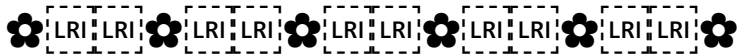
لیے میں خدا سے توبہ کا تلبغ رہوں کیوں کہ وہ رحیم ہے معاف کرنے والا ہے (بے شک) اور میرا دل رمشاء کی طرف مائل ہونے لگا جب میں نے یہ بات رمشاء کو بتائی تو اس نے میرے منہ پر تھپڑ مارا جو میری روح پہ لگا اور مجھے احساس ہوا کہ میں اپنی بیوی کے ساتھ نا انصافی کی ہر حد پار کر چکا ہوں تب میں نے سچے دل سے توبہ کی اور نوشین سے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگی جس کے بعد اب ٹھیک ہو گیا لیکن ایک دن اچانک گاؤں کے لوگ حویلی میں جمع ہو گئے ایک مقدمے کے ساتھ جس کا فیصلہ تمہارے اصلی بابا یعنی بدر کو کرنا تھا اس کے سامنے ان لوگوں نے میرے اور تمہاری ماں پر بد چلنی کے الزام لگائے اور ایک چھوٹی سی ویڈیو بھی دکھائی جسے دیکھ کر وہ تمہاری ماں پر بے اعتبار ہو گیا۔ تب تم پیدا ہونے والی تھی وہ دن حویلی پر قیامت بن کر ٹوٹا تھا بدر پر چلنے والی گولی نوشین نے خود کھالی اور اسے بچانے کے لیے بدر جلد بازی میں بدر رمشاء کو ایک طرف کرتا گرا گیا جس سے اس کے پیٹ میں چوٹ لگی اور وہ بحال ہو گئی۔ اس دن نہ تو تمہاری ماں بچ سکی اور نہ نوشین تمہارا باپ بنا کچھ پوچھے تمہیں برا بول رہا تھا اس لیے میں بنا کچھ سوچے تمہیں وہاں سے اٹھالایا مگر میرا مقصد تمہیں نقصان پہنچانا نہیں تھا بلکہ اس ازیت سے بچانا تھا جو شاید تمہاری ماں کے بعد تمہیں دی جاتی بد کردار ماں کی بیٹی بول کر لیکن مجھے معاف کر دو بیٹا مجھے یقین ہے اب بدر کو پتھرتاوا ہو گا کیوں کہ کوئی بھی فیصلہ جلد بازی میں نہیں کرنا چاہئے۔ اس لیے تم بھی

اسے معاف کر دینا اور مجھے بھی اور ہاں ایک آخری بات تمہاری منہ بولی خالہ بھی ہے جو تمہیں بہت پیار کرتی ہے اور تمہارا بھائی وہ سب بہت اچھے ہیں لیکن میں اپنی زندگی میں تمہیں ان سے نہیں ملوا سکتا کیوں کہ اگر میں وہاں گیا تو شدتِ ضبط سے ہی مر جاؤں گا اس لیے اب کی تصویریں اور اڈریس اسی ڈبے کے اندر موجود ہیں تم دیکھ لو۔

تمہارا بد بخت باپ

رجب

خط پڑھ کر وہ ابھی تک سناٹوں کی زد میں تھی اتنا بڑا سچ اس کی حقیقت اس کا اصل کیا تھا اس بات کو تسلیم کرنا کہ جسے وہ آج تک باپ مانتی آئی تھی وہ اصل میں اس کا کچھ تھا ہی نہیں کیسی بے بسی تھی وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی آنکھیں مکمل طور پر سوچ چکی تھیں رورو کر اسے کچھ سمجھ نہیں آیا وہ کیا کرے اور کیا نہیں اسے لگا آج وہ پاگل ہو جائے گی سچ میں۔



یہ سچ نہیں تھا ایک قیامت تھی جو روہاب پر ٹوٹی تھی اور اسے بھی توڑ گئی تھی اسے لگ رہا تھا اگر اس نے سانس بھی لیا تو وہ مر جائے گی وہ وہیں بیٹھ کر سب تصویریں دیکھ رہی تھی اسے اب سمجھ آئی تھی جنت کی دیوانگی اپنے لیے اور ان کا اتنا پیار کرنا کبھی تو وہ پریشان ہو جاتی کہ آخر کیوں وہ اس سے اتنی محبت کرتی تھیں مگر اب سب باتیں اس کی سمجھ میں آرہی تھیں۔

"روحی، روحی کہہ رہا ہوں مجھے ہمت بھوک۔۔"

حیدر باہر سے ہی اسے آوازیں دیتا اندر آیا تھا مگر اسے اس طرح زمین پر بیٹھ کر روتے دیکھ کر اس کے باقی الفاظ منہ میں ہی دم توڑ گئے وہ جلدی سے کھانا ایک طرف رکھتا اس کے پاس آیا اور اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام لیا

www.urdu novels mania.com

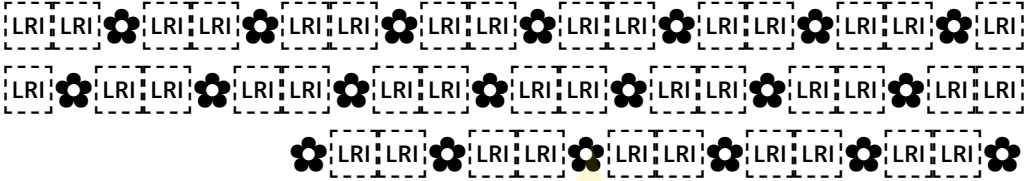
"کیا ہوا میری جان کیوں رو رہی ہو تمہیں پتا ہے نہ کہ تمہارے آنسو جتنے خاص ہیں کیوں اتنا رو رو کہ میرے دل کو لہو لہان کر رہی ہو۔۔؟"

اس کے آنسو اپنے پوروں پر چنتے وہ بولا کیا کچھ نہیں تھا اس کے لہجے میں، محبت، چاہت، دیوانگی اور سب سے بڑھ کر فکر جو صاف جھلک رہی تھی روہاب بنا کوئی جواب دیے اس کے سینے سے لگ کر مزید رونے لگی تو وہ اور بھی پریشان ہو گیا اور اس کا سر چوما "تم مجھے پریشان کر رہی ہو روح بنا تو سہی کچھ۔۔"

وہ بے بسی سے اس کی کمر سہلاتا ہوا بولا تو روہاب نے ہاتھ میں پکڑا خط اس کے سامنے کر دیا جسے حیدر نے سوالیہ نظروں سے دیکھا اور پھر کھول کر پڑھنے لگا جیسے جیسے پڑھتا گیا اسے روہاب کی تکلیف خود محسوس ہو رہی تھی ہلانکہ وہ پہلے بھی جانتا تھا یہ سب مگر پھر بھی یہ سب کافی اذیت ناک تھا اور وہ جس پہ یہ سب گزر رہا تھا اس کے لیے برداشت کرنا تو اور بھی زیادہ مشکل تھا اس لیے حیدر نے خط بند کیا اور بنا کچھ کہے روہاب کو خود میں بھیج دیا کیونکہ کبھی کبھی تسلی کے لیے وہ الفاظ ہی نہیں ہوتے جو سامنے والے کی تکلیف کو کم کر سکیں۔ اب وہ بنا کچھ بولے بس رونے میں مصروف تھی اور حیدر خود کو کنٹرول کرتا اسے رونے دے رہا تھا تاکہ اس کے اندر کا غبار کم ہو جائے۔

"بس اب چپ ایک آنسو اور نہیں بہت ہو گیا سنبھالو خود کو گزرے ہوئے ماضی کو یاد کر کے رووگی تو آنے والا کل بھی تاریک ہو جائے گا اس لیے خود کو مضبوط بناؤ خوشیاں تمہاری منتظر ہیں لیکن اس سے پہلے تمہیں خود کو مضبوط بنانا پڑے گا اٹھو شاباش۔۔"

حیدر اسے تسلی دیتا ہوا بولا اور اپنے ساتھ کھڑا کر کے اس کے آنسو صاف کیے اور اس کی دونوں آنکھیں چوم کر ماتھے پر اپنے لب رکھے تو روہاب نے سکون سے اپنی آنکھیں موند لیں



بدر صاحب اس وقت کرن کے گھر موجود تھے آنا تو طلال بھی چاہتا تھا اس دشمن جاں کو منانے جو اس سے بہت زیادہ ناراض تھی مگر اچانک ہونے والی ایمر جنسی میٹنگ کے لیے تمام ایس پی اور ڈی ایس پیز کو بلا لیا گیا تھا اس لیے اسے جانا پڑا اور اب وہ اکیلے کرن کے گھر موجود تھے کیوں کہ پہلے ہی وہ طلال کی وجہ سے کافی دیر کر چکے تھے

"السلام و علیکم! کیسے ہیں بدر صاحب آج تو ہمارے بھاگ کھل گئے جوشہر کے اتنے بڑے بزنس ٹائیکون ہمارے گھر پر موجود ہیں۔"

فضل صاحب اور فریحہ بیگم ایک ساتھ ڈرائنگ روم میں آئے تھے جب بدر صاحب کو وہاں دیکھ کر افضل صاحب نے شرارت سے کہا تو وہ مسکرا کر اٹھ کھڑے ہوئے اور ان سے گلے ملے

"بس مقصد ہی اس قدر نیک تھا کہ ہمیں خود آنا پڑا یہاں پر، بجا بھی آپ کیسی ہیں۔۔؟"

وہ مسکرا کر کہتے آخر میں فریخہ بیگم سے بولے تو وہ بھی سر ہلا کر افضل صاحب کے ساتھ کی صوفے پر بیٹھ گئیں جبکہ زہن ابھی ابھی ان کی بات میں اٹکا تھا

"نیک مقصد کیسا نیک مقصد اور یہ تو ہمارے لیے فخر کی بات ہوگی کہ ہم آپ کے کام آسکیں۔۔"

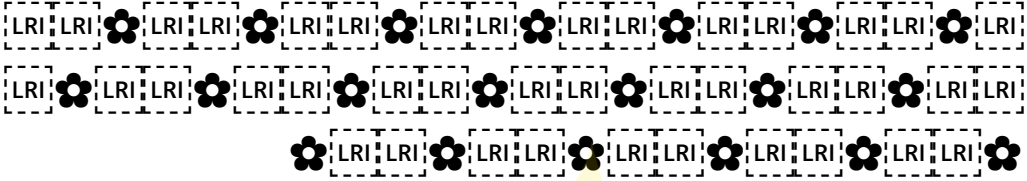
افضل صاحب الجبے ہوئے لہجے میں بولے تو انھوں نے اپنے دل کی بات ان دونوں کو بتائی اور ساتھ ہی طلال کی رضامندی اور ضد بھی کے کیسے وہ پاگل ہوا پھر رہا ہے کرن کے لیے جسے سن کر وہ دونوں خاموش ہو گئے تھے

"یہ تو ہماری بیٹی کی خوش قسمتی ہوگی کہ وہ آپ کے گھر کی بیٹی بنے مگر ہم ایک دفعہ اپنے دونوں بچوں سے ان کی رضامندی جاننا چاہتے ہیں کیوں کہ ہمارے لیے ان سے زیادہ کچھ بھی نہیں۔"

فریخہ بیگم مسکرا کر بولیں تو بدر صاحب نے بھی ان کی بات کی تائید کی

"بلکل سہی بات کی مجھے کوئی اعتراض نہیں آپ جب مرضی جواب دیں لیکن جواب ہاں میں ہونا چاہیے کیوں کہ یہ میری سب سے بڑی خواہش ہے کرن کو اپنی بیٹی بنانے کی۔۔"

وہ ضدی لہجے میں بولے تو فریحہ اور افضل صاحب بھی ان کی بات پر قہقہہ لگا اٹھے اور پھر سب آپس میں ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے جیسی ملازمہ چائے کے ساتھ باقی لوازمات لیے ڈرائنگ روم میں آئی تو فریحہ بیگم خود سب کو چائے سرو کرنے لگیں



"یا میرے خدا ناک ٹوٹ گئی میری، اندھے ہو کیا یا آتے ہوئے آنکھیں ادھا روئے آئے ہو کسی سے جاہل انسان۔۔"

کرن جو ابھی دروازے سے اندر داخل ہو رہی تھی جب کوئی زوردار طریقے سے اس سے ٹکرایا تھا اسے لگا سچ میں اس کی ناک ٹوٹ کر جو کر کی طرح اس کے ہاتھ میں آ جائے گی اس لیے ناک سہلاتے وہ سامنے والے پر چیخ پڑی

www.urdu novels mania.com

"کرن کیسی ہو تم۔۔؟"

طلال جو جلد بازی میں باہر نکل رہا تھا اچانک ہی جیسے کوئی ہوا کا جھونکا اس سے ٹکرایا ہوا بھی وہ سیدھا ہوا تھا جب نظر سامنے یونیفارم میں کھڑی آفت کی پر کالا پر پڑی جو سر پر کیپ

ٹکائے غصے میں اس پر چڑھ دوڑی تھی تبھی بے ساختہ تلال کے منہ سے پھسلا تو اس نے

جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھا کیوں کہ اس آواز کو تو وہ ہزاروں میں بھی پہچان سکتی تھی کیونکہ یہی تو تھا جو اسے عشق کے دشت میں ننگے پاؤں دوڑا رہا تھا کرن نے ایک بھر پور نظر اس پر ڈالی بکھرے بال کیپ سر کے بجائے بغل میں دبائے ایک ہاتھ میں سٹیک اور فائنل پکڑے دوسرے ہاتھ سے وہ فائل کا پیج پلٹ رہا تھا جو درمیان میں ہی اٹک کر رہ گیا تھا آنکھیں لال سرخ اس کے جاگتے رہنے کی غماز تھیں دل کے مقام پر لگی اس کے نام کی پلیٹ (بیج) جس پر ڈی ایس پی طلال چوہدری لکھا جگمگا رہا تھا

"السلام علیکم سر۔۔"

کرن نے سوال کا جواب دیے بغیر سلیوٹ کرتے اسے سلام کیا کیوں کہ وہ اس سے سینیر تھا اور یہی ان کی ڈیوٹی کا پہلا رول تھا کہ پرسنل اور پروفیشنل لائف کو کبھی بھی ایک ساتھ نہیں لاتے تھے

"وا علیکم السلام۔۔"

www.urdu novels mania.com

طلال نے ہاں میں سر ہلاتے اس کے سلام کا جواب دیا تو وہ ایک طرف سے ہوتی میٹنگ روم میں داخل ہو گئی جبکہ طلال اس کی حرکت پر صرف مسکرا ہی سکا بتایا تھا بدر صاحب نے کے کتنی ضدی ہے وہ اس لیے کچھ تو کرنا پڑے گا اسے منانے کے لیے یہی سب سوچتا وہ دوبارہ فائل میں مصروف ہو گیا کیوں کہ کچھ ہی دیر میں میٹنگ شروع ہونے والی تھی اس

لیے ابھی وہ صرف کام پر توجہ دینا چاہتا تھا جبکہ دوسری طرف کرن واشروم میں آکر اپنی آنکھوں سے آنے والی نمی کو روکنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی

انسان سب کچھ برداشت کر لیتا ہے مگر من پسند انسان کی بے رخی اور بے توجہی نہیں۔

اور یہی کرن کے ساتھ بھی ہو رہا تھا اس دن سے وہ طلال کو بھولنے کے کیے خود کو مکمل طور پر مصروف کر چکی تھی مگر آج اسے سامنے دیکھ کر اسے اپنی سارہ حفاظت اور بندھ کسی تنکے کی طرح ٹوٹتے محسوس ہو رہے تھے

شبِ فراق مجھے آج یوں ڈراتی ہے،

تیرے بغیر میری پہلی رات ہو جیسے..

تیرا سلوک مجھے روزِ خم تازہ دے،

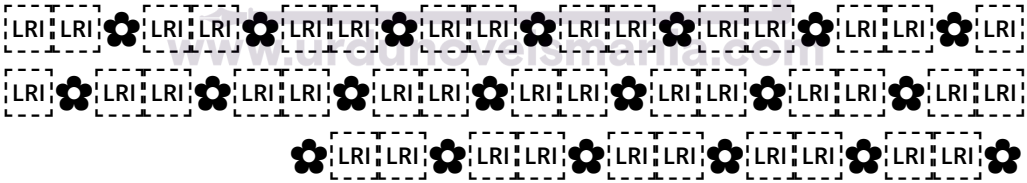
کسی کو پہلی محبت میں مات ہو جیسے..

محسن نقوی

وہ ٹھنڈے پانی سے منہ پر چھینٹے مارتی خود کو کمپوز کر کے باہر نکل آئی کیوں کہ اس کی ڈیوٹی ہر چیز سے پہلے تھی جس کے لیے وہ کسی بھی قسم کا کمپر وائز نہیں کر سکتی تھی

"میم پلیز یہ اس کیس کے اہم پوائنٹس ہیں آپ ایک دفعہ دیکھ لیں تاکہ میڈنگ میں کوئی مشکل نہ ہو۔۔۔"

وہ باہر آئی تو اسکی جونیر نے اسے ایک فائل دی جسے وہ خاموشی سے تھام کر دیکھنے لگی اور اسے چائے کا کستی خود چٹیر پر بیٹھ گئی تو وہ حیرانگی سے اسے دیکھنے لگی کیوں کہ یہ اس کا کوئی پانچواں کپ تھا چائے ان دو گھنٹوں میں لیکن وہ بنا کچھ بولے اس کے لیے چائے لینے چلی گئی اسے سمجھ نہیں آیا کہ کوئی چائے کے لیے اتنا کریزی بھی ہو سکتا ہے جتنی اس کی یہ ایس پی کرن تھی جو چائے کو پانی کی طرح استعمال کرتی تھی اور اس کی طلب تھی کہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتی تھی



انائیں تم پہ جچتی ہیں

ادائیں تم کو زیبا ہیں ♡

غورِ حُسن ہے تم کو تو اس میں کیا برائی ہے

حسین ہو حُسن کی تعریف پر پورا اُترتی ہو

نگاہ بے نگاہی سے کسی کو مار سکتی ہو

کسی کے دل کو ایڑی سے کہیں بھی روند سکتی ہو

ہتھیلی پر دیا رکھ کر ہوا کا راستہ روکو

کہ پاؤں ڈال کر دریا کو اُلٹی سمت بہنے کا اچانک عنذیہ دے دو ♡

ستارے نوچ کر زلفوں میں باندھو

چاند کو پہنو ♡

تمہارے جی میں جو کچھ آئے اُس پہ مشورہ کیسا

کسی سے پوچھنا کیسا

کہ دُنیا چیز ہی کیا ہے

پھر اس میں کیا برائی ہے

حسین ہو حُسن کی تعریف پر پورا اُترتی ہو ♡

تمہیں سب زیب دیتا ہے

حقیقت ہے.... تمہیں سب زیب دیتا ہے! ♥

یثم علی آغا

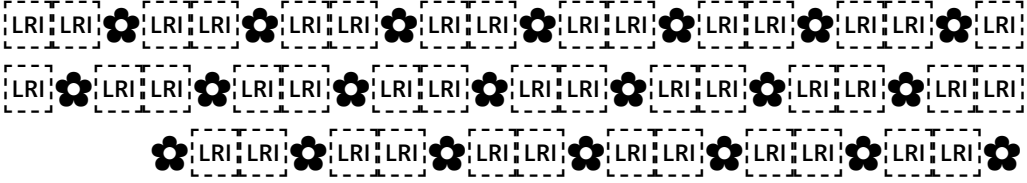
ابراہیم اپنی سوچوں سے کافی پریشان تھا اور یہی پریشانی غصے کی صورت ہر کسی ہر نکل رہی تھی اسے اپنے دل کی سمجھ نہیں آ رہی تھی جو تائشہ کو دیکھتے ہی اس رفتار سے دھڑکتا تھا کہ وہ خود حیران کو جاتا اپنی دھڑکنوں سے جو اس مغرور سی لڑکی کے پاؤں کی دھول بن جانا چاہتی تھیں اس کا دل کرتا پوری دنیا کو کسی ریوٹ کی مدد سے فریز کر دے اور خود تائشہ کے ساتھ اس کے آس پاس رہے کوئی دوسرا ان دونوں کے درمیان نہ آ سکے جو انہیں ڈسٹرب کرے یا تائشہ کو اپنی طرف متوجہ کرے کیونکہ جب وہ ابراہیم کو نہیں دیکھتی تھی تو اس کا شدت سے دل چاہتا کہ وہ اس کی آنکھوں پر اپنی حکومت چلائے کہ وہ صرف اسے دیکھیں وہ اس کی آنکھوں میں اپنے نام کے سنے سجانا چاہتا تھا جو کافی مشکل کام تھا کیوں وہ تو نظر اٹھا کے اسے دیکھتی بھی نہیں تھی اور وہ تھا کہ اس کے لیے پاگل تھا اور اسی لیے آج وہ اپنے جان سے عزیز دوست زرتاج کے پاس آیا تھا وہ تھا تو ایک بلیک ہارٹ لیکن ابراہیم اور وہ ایک قلب دو جان تھے پوری دنیا اس کے قہر سے ڈرتی تھی اور وہ ابراہیم کی

ناراضگی سے کیونکہ ابراہیم اس کا بیسٹ فرینڈ کم بھائی زیادہ تھا جس کے لیے وہ دنیا کو تباہ و برباد کر سکتا تھا اور یہی وجہ تھی کہ ابراہیم نے بھی کبھی کوئی اور دوست نہیں بنایا تھا سکول سے کالج اور کالج سے یونیورسٹی تک وہ ساتھ تھے اور سب انہیں مسٹیریس بوائز کہتے تھے کیوں کہ وہ دونوں کبھی کسی سے بات تک کرنا گوارہ نہیں کرتے تھے اور اگر کوئی کوشش بھی کرتا تو وہ اس قدر سپاٹ لب و لہجہ اپناتے کہ ڈر کے مارے کوئی دوبارہ ہمت ہی نہ کرتا۔ اب بھی وہ اس کے گھر آیا تھا جو پورا پورا بلیک کلر کا تھا کہیں کہیں کوئی سنہری پردے اور ڈیکوریشن پیس پڑے تھے کیوں کہ وہ بلیک ہارٹ تھا اسے سب کا لاپسند تھا وہ ہمیشہ ایک بات کرتا

"کالا رنگ بڑا فادار ہوتا ہے یہ دوسرے رنگوں کی طرح اپنی اصلیت نہیں بدلتا اور جو اسے بدلنے کی کوشش کرتا ہے اسے بھی اپنے رنگ میں رنگ لیتا ہے مگر بدلتا پھر بھی نہیں۔۔"

www.urdu novels mania.com

وہ خود بھی ابراہیم کو ایسا ہی لگتا تھا جو خود نہیں بدلتا تھا بلکہ اپنے آپ کو بدلنے والوں کو بھی اپنے رنگ میں رنگ لیتا کے دشمن بھی اس کی تعریف کیے بنا نہیں رہ سکتے تھے



غرو رٹوٹ گیا، اپنی حد میں آ گئے ہیں
انا پرست محبت کی زد میں آ گئے ہیں

میں گل ملاؤں تو اتنے نہیں ملے مجھ کو
جو غم تمہاری محبت کی مد میں آ گئے ہیں

میں ٹھیک ہوں بھی تو لگتا ہے روپڑوں کا ابھی
تمہارے دکھ تو مرے خال و خد میں آ گئے ہیں

زرتاج نے ایک جذب کے عالم میں شعر پڑھا تھا جب ابراہیم نے خونخوار نظروں سے اسے
دیکھا جو طنز کرنے سے باز نہیں آ رہا تھا

"کیا مطلب ہے اس کا میں یہاں اپنے دکھ بتا رہا ہوں اور تجھے شعر و شاعری کی پڑی ہے۔۔"

ابراہیم نے غصے سے گھورتے کہا تو بھی وہ ٹس سے مس نہ ہوا
 "انا پرستوں کو جب محبت ہوتی ہے نہ تو وہ بالکل پاگل ہو جاتے ہیں کیونکہ جس کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں جھکا سکتی اسے محبت اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور و بے بس کر دیتی ہے۔۔"
 وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولا مگر سامنے بھی اس کا جگر تھا جو اس کے حال سے باخوبی واقف تھا اور اس کا ایک ایک لفظ اچھے سے سمجھتا تھا

"بھابھی نہیں مانیں کیا زر۔۔؟"

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا پوچھنے لگا تو وہ قرب سے مسکرایا
 "جو میں نے اس کے ساتھ کیا ہے نہ اس کے بعد وہ میری شکل پر تھوکنہ بھی پسند نہیں کرتی معافی تو دور کی بات ہے۔۔"

وہ مسکرا کر بولا پھسکی مسکراہٹ کے ساتھ یا شاید ابراہیم کو لگا

"تم کہو تو میں بات کرتا ہوں اور سارا سچ بھی بتا دوں گا۔۔"

اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر ابراہیم نے کہا تو اس نے خونخوار نظروں سے اسے دیکھا

"اگر تم میرا جگر ہونہ ابراہیم تو وہ میرا دل ہے تم دونوں کے بغیر میں زندہ نہیں رہ سکتا لیکن جیسے دل کا کام جگر سے الگ ہے ویسے ہی جگر کا کام بھی یہی ہے کہ وہ اپنے کام سے کام رکھے۔۔ اور تم جو بات کرنے آئے ہو وہ کرو سمجھے۔۔"

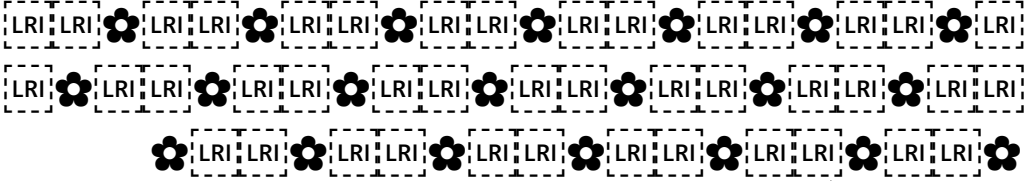
زر نے سنجیدگی سے کہا تو ابراہیم خاموش ہو گیا جانتا تھا وہ کتنا ضدی ہے اور منت کے معاملے میں تو وہ حد سے زیادہ جنونی بھی تھا جس کا اندازہ شاید اسے خود بھی تھا اسی لیے تو ابراہیم کو بھی اس کے معاملے میں بالکل خاموش کروادیا تھا

"اب بتائیں کیا کروں میں نہیں چاہتا کہ اس کی عزت پر حرف آئے کیونکہ حراجونی موقع نہیں جانے دیتی اس پر بڑھائی حاصل کرنے کا۔۔"

وہ ساری بات بتا کر پریشانی سے بولا تو زرتاج نے ہاں میں سر ہلایا

"چل کوئی نہیں تو بس اپنے اور بھابھی کے بارے میں رومینٹک سوچ باقی لوگوں کو تو میں دودھ میں سے مکھی کی طرح نکال لوں گا۔۔"

وہ شرارت سے بولا تو ابراہیم مسکرا دیا اس کی بات پر اب اسے کیا بتاتا کہ وہ تو دیکھے بنا ہی اس کا اتنا دیوانہ ہے اگر دیکھ لیا تو تائشہ کی نازک جان کہاں اس کی شدتیں برداشت کر پائے گی کیونکہ وہ دونوں ایک دوسرے کی پرچھائی تھے اگر زرتاج جنونی تھا تو ابراہیم کتنا ہوگا



روہاب جب سے گھر آئی تھی اپنے کمرے میں بند تھی حیدر بھی اس کی حالت سمجھتا اسے ڈسٹرب کیے بنا باہر چلا گیا اور جنت تو پہلے کی کسی چیرٹی فمکشن میں گئی تھیں من ویر کے ساتھ اس لیے گھر میں صرف تائشہ اور روہاب تھیں اسی لیے حیدر جانے سے پہلے تائشہ کو اس کا خیال رکھنے کا کہتا خود کسی ضروری کام سے چلا گیا تو تائشہ فکر مندی سے اس کے کمرے میں آئی اور اسے کمفرٹ میں دیکھ کر دونوں ہاتھ کمر پر رکھے لڑاکا عورتوں کی طرح بولی

"اب اٹھ بھی جایا بیمار ہو کے میرے بھائی سے خدمت کروانا چاہتی ہے سب سمجھتی ہوں میں لڑکی۔۔"

اس کا کبل منہ سے اتارتے اس نے مصنوعی غصے سے کہا مگر اس کے ہچکیاں کھاتے وجود کو دیکھ کر وہ سچ میں پریشان ہو گئی تھی

"روح کیا ہوا میری جان کیوں رو رہی ہو۔۔ بھائی سے جھگڑا ہوا ہے کیا؟"

وہ اس کے پاس بیٹھتی فکر مندی سے بولی تو روہاب نے آنکھیں بند کیے ہی نفی میں سر ہلایا

"تو کیا ہوا یا راسیے کیوں رو رہی ہو پہلے ہی جسم بخار سے تپ رہا ہے اوپر سے اتنا رو رو کے خود کو ہلکان کر رہی ہو۔۔"

اس کا ماتھا اپنے ہاتھوں سے چھو کر وہ فکر مندی سے بولی تو روہاب نے آنسو صاف کیے اور اس کی گود میں سر رکھ دیا جسے تائشہ آہستہ آہستہ دبائے لگی

"تا شوب آپ کا دل دکھے تو کیا کرنا چاہیے۔۔؟"

وہ بھاری ہوئی آواز کے ساتھ پوچھنے لگی پہلے تو تائشہ حیران ہوئی مگر پھر محبت سے بولی

"تو ہمیں سامنے والے کو سمجھنا چاہیے کہ شاید اس نے کسی مجبوری میں یا تکلیف میں ہماری دل آزاری کی ہوگی کیونکہ جانتے بوجھتے تو کوئی بھی ایسا نہیں کرتا نہ۔۔ اس لیے درگزر کرنا چاہیے میری جان۔۔"

اس کا سر دباتی وہ سمجھانے والے انداز میں بولی

"اگر معاف نہ کیا جائے تو۔۔ پھر بھی کرنا چاہیے۔۔؟"

وہ پھر سے بولی تو تائشہ کو تشویش ہونے لگی کیوں کہ بخار مزید بڑھ رہا تھا

"ابھی تم چپ کرو اور کچھ نہ سوچو سمجھی میں ماماں کو کال کرتی ہوں وہ جلدی سے واپس آ جائیں کیوں کہ مجھے تمہاری طبیعت پہلے سے بگڑتی محسوس ہو رہی ہے۔۔"

وہ پریشانی سے اپنے کمرے کی طرف بھاگی اور جلدی سے جنت کا نمبر ڈائل کر کے انھیں فون کرنے لگی جو اگلی ایک دو بیل کے بعد رسیو بھی کر لیا گیا تھا



"یہ ہے امجد تنلا جرم کی دنیا کا ایک نامور بد معاش۔۔ سمگلنگ، بھتہ خوری، شراب کی فروخت، مرڈر اور ریپ جیسے کئی کیس ہیں اس پر مگر یہ اتنا طاقتور ہے کہ ہر دفعہ بچ نکلتا ہے بس اسی کی گردن پر پاؤں رکھنا ہے ہمیں اور اسے جہنم واصل کرنا ہی ہماری ٹیم کا اہم مشن ہے۔۔ پہلے بھی کئی دفعہ ہم کوشش کر چکے ہیں مگر ہر دفعہ اس کیس کو ہینڈل کرنے والے آفیسر کو یا تو مار دیا جاتا ہے یا پھر بھاری رقم دے کر اس کا منہ بند کر دیا جاتا ہے۔۔"

کمیشنر صاحب کی آواز پورے میننگ روم میں گونج رہی تھی اور ساتھ ہی ساتھ سکرین پر اس انسان کے تمام کالے کرتوتوں کی تصویریں بھی چل رہی تھیں جسے وہ ایک ریوٹ سے آگے پیچھے کر رہے تھے

"سر میں ہینڈل کروں گا اس کیس کو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ اور جو بھی کرنا پڑا کر گزروں گا پھر چاہے جان کی بازی ہی کیوں نہ لگانی پڑے۔۔۔"

اس نے ایک عزم سے کہتے آخر میں سر سر سی سی نظر کرن پر ڈالی جس نے بے چینی سے پہلو بدلاتھا اس کی آخری بات پر

"ماشاء اللہ ہمیں یہی امید تھی تم سے طلال بے شک تم ایک قابل اور نڈر آفیسر ہو ہماری طرف سے تمہیں مکمل مدد دی جائے گی اور دوسری بات تم اپنی ٹیم خود سلیکٹ کر لو جو بھی کرنا چاہو۔۔۔"

انہوں نے فخر سے کہتے آخر میں سب آفیسرز کی طرف اشارہ کیا تو طلال نے بھی ایک بھرپور نظر سب پر ڈالی

"ایس پی کرن افضل اور انسپیکٹر امام کو میں شامل کرنا چاہتا ہوں باقی ٹیم ہم بعد میں مل کر ڈیسائنڈ کر لیں گے۔۔"

طلال نے کہا تو امام اور کرن اٹھ کھڑے ہوئے،، امام تو کافی پر جوش تھا مگر کرن نے خونخوار نظروں سے اسے گھورا مگر وہ بھی تلال تھا شان بے نیازی سے دوبارہ کمیشنر کی طرف متوجہ ہو گیا اور ان سے باقی کے معاملات طے کرنے لگا جبکہ وہ اس کی حرکت پر سرتا پاسلگ کر رہ گئی

"آفسیریہ ہے اس کیس کی مکمل فائل جس میں ساری ڈیٹیلز کے ساتھ ساتھ کچھ اہم ثبوت بھی ہیں اور ہاں ایک اور بات اس کیس کے بعد آپ کو بہت طریقوں سے پریشان کیا جائے گا مگر آپ نے ثابت قدم رہنا ہے۔۔"

اس کو فائل تھماتے کمیشنر صاحب نے کہا تو وہ مسکرا دیا

"تھینک یو سوچ سراسر اس مدد کے لیے آپ بالکل پریشان نہ ہوں میں سنبھال لوں گا اور اگر کسی بھی قسم کی کوئی مدد چاہئے ہوئی تو آپ سے رابطہ ضرور کروں گا۔۔"

وہ پراعتما دلچے میں کہتا انہیں سلیوٹ کرتا باہر نکل آیا اور قدم کینٹین کی طرف بڑھائے جہاں کرن اور امام کو اس نے انتظار کرنے کا کہا تھا

کینیٹن میں داخل ہوا تو وہ چائے پینے میں مصروف تھی اور ساتھ ہی ساتھ موبائل پر سکرولنگ کرنے میں اتنی مہو تھی کہ آس پاس کا کوئی دیحان ہی نہیں تھا جبکہ امام ادھر ادھر دیکھ کر ٹائم پاس کر رہا تھا جیسی نظر طلال پر پڑی تو جلدی سے اٹھ کر اسے سلوٹ کیا جب کہ وہ ہنوز ویسے ہی بیٹھی اپنے آپ میں مگن تھی

طلال نے امام کو چائے لینے بھیجا اور خود اس کی جگہ پر بیٹھ کر کرن کو دیکھنے لگا پولیس یونیفارم میں سر پر حجاب باندھے کیپ ٹکائے پولیس کے ہی بھاری بوٹ پیروں میں پہنے وہ بالکل لاپرواہی بیٹھی تھی آنکھوں پر لمبی گھنی پلکیں سایہ فگن تھیں اور خوبصورت سے ہونٹ سنجیدگی سے آپس میں پوست تھے

urdu
novels mania
www.urdu novels mania.com

بھی رُک گئے بھی چل دیئے
بھی چلتے چلتے بھٹک گئے

یونہی عمر ساری گزار دی
یونہی زندگی کے ستم سے

کبھی نیند میں کبھی ہوش میں
تو جہاں ملا تجھے دیکھ کر

نہ نظر ملی نہ زباں ملی
یونہی سر جھکا کے گزر گئے

کبھی زلف پر کبھی چشم پر
کبھی تیرے حسین وجود پر

جو پسند تھے میری کتاب میں
وہ شعر سارے بکھر گئے

مجھے یاد ہے کبھی ایک تھے
مگر آج ہم ہیں جدا جدا



وہ جدا ہوئے تو سنور گئے
ہم جدا ہوئے تو بکھر گئے

کبھی عرش پر کبھی فرش پر
کبھی اُن کے در کبھی در بدر

غمِ عاشقی تیرا شکریہ
ہم کہاں کہاں سے گزر گئے

گھمبیر بوجھل لہجے میں طلال نے غزل پڑی تو کرن نے حیرانگی سے پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا
جو خوبصورت سی مسکراہٹ کے ساتھ ایک کہنے ٹیبل پر رکھے چہرہ ہاتھ پر ٹکائے اسے ہی
دیکھنے میں مصروف تھا

حیرت لے لے کہ آنکھوں میں وہ ان کا دیکھنا تو بہ
الہی اُن کو دیکھیں یا پھر ان کا دیکھنا دیکھیں

ایک اور شعر پڑھا تو کرن سٹپٹا گئی اور غصے میں اسی پر چڑھ دوڑی
 "یہ کیا بے ہودگی ہے آپ کو شرم نہیں آتی ڈی ایس پی صاحب اپنی کو لیگ سے اس طرح
 کی بے ہودہ گفتگو کرتے ہوئے۔۔؟"

وہ اپنی شہد رنگ آنکھوں میں غصہ سمائے نیچی آواز میں غرائی تو طلال نے پیار سے اس کا
 یہ پھر اہواروپ دیکھا جو بلکل شیرنی لگ رہی تھی جو ابھی اس پر جھپٹ پڑے گی

ہم تو نادم ہیں اندام پر اپنے
 رحم آتا ہے اب حال پر اپنے
 تجھے دیکھا تو یہ محسوس ہوا
 تو بھی اب بھن زدہ ہے انداز پر اپنے
 نمیش شاہ ♥

اس نے ایک دفعہ پھر شعر پڑھا تو کرن زچ ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی کیوں کہ اب اگر وہ مزید بیٹھتی
 تو ضرور رو دیتی اور یہی وہ نہیں چاہتی تھی

"میرے خیال سے میٹنگ کا ٹائم ختم ہو گیا باقی کی ڈیٹیلز میں امام سے لے لوں گی اللہ حافظ۔۔"

وہ بول کر مڑی تھی جب طلال نے غصے سے اس کی کلائی دبوچی

"خبردار اگر تم نے امام سے بات بھی ہی سمجھی طلال چوہدری کو یہ بات پسند نہیں کہ اس کی ملکیت پر کوئی غیر نظر رکھے ورنہ اس کی حالت کی ذمہ دار تم خود ہوگی۔۔"

شعلہ بارنگاہوں سے اسے گھورتے طلال نے ایک ایک لفظ چبا کر کہا تو کرن کی ریڑھ کی ہڈی سنسنائی اٹھی اس کے تیور دیکھ کر مگر پھر بھی ہمت کر کے گویا ہوئی

"میں آپ سے ڈرتی نہیں سمجھے اور نہ ہی میں آپ کی ملکیت یا کوئی زر خرید غلام ہوں جس پر آپ اپنی مرضی تھوپ دیں گے اور میں کسی گائے کی طرح چپ رہوں گی میں کرن بیگ ہوں سمجھے۔۔"

وہ غصے سے اپنی کلائی چھڑوا کر بولی تو طلال مسکرا دیا

"ابھی نہیں ہو لیکن بہت جلد ہو جاؤ گی اور دوسری بات مجھے ضد نہیں دلاؤ ورنہ تمہاری ننھی سی جان کے لیے اچھا نہیں ہو گا کیوں کہ میں کافی شدت پسند انسان ہوں جو اپنی چیزوں اور اپنے سے جڑے رشتوں کے لیے پاگل ہے اور اگر میں ضد پر آ گیا تو تمہیں بے بس کرنے میں مجھے بالکل وقت نہیں لگے گا۔"

اس کے قریب ہوتے وہ گھمبیر سرگوشی میں معنی خیزی سے بول رہا تھا جبکہ کرن کا دل اس کی باتوں پر کانوں میں دھڑکتا سنائی دے رہا تھا کان کسی دھوکنی کی طرح چل رہی تھی جب اس نے گھبرا کر اسے پیچھے دھکیلا اور قدم پیچھے کو اٹھائے

"ڈرتی نہیں ہولال بیگ کہیں کہ اور نہ ہی کوئی مجھے بے بس کر سکتا ہے۔۔ اووو۔۔"

وہ کہہ کر باہر بھاگ گئی تو طلال اس کی حرکت پر قہقہہ لگا اٹھا جو جاتے ہوئے اسے منہ چڑھانا نہیں بھولی تھی

LRI♥LRI♥LRI♥LRI♥LRI♥LRI♥LRI♥LRI♥LRI♥LRI♥LRI♥LRI♥LRI♥LRI♥LRI♥LRI♥
LRI♥LRI♥LRI♥LRI♥LRI♥LRI♥LRI♥LRI♥LRI♥LRI♥

میں تیری آنکھوں کا ساحل
میں تیرے دل کے ہی قابل

تو مسافر میں تیری منزل

عشق کا دریا ہے بہتا
ڈوب جا تجھ سے ہے کہتا
آ میری بانہوں میں آ کہ مل



وہ شرابی کیا شرابی
دل میں جس کے غم نہ ہو
لٹ گیا سمجھو شرابی
پاس جس کے ہم نہ ہوں

اوساتی ساتی رے ساتی ساقیہی
آ پاس آ رہ نہ جائے کوئی خواہش باقی

فل والیم میں گانا چلائے اس وقت ڈانسر نیم برہنہ جسم کے ساتھ فلور پر ناچنے میں مصروف تھی اور سامنے وہ ایک ہاتھ میں شراب کا گلاس پکڑے دوسرا ہاتھ اپنے ساتھ بیٹھی لڑکی کے کندھے کے گرد لپیٹے حسن و شباب کے نشے میں مکمل ڈوبا اپنی دنیا آخرت بھلائے بیٹھا امجد تتلا تھا

اس کے حسین وجود کو دیکھتے اس کی آنکھوں میں حوس اترنے لگی تو اس لڑکی کو چھوڑتا لڑکھاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور آہستہ آہستہ اس کے پاس جانے لگا جب کہ ڈانسر بھی ہاتھ کے اشارے سے مسلسل اپنے پاس بلا رہی تھی

urdu
novels mania
www.urdu novels mania

تیرے جیسی معشوقہ مجھے یار چاہیے

نہ پیسا چاہیے نہ ہی قرار چاہیے

تیرے جیسی معشوقہ مجھے یار چاہیے

نہ پیسا چاہیے نہ ہی قرار چاہیے

اس ڈانسر کو پیچھے سے ہگ کرتے اس کے جسم کو اپنے ہاتھوں سے چھو کر محسوس کرتے وہ ساتھ ساتھ جھومنے لگا اور مدہوش ہونے لگا

یہ حسن کا ہے خمار میرا
تجھ پہ ہے چھایا جو
قربان ہوا مجھ پہ جو
خوش نصیب بڑا ہے وہ

اس کی طرف گھوم کر ڈانسر نے ایک بازو اس کی گردن میں حائل کیا اور دوسرے سے اس کے چہرے کو چھونے لگی اور وہ جسم کا پجاری اس کے جسم کو خود میں شدت سے بھیجنے لگا جب اگلے کی لمحے لہرا کر نیچے گر پڑا اور ساتھ ہی وہ لڑکی کھڑی ہو گئی جو صوفے پر بیٹھی انگارہ آنکھوں سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی

"کیا کیا تم نے انھیں۔۔؟"

وہ دھاڑ کر بولی مگر ڈانسر خاموشی سے اس کو دیکھے گئی اور اگلے ہی لمحے اس نے ایک چھوٹی سی پن اس کی طرف پھینکی جو اس کے کندھے میں پیوست ہو گئی اور تھوڑی دیر میں وہ بھی بے ہوش ہو گئی

"بلڈمی ایڈیٹس۔۔"

ان کے جسم کو ایک ایک لات رسید کرتی وہ کسی کو کال کرنے لگی مگر اگلے ہی لمحے اس کی چیخ گونج اٹھی اپنی گردن پر چاقو دیکھ کر

[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥
[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥

جنت اور من ویر تائشہ کی کال سنتے فوراً گھر آ گئے تھے اور اب جنت اور روہاب ماضی کو یاد کر کے رونے میں مصروف تھیں

"جنت تم بچی کو سنبھالنے کی بجائے خود بچی بن گئی ہو پہلے ہی اس کو اتنی ویکس ہے یار۔۔"

من ویر کب سے دیکھ رہے تھے آخر کار بول ہی پڑے تو جنت آسودگی سے مسکرا دیں اور روہاب کا ماتھا چوما

"روہاب جو بھی ہو اسب کو اس کی سزا مل چکی ہے میری جان تمہارے بابا کا جرم صرف اتنا تھا کہ انھوں نے اپنی بیوی کے معاملے میں جلد بازی سے کام لیا اور یاد رکھنا جلد بازی کے فیصلے رشتوں کو اجگر کی طرح منگل جاتے ہیں۔۔۔۔"

وہ اسے سمجھاتے ہوئے بولیں جو سوسوں کرنے میں مصروف تھی

"اور بیٹا ہم سب اس چیز کے گواہ ہیں کہ وہ بہت تڑپا ہے تمہارے لیے تمہیں دیکھنے کے لیے کیوں کپ قدرت نے خود اس کو سزا دی تھی کہ اس کی بیوی اسے چھوڑ کر چلی گئی اور اس کی بیٹی کی ایک جھلک بھی اسے دیکھنی نصیب نہیں ہوئی تھی مگر اب میں اور جنت یہی چاہتے ہیں کہ تم اسے معاف کر دو اور اس کی اتنے برسوں کی ریاضت کو سکون دو۔۔۔"

من ویر ٹھہرے ہوئے لہجے میں اسے سمجھانے لگے تو وہ کافی حد تک مطمئن ہو گئی کیوں کہ سب سے زیادہ خسارے تو اس کے باپ کے حق میں آئے تھے کیوں کہ جنت اسے سب بتا چکی تھی کہ کس طرح سب نے اس سے اپنا تعلق ختم کر کے اسے اکیلا کر دیا ہوا ہے

"میں انہیں معاف کروں گی اور آپ سب کو بھی انہیں معاف کرنا ہوگا کیوں کہ میں اپنے بابا کو یوں بے سکون نہیں دیکھ سکتی۔۔"

وہ بھی دل سے پر سکون ہوتی بولی تو سب مسکرا دیے
 "ہاں ہاں کیوں نہیں ہم تو اپنی بیٹی کے لیے کچھ بھی کریں گے۔۔"
 من ویر اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھتے ہوئے بولے

"تو دیر کس بات کی آج ہی حویلی چلتے ہیں جہاں سے اس سب کی شروعات ہوئی تھی اس
 کڑواہٹ کو ختم بھی وہیں کریں گے۔۔"

جنت نے خوشی سے کہا تو سب کو اس کی تجویز پسند آئی
 "ہاں بھئی چلو ساے جلدی سے تیاری کرو خوشیاں ہماری منتظر ہیں میں تمہارے نالائق
 وکیل کو بھی بتادوں کے سیدھا ادھر ہی آجائے۔۔"

من ویر کہتے اپنا موبائل نکال کر حیدر کو کال کرنے لگے جبکہ تالشہ، جنت اور روہاب بھی
 مسکرا کر اپنی اپنی تیاری کرنے لگیں



"باوجہ اس آدمی نے جان بوجھ کر میری تیار فصل کو آگ لگائی ہے کیوں کہ اس کی فصل اس دفع اتنی اچھی نہیں ہوئی جتنی میری اس لیے حسد میں آ کہ اس نے یہ سب کیا ہے۔۔"

حویلی کے صحن میں ہمیشہ کی طرح پنچایت لگی ہوئی تھی اور باوجہ سربراہی کرسی پر بیٹھی سب کچھ تحمل سے سن رہی تھیں سفید سوٹ پہنے سفید دودھیارنگت، بال بھی مکمل سفید ہو چکے تھے وہ مکمل نور کا پیکر لگ رہی تھیں جسے دیکھ کر ہی پاکیزگی کا احساس ہونے لگے

"نہیں باوجہ میں نے ایسا کچھ بھی نہیں کیا میں کیوں حسد کروں گا یہ میرے بھائی کی طرح ہے اور رزق تو خدا کی دین ہوتا ہے کبھی کم کبھی زیادہ اس میں حسد یا لالچ کی کیا بات۔۔"

دوسرا شخص اپنی صفائی دیتا ہوا بولا تو باوجہ نے ہاں میں سر ہلایا

"کوئی اور شخص جو اس بات کی شہادت دینا چاہتا ہو کہ ان میں سے کون سچ بول رہا ہے کون جھوٹ مگر یاد رہے شہادت خدا کو گواہ مان کر دی جائے اور جو جھوٹ کہے خدا کے قہر کا مستحق ہو۔۔"

باؤجی کہ سنجیدہ اور سخت آواز حویلی میں گونجی تو ہر طرف خاموشی چھا گئی ہر کوئی چپ کی چادر اوڑھ کر بیٹھ گیا کیوں کہ خدا کو حاضر ناظر جان کر شہادت دینا کوئی معمولی بات نہ تھی اسی لیے سب خاموش رہے کیوں کہ کوئی بھی اس واقعے کو صحیح سے نہیں جانتا تھا

"باؤجی میں کچھ بولنا چاہتا ہوں۔۔"

خاموشی میں ایک دم ہلچل ہوئی اور ایک بارہ تیرہ سالہ لڑکا اٹھ کر اجازت مانگنے لگا تو باؤجی نے سر ہلا کر اسے اجازت دی

"باؤجی میں اور میرے کچھ دوست اس کھیت کے ساتھ والے خالی میدان میں کھیل رہے تھے جب ہمارا ایک دوست ماچس اور کچھ مکئی کے دانے لے آیا ہم سب کھیل چھوڑ کر مکئی کو بھوننے لگے جب اچانک ہوا کی وجہ سے آگ کے شعلے اس کھیت کی طرف اڑ گئے اور آگ لگ گئی ہم نے بجھانے کی بہت کوشش کی مگر وہ نہیں بجھی یہ دیکھ کر ہم سب وہاں سے بھاگ گئے۔۔"

لڑکا سر جھکائے ساری بات بتا کر بولا تو ہر طرف چیمگوئیاں ہونے لگی جب اس لڑکے کا باپ بھی اٹھ کر ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا

"ہمسسم دیکھو بچے تم لوگوں کی چھوٹی سی غلطی کی وجہ سے کسی کا بہت بڑا نقصان ہو گیا مگر ہمیں خوشی ہے کہ تم نے جھوٹ بولنے یا چھپانے کی بجائے اپنی غلطی بھری پنچایت میں تسلیم کی اس لیے ہم تمہیں انعام دیں گے اور جہاں تک فصل جلنے کی بات ہے یہ ایک غلطی کی وجہ سے ہوا اس لیے آپ کی اکرم کو غلے سے دس من گندم دی جائے اور ساتھ ہی ساتھ اکرم خوشی محمد سے اپنے بے بنیاد الزامات کی معافی بھی مانگے۔"

باؤجی نے تحمل سے فیصلہ سنایا تو سب لوگوں نے ان کے فیصلے کی بھرپور حوصلہ فضا کی

www.urdu novels mania.com

سب لوگ اسی میں مصروف تھے جب حویلی کے گیٹ سے ایک ساتھ تین چار گاڑیاں ایک ساتھ داخل ہوئیں تو سب لوگ اس طرف متوجہ ہو گئے جب پہلی گاڑی کا گیٹ کھول کر جنت اور من ویر باہر نکلے باؤجی تو بلکل سن سی کو گئیں آج برسوں بعد انہیں دیکھ کر۔۔ تبھی

دوسری گاڑی میں سے تاشہ اور روہاب نکلیں اور تیسری گاڑی میں سے حیدر مسکراتا ہوا نکلا

ان سب کو ایک ساتھ دیکھ کر گاؤں والے خوشی سے جھوم۔ اٹھے تھے مگر اس نئی لڑکی کو کوئی نہیں پہچانتا تھا جو پیچھے کھڑی سب کو حیرانگی سے آنسو بھری آنکھوں سے دیکھ رہی تھی جو من ویر کے ہاتھ چوم رہے تھے کیوں کہ اس گاؤں میں بہت کام کیا تھا من ویر نے

اے شہر! تیرے ہل قلم بے ضمیر ہیں
ہم جو عظیم لوگ ہیں ہم بے ضمیر ہیں

اے دخترن شوخ و بدن صندلین شہر
ہم لوگ التفات کے قابل نہیں ہیں
زنہار ہم کو وصل سے کرنا نہ شاد کام
ہم حسن کی زکات کے قابل، نہیں ہیں

ہم سب تمہارے سر کی قسم بے ضمیر ہیں

اے شہر! تیرے ہل قلم بے ضمیر ہیں

ہم کازبوں کی بات کا کیا خاک اعتبار
اپنی ہر اک غزل میں رواں ہیں بہ سوئے دار
یوں دیکھیے تو دیر و حرم سے ہمیں ہے عار
درپردہ ہم ہیں دیر و حرم کے وظیفہ خوار

ہم باغیان دیر و حرم، بے ضمیر ہیں
اے شہر! تیرے ہل قلم بے ضمیر ہیں

روح عوام، زخم سے، ہم غزل کہیں
اک شہر سو گوار رہے، ہم غزل کہیں
اک خلق اپنا درد کسے، ہم غزل کہیں
محبت کشوں کا خون ہے، ہم غزل کہیں

کیا رہ گیا ہمارا بھرم، بے ضمیر ہیں
اے شہر! تیرے ہل قلم بے ضمیر ہیں

ہم اک عجب غرور سے لے کر ادب کا نام
اے سامعین! تم پہ مسلط ہیں صبح و شام
ہو بولنے کا وقت تو گونگے بنے رہیں
اہل سخن ہیں اور سخن کے نمک حرام

ہم دم بھریں گے فن کا، یہ دم؟ بے ضمیر ہیں
اے شہر! تیرے ہل قلم بے ضمیر ہیں

www.urdu novels mania.com

باطل پرست، حرف انا الحق کے سود خوار
ہم بیچ کھائیں سرمد و منصور کے مزار
بعد از وقوع واقعہ سینہ زنی میں طاق
پرسہ جود تو سارے زمانے کے سو گوار

ہم ماہر ان پیشہ غم، بے ضمیر ہیں
اے شہر! تیرے ہل قلم بے ضمیر ہیں

ہم نسل سے ہیں ابن بطوطہ کی بالیقین
روداد ہم سے چین کی، ماچین کی سنو
یہ مت سنو کہ شاہ کا بندوں سے کیا ہے طور
تعریف صرف شاہ کے آئین کی سنو

یہ داد اپنے حق سے ہے کم، بے ضمیر ہیں
اے شہر! تیرے ہل قلم بے ضمیر ہیں

یہ ناقدین شعر، ادب کے معلمین
اکثر غلط ہو جن کا تلفظ بھی قارئین
یہ لوگ آسمان وز میں کہیں نہ ہوں

اگلے جو آسمان تو ننگے انھیں زمین

تفصیل کیا کروں میں رقم، بے ضمیر ہیں
اے شہر! تیرے ہل قلم بے ضمیر ہیں

میں شہر امتحاں میں پھرا ہوں گلی گلی
اہل وفا کے ساتھ گیا ہوں گلی گلی
تھی جن کو فرط شوق میں قتل کی جستجو
میں ان کے ساتھ ساتھ رہا ہوں گلی گلی

غائب تھے ان کے نقش قدم، بے ضمیر ہیں
اے شہر! تیرے ہل قلم بے ضمیر ہیں
ہم جو عظیم لوگ ہیں، ہم بے ضمیر ہیں

جون ایلیا



"طلال کدھر ہو بیٹا مجھے ضروری بات کرنی ہے۔۔"

اس کے کمرے میں آتے بدر صاحب جب سے آوازیں دے رہے تھے مگر وہ شاید نہا رہا تھا کیوں کہ واشروم سے پانی گرنے کی آوازیں آرہی تھیں اس لیے وہ چلتے ہوئے بیڈ کی طرف آگئے جہاں اس کا یونیفارم پڑا تھا وہ محبت سے اسے دیکھنے لگے کتنا فخر محسوس ہو رہا تھا انھیں اپنے بیٹے پر وہ بتا نہیں سکتے تھے

انھوں نے ہاتھ اس کے بیچ پر رکھ کر اسے پڑھا اور پھر شرٹ اٹھا کر اس بیچ کو فرط جذبات سے چوم لیا اور شرٹ واپس بیڈ پر رکھنے کے لیے جھکے جب نظر پاس پڑی فائل کے ہلتے ورک پر گئی انہیں ایسا لگا جیسے کسی نے ان کا دل مٹھی میں جکڑ لیا ہو ایک دم سے آس پاس آکسیجن کی کمی محسوس ہونے لگی وہ پلک جھپکائے بنا فائل مین موجود اس انسان کی تصویر دیکھنے لگے جسے وہ کروڑوں میں بھی پہچان سکتے تھے انھوں نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر فائل اٹھائی ہاں وہی تھا وہ جس نے اس دن ان پر گولی چلائی تھی جو ان کی بہن نے اپنے دل پر کھائی اور اس دنیا سے رخصت ہو گئی

"جی بابا سوری میں نہا رہا تھا مگر۔۔"

وہ ٹاول سے بال خشک کرتا باہر آتے ہوئے بولا جب نظر اپنے باپ کے زرد چہرے پر
گئی تو وہ ٹاول پھینکتا ان کی طرف بھاگا

"بابا کیا ہوا آپ ٹھیک ہیں آپ کا چہرہ کیوں اتنا زرد ہے۔۔؟ سانس لیں ریلیکس"
انہیں تھا متے وہ فکر مندی سے بولا اور ساتھ ہی ان کا سانس ہموار کرنے لگا
"یہ یہ کون ہے۔۔؟"

انہوں نے فائل اس کے سامنے کی جہاں امجد تتلا کی تصویر نظر آ رہی تھی

"ارے یہ یہ تو ایک مجرم ہے جس کا کیس میں ہینڈل کرنے والا ہوں آپ کی بہو کے ساتھ
مل کر۔۔۔"

وہ بتاتا آخر میں شرارت سے بولا تو بدر صاحب نے لمبا سانس کھینچا

"یہ مجرم نہیں ہے طلال یہ گناہ گار ہے ہم سب کا میرا تمہارا ہم سب کا۔۔"

وہ کہتے اسے ساری بات بتانے لگے کہ کس طرح اس آدمی نے نوشین پر گولی چلائی اور اس کے بعد وہ سب ہوا جو نہیں ہونا چاہیے تھا

طلال تو بالکل سن تھا آنکھوں میں شعلے بھر گئے تھے پہلے تو وہ اپنا فرض سمجھ کر سب کر رہا تھا مگر اب اس شخص کو ایسی ابرتناک سزا دے گا کہ سب کی روح کا نپ اٹھے گی اس نے جلدی سے بدر صاحب کو پانی پلایا اور انہیں ریلیکس کرتے تسلی دی کہ اب اس انسان کے گناہوں کا پٹارا بھر چکا ہے اس لیے جلد ہی وہ اپنے انجام کو پہنچ جائے گا ابھی وہ انہیں تسلی دینے میں مصروف تھا جب بدر کا موبائل چیخ پڑا تو انہوں نے جیب سے موبائل نکال کر دیکھا مگر برسوں بعد اس نمبر سے آتی کال۔ کو دیکھ کر ان کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا آنسو خود بخود آنکھوں سے نکل آئے کتنا ترسا تھا وہ اپنی ہی ماں کی آواز کو جو بہت ہی سنگدل ہو گئی تھیں

www.urdu novels mania.com

"ہے ہیلو۔۔۔"

انہوں نے کانپتے ہاتھوں سے کال یس کر کے موبائل کان کو لگایا اور خود پر قابو پاتے ہوئے مگر جوا انہیں آگے سے سننے کو ملا تھا وہ ان کے جسم میں جیسے نئی روح پھونک گیا تھا فون بند ہو چکا تھا مگر وہ خوشی کے مارے ہل بھی نہیں پارہے تھے

"بابا کیا ہوا کس کا فون تھا۔۔؟"

طلال نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر انہیں زرا سا ہلایا تو وہ ہوش ہی دنیا میں واپس آئے
 "تمہاری دادی ہمیں حویلی بلارہی ہیں آج ہی۔۔"

وہ آنسو بھری آنکھوں سے مسکرا کر بولے تو تلال کو خوشگوار حیرت ہوئی
 "تو دیر کس بات کی ہے آپ آج ہی جائیں میرا ڈرائیور آپ کو لے جائے گا۔۔"
 تلال نے انہیں خوشی سے گلے لگاتے ہوئے کہا تو وہ اسے دیکھنے لگے
 "تم نہیں جاؤ گے۔۔؟"
 انھوں نے حیرت سے پوچھا

"بابا مجھے کچھ ضروری کام ہے میں جلد ہی آ جاؤں گا لیکن آپ دیدنہ کریں فوراً حویلی چلے
 جائیں۔۔"

وہ انہیں تسلی دیتا ہوا بولا تو وہ مطمئن ہوتے شکرانے کے نوافل ادا کرنے چلے گئے



باؤجی روہاب کو گلے لگا کر اتنا روئی تھیں کہ انہیں سنبھانا مشکل ہو گیا تھا کیونکہ وہ ہوہور مشاء کی کاپی تھی اس لیے انہیں پہچاننے میں دیر نہیں لگی کہ یہ بدر کی بیٹی ہے

"میں آج بہت خوش ہوں کہ خدا نے مجھے یہ دن دکھایا کہ تمہیں اپنی آنکھوں سے دیکھ سکوں اور اس کے لیے جتنا شکر ادا کروں کم ہے۔۔"

باؤجی روہاب کے ہاتھ چومتی ہوئی بولیں جب سے وہ لوگ آئے تھے دادی پوتی کی محبت ہی ختم نہیں ہو رہی تھی دونوں ایک دوسرے سے لپٹی ہوئی تھیں

"جی بھل باؤجی اور میں چاہتی ہوں جلدی سے جلدی بچوں کی شادیاں کر دیں پھر ہم لوگ بھی اس حویلی میں شفٹ ہو جائیں گے آپ کے پاس۔۔"

جنت نے تجویز پیش کی تو حیدر نے نظریں اٹھا کر روہاب کو دیکھا اچانک نظروں کا تبادلہ ہوا ایک میں شرم و حیا تھی تو دوسری میں جذبات کے خمار کی لالی روہاب نے فوراً چہرہ باؤجی کی آغوش میں چھپا لیا جسے دیکھتے سب قہقہہ لگا اٹھے جبکہ حیدر نے منہ نیچے کرتے اپنا لب دانتوں میں دبایا

"ہاں بلکل اور باؤجی پلیزاب بدر بھانی کو بھی بلا لیں بہت ہو گئی ان کی سزا اب اور کتنا ترسائیں گی انہیں۔۔"

من ویر بھی متفق ہوتا خوشگوار ماحول کو دیکھتا بولا تو سب خاموش ہو گئے

"جی باؤجی میں چاہتی ہوں ہم سب ساتھ رہیں اتنی دیر الگ رہ تو لیا اب میں سب کو اکٹھا دیکھنا چاہتی ہوں پلیز ززززز۔۔"

روہاب بھی جلدی سے باؤجی کو دیکھتی آنکھوں میں آنسو سمائے بولی تو باؤجی نے اس کا ماتھا چوما

"ٹھیک ہے جیسے ہماری لاڈو کسے گی بلا لیتے ہیں اس نالائق کو بھی پوچھیں تو صحیح طلال کی شادی کا کہا پلان ہے پھر ایک ساتھ شادی کریں گے دونوں کی۔۔"

باؤجی مسکرا کر بولیں اور ساتھ ہی بدر صاحب کو کال کرنے لگی ہوں جو ایک دو بیل کے بعد اٹھایا گیا تھا اور ساتھ ہی بدر کی لڑکھڑاتی ہوئی آواز حال میں گونجی

"ہے ہیلو۔۔"

"تمہاری ماں بول رہی ہوں آج ہی طلال کو لے کر حویلی پہنچو۔"

ان کے ہیلو کہتے ہی باوجہی نے جلالی انداز میں کہتے کال بند کر دی تو سب مسکرا دیے

"کیا باوجہ میں بھی تو آئی ہوں تب سے اسے پیار کیے جا رہی ہیں آپ میں کیا کوڑے سے اٹھائی گئی ہوں۔۔؟"

تائشہ روہاب کو باوجہی سے چمکے دیکھ کر روہانے لہجے میں بولی

"ہاں..... تمہیں کیسے پتا چلا دم کٹی بندریا کے ہم تمہیں کوڑے سے اٹھا کر لائے تھے۔۔؟"

حیدر کانوں پہ ہاتھ رکھتا حیرانگی سے بولا تو تائبشہ رونے والی ہو گئی

اس نے چلاتے ہوئے من ویر کو پکارا جو فوراً سے بیٹی کے لیے میدان میں کود آئے

"اوائے آوارہ وکیل خبردار میری بیٹی کو کچھ کہا میری بیٹی توجان ہے میری۔۔"

انھوں نے آنکھیں دکھاتے تائشہ نے اسے منہ چڑھایا

"تیرا دل رکھ رہے ہیں تاشی مجھے آنکھ بھی ماری ابھی انھوں نے۔۔"

حیدر نے کہا تو من ویر نے منہ کھولے اپنی ہی اولاد کو دیکھا جو کتنی چالاکی سے انھیں پھنسائے اب جنت کو اپنے ساتھ لگائے بیٹھا صاف انہیں چڑا رہا تھا

"چلو بس کرو تم سب تائشہ ادھر آؤ تم بھی ہماری جان ہو ہمیں روح جتنی عزیز ہو۔"

باوجہ نے تائشہ کو پاس بلا تے گلے سے لگایا جب دائیں سے روہاب اور بائیں سے تائشہ نے انھیں خود میں بھینچنا تو ہر طرف قمقموں کی جلت رنگ گونج اٹھی



www.urdu novelsmania.com

ڈانسر نے جیسے ہی اپنے گلے پہ خنجر دیکھا وہ چیخ اٹھی جب سرسراقتی ہوئی آواز اس کے کانوں میں گونجی

"اتنی بھی کیا جلدی ہے مس شانلا شکار اچھا کرتی ہیں آپ لیکن کبھی کبھی شکاری بھی شکار ہو جاتا ہے اس لیے ہر قدم پھونک پھونک کر رکھنا چاہیے۔۔"

بھاری مردانہ آواز سن کر وہ گھبرا گئی اس نے تو مکمل فل پروف پلاننگ کی تھی پھر یہ کون تھا جو اس کے گلے تک آگیا تھا

"کک کون ہو تم اور کیا چاہیے۔۔؟"

شانلا نے گھبراہٹ پر قابو پاتے ہوئے پوچھا تو وہ مسکرایا

"جو مجھے چاہئے وہ تو میں لے ہی جاؤں گا لیکن آپ بتائیں آپ نے کیوں کیا یہ سب۔۔؟"

گھمبیرتا سے پوچھا گیا

www.urdu novels mania.com

"ہا ہا ہا مجرم ہے یہ شخص میری بہن کا میرا پیار کے جھوٹے باغ دکھا کر فائدہ اٹھایا اور جب شادی کی باری آئی تو دھتکار دیا۔۔ خود کشی کر لی میری بہن نے اور میں خود کو سنبھالتی آئی ہوں دنیا کی نظر سے صرف اس کی گردن تک پہنچنے کے لیے جس میں آج کامیاب ہوئی مگر تم س گئے کون ہو تم۔۔؟"

وہ سب بتاتی ہوئی پھنکارتی اس کی طرف مڑی جب طلال نے خنجر ہٹا دیا اس کی طرف سے اور تلخی سے مسکرایا

"آپ خود جو چھپا کر رکھیں ایک لڑکی کی عزت اتنی سستی نہیں کے کسی سے بدلا لینے کے لیے دو کوڑی کی کر دی جائے۔۔"

طلال اس کے نیم عریاں بدن سے نظریں پھیرتا ہوا بولا جو کہ اندر آتی کرن نے اچھے سے دیکھا تھا اور آگے بڑھ کر شانلا کو جیکٹ دی جسے اس نے پہن لیا

"اب آپ گھر جائیں ہمارا ڈرائیور آپ کو چھوڑ دے گا باقی ہم لوگ دیکھ لیں گے اور اس شخص کے مرنے کی اطلاع آپ کو نیوز میں مل جائے گی۔۔"

کرن کے کہنے پر وہ آنکھوں سے آنسو صاف کرتی باہر چلی گئی جب طلال بھی اس ہیٹے کٹے سائڈ کو اٹھاتا پچھلے دروازے سے نکل گیا تو کرن بھی اس کے ساتھ ہوئی

[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥
[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥

دلِ گمشدہ! کبھی مل ذرا...

کسی خشک خاک کے ڈھیر پر...

یا کسی مکاں کی منڈیر پر...

دلِ گمشدہ! کبھی مل ذرا...

جہاں لوگ ہوں، اُسے چھوڑ کر...

کسی راہ پر، کسی موڑ پر...

دلِ گمشدہ! کبھی مل ذرا...

مجھے وقت دے، مری بات سُن!

مری حالتوں کو تو دیکھ لے!

مجھے اپنا حال بتا کبھی!

کبھی پاس آ! کبھی مل سہی!

مرا حال پوچھ! بتا مجھے!

مرے کس گناہ کی سزا ہے یہ؟؟؟

تُو جنون ساز بھی خود بنا...

مری وجہ عشق یقین ترا...



ملا یا رہی تو، ترے سبب...

وہ گیا تو، تُو بھی چلا گیا؟؟؟

دلِ گمشدہ؟؟؟ یہ وفا ہے کیا؟؟؟

اِسے کس ادا میں لکھوں بتا؟؟؟

اِسے قسمتوں کا ثمر لکھوں؟؟؟

یا لکھوں میں اِس کو دغا، سزا؟؟؟

بدر اس وقت حویلی کے باہر کھڑا سوچ رہا تھا کہ کتنی مدت گزر گئی سب کچھ ہوئے مگر جب وہ سوچتا تھا ایسا لگتا کہ زخمِ بالکل تازہ ہیں اور ان بھی ان میں سے ویسے کی خون رستا ہے جیسے پہلے دن رستا تھا

www.urdu novels mania.com

"بابا۔۔"

انہوں نے آنسو صاف کرتے قدم حویلی میں رکھا جب کھلکھاتی ہوئی آواز ان کے کانوں میں پڑتی انہیں منہ کر گئی وہ جلدی سے ادھر ادھر دیکھنے لگے مگر کوئی نظر نہ آیا جب اچانک کسی نے ان کی آنکھوں پر ہاتھ رکھے

"کون -- ؟"

انہوں نے دھڑکتے ہوئے دل سے پوچھا تو روہاب ان کی آنکھوں سے ہاتھ ہٹاتی ان کے سامنے آگئی تو انہوں نے بے یقینی سے اسے دیکھا اور اس کے چہرے کو چھو کر دیکھنے لگے جب وہ روتی ہوئی ان کے گلے لگ گئی تو وہ بھی رونے لگے دونوں کے دل تیزی سے دھڑک رہے تھے

بدر صاحب نے اسے الگ کرتے اس کا سر چوما اور دونوں ہاتھ چوم کر اس کے سامنے ہاتھ جوڑ دیے جنہیں روہاب نے ٹپ کر تھام لیا اور نہ میں سر ہلایا جب بدر صاحب نے اسے پھر سے گلے لگایا

دونوں بے شک منہ سے نہیں بول رہے تھے مگر خاموشی ہی سب کچھ بیان کر رہی تھی جب دونوں نے سامنے دیکھا جہاں سب کھڑے مسکرا رہے تھے باوجودی نے بازو ا کرتے انہیں اپنے پاس بلایا تو وہ روہاب کو آہستگی سے الگ کرتے ان کے پاس گئے اور ان سے لپٹ کر دھاڑیں مار مار کر روئے آج سب کے ضبط کا پیمانہ ٹوٹا تھا اور شاید یہ غموں کا آخری دن تھا ان سب کی زندگی میں

خود کو سنبھالتے وہ سب سے مل کر اب باتوں میں مصروف تھے اور ساتھ ہی ساتھ روہاب میڈم کے کھانے کا بھی انتظار کر رہے تھے جو شام سے تائشہ کے ساتھ مل کر کھانا بنا رہی تھی

"روح تاشی کوئی ہیلپ چاہئے تو بتاؤ۔۔"

جنت نے کیچن میں آتے ہوئے پوچھا

"نہیں ماماں آپ سب کو بلا لیں کھانا ریڈی ہے۔۔"

روہاب نے کھانا کھاتے مصروف سے انداز میں کہا تو وہ مسکرا کر سب کو بلانے چلی گئیں



www.urduNovelsMania.com

طلال اور کرن ایک ہائی فائی پب میں موجود تھے ہر طرف لڑکے لڑکیوں کا ہجوم تھا جسے انہوں نے گن کر دیکھا تھا وہ لوگ قدرے الگ ٹیبل پر آ بیٹھے جب اچانک لائٹ آف ہو گئی اور اسی موقع کا فائدہ اٹھاتے ان کا آدمی امجد تتلا کو ان کے پاس بٹھا گیا جو نیم مردہ حالت میں تھا

"ڈارلنگ لیٹس ہیوسم ڈانس۔۔"

طلال نے شرارت سے کرن کو کہتے اپنا لب دانتوں میں دبایا جب کرن نے خونخوار نظروں سے اسے گھورا

"بکواس بند کرو لال بیگ اور مت بھولو ہم یہاں کیا کرنے آئے ہیں۔۔"

وہ غصے سے باور کروا کر ادھر ادھر دیکھنے لگی جب تلال نے آگے بڑھ کر اسے اٹھایا اور اس کی کمر میں بازو حائل کیے اسے سیٹج پر لے آیا ہر طرف ہوٹنگ سٹارٹ ہو گئی جبکہ کرن تو پیچ و تاب کھاتی رہ گئی بس نہیں چل رہا تھا اس لال بیگ کا منہ توڑ دے جو ایسے چپک کر کھڑا تھا کہ کرن کا سانس تھمنے لگا

www.urdu novels mania.com

"ڈی جے میوزک پلیز۔۔"

طلال نے تیز آواز میں کہا تو ہر طرف یا ہو کی ہوٹنگ شروع ہو گئی جبکہ کرن تو مرنے والی تھی اس بیہودگی پر

میوزک شروع ہو چکا تھا طلال نے اسے مزید قریب کیا ماحول میں ایک سحر ساطاری ہو چکا تھا

تیرے نکھرے یہ سیندا اے
جے لک تیرا ہلدا ریندا اے
زلفاں جد تیری اُڈوی اے
چین ساڈے دل دا نچ دا اے



تیرے نکھرے یہ سیندا اے
جے لک تیرا ہلدا ریندا اے
زلفاں جد تیری اُڈوی اے
چین ساڈے دل دا نچ دا اے

خبر تینوں کوئی نہ ساڈے دل دا
تو نشہ ہے ہر دفعہ ہے

Cause baby I've fall in for you

یہ - جو تیری ہی ادا ہے

مر جا ہے یا حیاتی

Cause baby I've fall in for you

میوزک پر تھرکتے طلال نے اپنی ٹیم کی لڑکیوں کو اشارہ کیا تو وہ بھی چپکے سے امجد تھلا کے ساتھ جا بیٹھیں جو ہوش میں آچکا تھا مگر کچھ سمجھ نہیں پا رہا تھا جبھی اتنی خوبصورت لڑکیوں کو پاس دیکھ کر وہ پھر بہکنے لگا جب انہوں نے باری باری اسے شراب پلائی شروع کی اور وہ پیتا گیا بنا اپنے انجام کی پرواہ کیے

"یہ کیا بیہودگی ہے طلال میں تمہاری شکل بگاڑ دوں گی اس واہیات حرکت پر۔۔۔"

کرن ڈانس کرتی آہستہ آواز میں اس پر چیخی مگر چہرے پر مسکراہٹ سجائے رکھی کیوں کہ اس وقت ہر کسی کی نگاہ کا مرکز وہی تھے

تیرے ہا سے دی تعریفاں

ہو ردس کینیاں کراں میں
او بانی گرل فین میں تیرا

Youmakemeoneofturndowntello

اس کی مسکراہٹ کو دیکھتے گانے کے اگلے بول پر وہ اسے سن کر گیا وہ یک ٹک اسے
دیکھنے لگی وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ یہ صرف پلین ہے یا طلال اسے بے بس کرنے کی
کوشش کر رہا ہے جو بھی تھا وہ ہونے لگی تھی بے بس اس کی دیوانگی دیکھ کر

جو گزروں راہ تیری میں
شور کرے دنیا میری میں
اوہ بے بی گرل تکد امیں تینوں
www.urdu novels mania.com

Youmakemeoneofburnandzello

گانے پر گھماتے طلال نے اس کی کمر کو خود سے لگا دیا جان غیر محسوس طریقے سے امجد تتلا کی
طرف کیا جواب شراب پی پی کر بے حال ہو چکا۔ تھا اور منع کرنے کے باوجود وہ لڑکیاں

اسے شراب پلائی جا رہی تھیں جس سے اس کی آنکھوں سے آنسو نکل کر اس کی حالت عجیب ہو رہی تھی طلال نے دوبارہ گھما کر اس کا رخ اپنی طرف کیا اور گھٹنوں پر بیٹھ کر اگلا سٹیپ کیا

میرے دل کی بن جا رانی
دے دے بس یہی نشانی
تینوں میں پیار کراں جو
دنیا تو بار بار ررر

گھٹنوں پر بیٹھ کر طلال نے رنگ کی ڈبی اس کے سامنے کی تو کرن نے حیرت سے منہ پر ہاتھ رکھا جبکہ باقی سب لوگ "sayyes" کے نعرے لگا رہے تھے جبکہ کرن صرف کنفیوز ہوئی جا رہی تھی مگر پھر اس نے ہاتھ طلال کے سامنے کر دیا جسے تمام کر طلال نے رنگ پہنائی اور اس کے ہاتھ پر اپنے ہونٹ رکھے تو وہ چھینپ گئی کیوں کہ سب لوگ اسے ہونٹنگ کر کے چڑا رہے تھے طلال نے کھڑے ہو کر اس کے کندھے کے گرد بازو حائل کیا اور ہاتھ ہلاتے ہوئے سب کو تھینکس بولتا سٹیج سے نیچے اتر آیا اور ایک سائڈ پر کھڑا ہو گیا کیوں کہ جانتا تھا ابھی جو ہوگا اس سے سے سب کی بھاگ دوڑ لگ جائے گی

"یہ صرف رنگ نہیں میرے سچے جذبات ہیں کرن اسے اپنی انگلی سے نکال کر میرے جذبات کی توہین تو مت کرو۔"

کرن کو رنگ اتارتے دیکھ کر وہ سنجیدہ مگر بے بس لہجے میں بولا تو کرن نے شکایتی نظروں سے اسے دیکھا

"جانتا ہوں تمہیں ہرٹ کیا ہے میں نے لیکن میں ڈر گیا تھا میں نہیں چاہتا تھا کہ اپنے بابا کی طرح کسی کو کھودوں لیکن جب تم۔ چلی گئی تو مجھے اندازہ ہوا کہ میری زندگی کچھ بھی نہیں تمہارے بغیر میرا اپنا دل بغاوت پر اتر آیا ہے پلیز کم بیک۔"

آج اک بات عجب دیکھی گئی دیوانے میں
آپ کا عکس بناتا ہے وہ پیمانے میں

ہم تھے کم فہم سو مصروف تھے شرمانے میں
تشنگی ہاتھ ہی ملتی رہی میخانے میں

ظلم ایسا ہوا مجھ رند پہ میخانے میں
قطرہ بھرے بھی نہ مجھ کو ملی پیمانے میں

دیر اب ہو گئی ساقی کو یہ بتلانے میں
اس کا نقصان ہے اب میرے سدھر جانے میں

ہم کو سمجھایا ہے ساقی نے یہ میخانے میں
کچھ قباحت نہیں ہم جسیوں کے مرجانے میں

جام تم مجھ کو دکھاتے ہو چھپا لیتے ہو
کیا ملا ساقی تمہیں ہم کو یوں تڑپانے میں

گھونٹ بھر بھر کے پیوں گا یہ تمنا تھی مری
خوشبوئے مے بھی نہیں مل سکی میخانے میں

ہم کو تو رند بھی میخانے میں پوچھیں گے نہیں
ہم کو ڈھالا بھی نہ جا پائے گا افسانے میں

جام دیتے نہیں کرتے ہیں بہانہ یہ روز
آپ نے دیر لگا دی ہے بہت آنے میں

چند لمحوں کی سخاوت ہی دکھا دے ساقی
میرالاشہ بھی پیے گا ترے میخانے میں

اتنے آرام سے واعظ نہیں سدھروں گا میں
کئی ابلیس تھکے ہیں مجھے بہکانے میں

آخری سانس ہی باقی ہے بدن میں میرے
کتنا وقت اور لگے گا تمہیں اب آنے میں

مجھ کو شکوہ نہیں واللہ!!! تذبذب ہے فقط
کیا قباح تھی بتاؤ مجھے اپنانے میں

اس نے بے بسی سے کہا تو کرن نے اس کے بازو پر سر ٹکا دیا جس سے اس کی رضا مندی
صاف ظاہر تھی طلال نے بھی خوش ہوتے اس کے جھکے سر پر بوسہ دیا
جب کلب میں چیخ و پکار گونج اٹھی اور سب لوگ امجد تنلا کی حالت دیکھ کر سم گئے جس کے
منہ ناک سے خون ابل ابل کر نکل رہا تھا اور کچھ ہی دیر میں وہ اپنے انجام تک پہنچ گیا

جو لوگ برائی میں غرق ہو کر توبہ کو بھول جاتے ہیں پھر خدا انہیں توبہ کی توفیق بھی نہیں دیتا
اور ان کا انجام اتنا بھیانک ہوتا ہے کہ دیکھنے والے کی روح کانپ جائے
اور یہی امجد تنلا کے ساتھ ہوا تھا کچھ ہی دیر میں وہاں سے سب کو نکال دیا گیا اور پولیس فورس
کو بلا لیا گیا جو سب کچھ دیکھ کر ہینڈل کر رہی تھی انسپیکٹر امام خود سب دیکھ رہا تھا اور یہی ان کا
پلان بھی تھا کچھ دیر بعد اس کی باڈی پوسٹ مارٹم کے لیے بھیج دی گئی انھوں نے مجرم کو

انہیں نے کہتے اسے کپڑے تھما کر چیخنگ روم میں دھکیلا
 "اماں مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔۔"

ابراہیم کرن کے کمرے میں آتا بولا توفریحہ بیگم اس کی طرف متوجہ ہوئیں

"ہاں بولو میری جان کیا بات ہے۔۔؟"

انھوں نے محبت سے پوچھا

"ماما وہ میں چاہتا ہوں کہ آپ ان لوگوں سے تائشہ کا رشتہ بھی مانگیں میں اسے بہت پسند
 کرتا ہوں۔۔"

انھیں کہتا وہ ساری باتیں بتانے لگا کہ کس طرح وہ اس کے آفس میں کام کرنے کے
 باوجود محتاط سی رہتی ہے اور اس کا یہی انداز ابراہیم کو بھی پسند ہے

"واہ جی واہ میری آڑ میں اپنا الو سیدھا کیا جا رہا ہے ہم بڑے تیز ہیں آپ۔۔"

کرن چیخ کر کے آچکی تھی اور اپنے بھائی سے تائشہ کی تعریفیں سنتیں آخر میں شرارت سے
 بولی تو وہ مسکرا دیا

"او کے میں تمہارے بابا سے بات کرتی ہوں اگر کچھ ہو سکا تو۔۔"

وہ اس کا کندھا تھپتھپا کر کرن کو تیار کرنے لگیں اور پھر اسے لے کر باہر آئیں جہاں سب لوگ اس کا انتظار کر رہے تھے

"ماشاء اللہ یہ تو ہماری سوچ سے بڑھ کر خوبصورت ہے اللہ نظرِ بد سے بچائے اور نصیب اچھے کرے آمین۔۔"

کرن کو دیکھ کر باوجی نے محبت سے کہا اور ساتھ ہی دعائیں بھی دے ڈالیں تو سب لوگ زیر لب آمین کہنے لگے

"بس اب آپ لوگ جلدی سے دن طے کریں میں تو پہلے ہی بہت انتظار کر چکی ہوں اب اتنی ہمت نہیں میری بوڑھی ہڈیوں میں نہ ہی ان بے نور ہوتی آنکھوں میں۔۔"

باوجودی نے کہا تو سب نے ان کی ہاں میں ہاں ملائی جب افضل صاحب نے فریہ بیگم کی طرف دیکھا جنہوں نے سر کے اشارے سے انہیں ہمت دی

"باوجہ ہم آپ سے ضروری بات کرنا چاہتے ہیں۔۔"

انھوں نے مسکراتے ہوئے کہا

"جی جی بولیں کیا بات کرنی ہے۔۔؟"

باؤجی نے تحمل سے جواب دیا

"باؤجی ہم اپنے بیٹے کے لیے تائشہ بیٹی کا ہاتھ مانگنا چاہتے ہیں ہم کافی دیر سے لیے اپنے بیٹے کے لیے لڑکی دیکھ رہے تھے مگر آج تائشہ بیٹی کو دیکھ کر ایسے لگ رہا ہے ہماری تلاش ختم ہو گئی ہے۔۔"

افضل صاحب نے تحمل لہجے میں کہا تو باؤجی نے جنت اور من ویر کی طرف دیکھا

"ہمیں کوئی اعتراض نہیں باؤجی تائشہ آپ کی بھی پوتی ہے اور ہم سے زیادہ حق ہے آپ کا اس پر آپ جو فیصلہ کریں گی ہمیں منظور ہوگا۔۔"

من ویر ان کی نگاہوں کا مضموم سمجھ کر جلدی سے بولا تو باؤجی کا سر فخر سے بلند ہو گیا جنت نے مشکور نظروں سے من ویر کو دیکھا تو انہوں نے آہستہ سے اس کا ہاتھ پکڑ کر دبایا

www.urdu novelsmania.com

"تو ٹھیک ہے بھئی ہمیں کوئی اعتراض نہیں اب کرن اور روہاب کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ بھی پیلے کر دیں گے۔۔ آپ لوگ تیاری کریں اسی ہفتے شادی ہوگی اب اور انتظار نہیں ہوتا۔۔"

باوجہ نے خوشی سے کہا تو دروازے کے پار کھڑے ابراہیم کا دل کیا خوشی سے جھوم اٹھے جبکہ تائشہ تو ابھی تک ہونق بنی بیٹھی تھی کہ اس کے ساتھ ہوا کیا ہے آئی وہ بھائی کا رشتہ پرکا کرنے تھی اور اپنا بھی کروا گئی ابھی تو روہاب ناجانے کیا ریکشن دے گی جب اسے پتا چلے گا جبکہ باقی سب تو باقی کے معاملات ڈسکس کرنے میں مصروف تھے

[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥
[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥

"یار تم لوگ ادھر بیٹھی ہو میں پوری یونیورسٹی گھوم آئی ہوں تم لوگوں کے چکر میں۔۔۔" ہائے، ٹانگیں تھک گئی میری۔۔۔"

روہاب ان دونوں کے پاس آتے ہوئے غصے سے بولی اور آخر میں دہائی دی "لاٹانگیں اتار کے دے میں دبا دیتی ہوں۔۔۔"

عمل نے فراز منہ میں ڈالتے سکون سے کہا تو مول کا قہقہہ بے ساختہ تھا جبکہ روہاب تو حیرت سے منہ کھولے اسے دیکھنے لگی

"دماغ وماغ تو نہیں ہل گیا باجی میری ٹانگیں ہیں کسی جو کرکی ناک تھوڑی ہے جسے اتار کے ہاتھ میں پکڑ لو۔۔۔"

وہ غصے سے بولی تو عمل نے حیرانگی سے آئی برواچکائے

"اچھا ااااا۔۔۔؟ مجھے لگا تمہارے دماغ کی طرح ٹانگیں بھی نکل جاتی ہوں گی۔۔۔"

عمل نے ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھ کر کہا تو روہاب نے کنفیوز ہوتے مول کو دیکھا جو نیچے منہ جھکا کر قہقہہ ظبط کرنے لگی

"یار ہوا کیا ہے؟ جو اس طرح میری ساس بن کر مجھ پہ طنز کر رہی ہو۔۔۔؟"

روہاب نے تڑپ کر پوچھا

"ارے واہ یہ بھی بتائیں کیا ہوا۔۔۔؟ مطلب پورا مہینہ غائب رہو موبائل بھی بند کر دو اور

گھر سے بھی غائب ہو جاؤ اور واپس آ کر پوچھو کے ہوا کیا ہے واہ۔۔۔۔"

عمل نے طنز کے مزید تیر چلاتے ہوئے کہا تو روہاب رونے والی ہو گئی

"یار ایسے تو نہ بولو حالات ہی کچھ ایسے ہو گئے کہ حویلی جانا پڑا تم لوگ تو جانتی ہو نہ پھر

بھی۔۔۔"

اس نے صفائی دیتے ہوئے کہا

"اچھا تو کال کر سکتی تھی یا ایک میسج ہم لوگ کتنا پریشان تھے کوئی اندازہ ہے۔۔۔؟ گھر بھی

گئے وہاں بھی تالا تم تو ہمیں کچھ سمجھتی نہیں نہ تو بتاتی کیوں۔۔۔"

عمل نے مزید جلے دل کے پھپھو لے پھوڑے

"یار بکواس نہ کرو مجھے پانی دو ایویں مجھے پریشان کر رہی ہو۔۔"

روہاب نے تپے لہجے میں کہا تو عمل نے اسے اپنے پانی کی بوتل پکڑائی
 "یار مجھے تو یقین نہیں آتا یہ وہی روہاب ہے شکل دیکھو کتنی معصوم ہے اور کام ایسے کہ
 ہمیں بھی بچ آئے۔۔"

مول نے بھی حصہ ڈالتے اسے زچ کیا تھا مگر وہ بھی روہاب تھی فخر سے کالر جھاڑتے گویا
 ہوئی

"معصوم چہرے کے ساتھ شیطانی دماغ بھی اللہ کی ایک نعمت ہے اور الحمد للہ روہاب حیدر
 شاہ اس نعمت سے مالا مال ہے۔۔"

اس نے گردن اکڑا کر کہا تو ان دونوں نے اس کی گردن دبوچی جس کے بعد اس کی دہائیاں
 عروج پر تھیں مگر وہ دونوں اسے دبوچے سکون سے بیٹھی تھیں وہ قدرے الگ تھیں اس
 لیے زیادہ لوگ نہیں تھے اس طرف اور جو تھے وہ بھی کتابی کیرے تھے اس لیے کوئی بھی
 ان کی طرف متوجہ نہیں تھا

"میں تو یہاں خوشخبری سنانے آئی تھی لیکن یہاں تو کسی کو پرواہ ہی نہیں اس لیے میں جا رہی ہوں۔۔۔"

روہاب نے اپنا سٹار درست کرتے خفگی سے کہا

"ارے واہ رخصتی سے پہلے کی خوشخبری وکیل صاحب تو خاصے تیز نکلے اتنی فاسٹ سروس۔۔۔ آئی ایم ایمپریسڈ"

عمل نے بے باکی سے کہتے داد میں آئی برواٹھاتے کہا تو روہاب نے نا سمجھی سے اسے دیکھا مگر جب سمجھ آیا تو غصے اور شرم سے سرخ ٹماڑ ہو گئی

"کمینی میں تمہارا خون پی جاؤں گی کتنی واہیات ہو تم دفعہ ہو جاؤ۔۔۔"

غصے سے چلاتے روہاب اسے اپنے رجسٹر سے مارتے ہوئے بولی جبکہ عمل مسلسل قہقہے لگاتی اسے قابو کر رہی تھی

"ارے جانِ جہاں بس کرو مزاق کر رہی تھی اور کتنا ظلم کرو گی اب بتاؤ کیا ہوا کون سی خوشخبری ہے ہماری کاٹن کینڈی کے پاس۔۔۔؟"

اسے قابو کرتے عمل پیار سے بولی تو وہ بھی منہ پھلا کر بیٹھ گئی

"شادی کی ڈیٹ فکس ہو گئی میری وہ بھی اسی ہفتے۔۔"

روہاب نے سکون سے ان کے سر پر بم پھوڑا

"کیا ایا۔۔۔؟"

دونوں نے حیرت اور بے یقینی سے ایک ساتھ پوچھا تو وہ ڈر کر دونوں کو دیکھنے لگی جانتی

تھی ان کا ری ایکشن کچھ ایسا ہی ہوگا

"دیکھا میں کہتی تھی نہ یہ معصوم کمینہ کوئی گل کھلا کہ آئے گی اسی لیے تو غائب رہی پورا

مہینہ کر لی ہوگی تیاری ساری اور اب آگئی ہمیں بتا کر سچا ہونے۔۔"

عمل نے پھر سے غصے سے کہا تو مول نے بھی غصے اور دکھ سے روہاب کو دیکھا

ہاں یار ہون تو گونگلوواں (شلجم) تو مٹی جھاڑن آئی ایں (پنجابی کہاوت) ہن وی نہ دس

دی۔۔"

مول نے بھی غصے سے کہا تو روہاب سہی معنوں میں گر بڑائی ان کے پھولے منہ دیکھ کر

"یار اچانک باؤجی کی طبیعت خراب ہو گئی اس لیے ہم وہاں گئے تب سے وہ ہاسپٹل ایڈمٹ تھیں ان کے ساتھ بڑی رہے دو دن پہلے ان کو ڈسچارج ملا تو انہوں نے دن طے کر دیے میرے گھر سے نکلنے پر بھی پابندی لگا دی آج بھی میں چوری آئی ہوں حیدر کو مناکر صرف تم دونوں سے ملنے۔۔"

روہاب آنسو لاتی ہوئی بولی تو وہ زرا نرم پڑیں

"چل بس کراہ بیویوں والا ایمو شنل ڈراما نہ کر اور شاپنگ کی تیاری کر مل کر کریں گے تیری باؤجی کو تو میں دیکھ لوں گی۔۔"

عمل اسے ڈانٹتے ہوئے بولی تو وہ کھلکھلا اٹھی

www.urdu novels mania.com

"ظاہر ہے تم میرے سوتیلے شوہر ہو اس لیے بیویوں والے نخرے تو دکھاؤں گی نہ۔۔"

روہاب نے شرما تے ہوئے کہا تو عمل نے قمقمہ لگایا

"اچھا زرا پاس تو آؤ اپنے سوتیلے شوہر کے۔۔"

عمل نے سنجیدگی سے کہا تو وہ گھبرا کر پیچھے ہٹی جسے دیکھتے عمل اور مول تفتے لگاتی لوٹ پوٹ ہو گئیں جسے دیکھتے وہ بھی ہنسنے لگی اور دل میں خدا کا شکر ادا کیا کہ وہ دونوں مان گئی تھیں اور اب وہ تینوں پلینگ میں مصروف تھیں

[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥
 [LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥[LRI]♥

دن پر لگا کر اڑ گئے آج ان کی مہندی تھی سارے ارتجمنٹ حویلی میں کیے گئے تھے حویلی کو کسی دلہن کی طرح سجایا گیا تھا ہر کوئی خوش تھا بدر بھی دلوجان سے سب کاموں میں مصروف تھا رشاء کی کمی اسے شدت سے محسوس ہو رہی تھی مگر کیا کیا جاسکتا تھا اس کی قبر پر جا کر وہ کافی دیر اس سے باتیں کرنے میں مصروف رہا جب دل کا بوجھ ہلکا ہوا تو واپس چلا آیا اور باؤ جی کے ساتھ ساتھ سب کو رسیو کر دیا تھا وہ تینوں اس وقت روہاب کے کمرے میں موجود تھیں جہاں بیوٹیشن انہیں مزید نکھارنے میں مصروف تھی کرن اور طلال کا نکاح بھی تھا آج اس لیے کرن کی فیملی بھی یہیں موجود تھی اور اس وقت کرن سفید رنگ کا سوٹ پہنے ہوئے تھی جس پر تلے کا کام کیا گیا تھا سر پر سرخ رنگ کا دوپٹہ لیے وہ مکمل تیار تھی بیوٹیشن کے ہاتھوں کا جادو تھا یا شادی کا نکھار وہ بہت پیاری لگ رہی تھی

"ارے لڑکیو.."

جنت جوا نہیں دیکھنے آئی تھی سب کو دیکھ کر اس کے الفاظ منہ میں ہی دم توڑ گئے

"ماشاء اللہ نظر بد دور میری بیٹیاں تو شہزادیاں لگ رہی ہیں خدا خیر کرے۔۔"

سب کا ماتھا چومتے انھوں نے کہا تو وہ جھینپ گئیں روہاب نے پیلے رنگ کا لنگا پہنا تھا

جبکہ تائشہ نے اورنج کلر کا لنگا دونوں ہی آسمان سے اتری پریاں لگ رہی تھیں کے

نظریں خود بخود ٹھہر جاتیں دونوں پر

"جنت کرن تیار ہے مولوی صاحب بلا رہے ہیں۔۔"

من ویر افضل صاحب کے ساتھ کمرے میں آتے ہوئے بولے تو ان دونوں کو دیکھ کر

ماشاء اللہ کہے بنا نہیں رہ سکے جب کہ تائشہ تو اپنے باپ کو دیکھتے ہی ایک دفعہ پھر ان کے

گلے کا ہار بن گئی اور ساتھ ہی رونے میں مصروف ہو گئی روہاب تو کافی ریلیکس تھی کیوں کہ

وہ شادی کہ بعد بھی حویلی میں ہی رہنے والی تھی اس لیے اسے کوئی فکر نہیں تھی شادی کی

"میرا بیٹا تو بہادر ہے نہ تو اس طرح رو کر کیوں اپنے بابا کی ناک کٹوا رہا ہے چلو شاباش جلدی

سے چپ کر و دیکھو کرن بھی تو ہے نہ کوئی رو رہی ہے آپ بھی چپ کرو۔۔"

من ویر اسے بہلاتے ہوئے بولے تو وہ سوں سوں کرتی خاموش ہو گئی جب کہ باقی سب بھی مسکرانے لگے اور پھر ان تینوں کو ایک ساتھ باہر لے جایا گیا جہاں حویلی کے پچھلے حصے میں سارے انتظامات کیے گئے تھے

"کرن افضل ولد محمد افضل آپ کا نکاح طلال چوہدری ولد بدر چوہدری سے پچاس لاکھ روپے سکہ رائج الوقت طے کیا جاتا ہے کیا آپ کو قبول ہے۔۔؟"

مولوی صاحب نے اجازت مانگی تو کرن نے اپنے بابا کو دیکھا جنہوں نے ہاں میں سر ہلایا اور پھر

کچھ ہی دیر میں کرن کا نکاح طلال سے ہو چکا تھا جو والہانہ نظروں سے کرن کے چہرے کو دیکھ رہا تھا جو اس کی نظروں سے ہی دوہری ہو رہی تھی طلال کبھی اسے دیکھ کر اپنے ہونٹوں کو ٹچ کرتا تو کبھی گردن کو اور کبھی فلائنگ کس دیتا کرن سے تو وہاں بیٹھنا محال ہو گیا تھا چہرہ لہو جھلکانے کو بے تاب تھا اور اس کا یہ گھبرایا ہوا روپ طلال کو بہت خوبصورت لگ رہا تھا مگر تبھی من ویر نے سب لڑکوں کو مردان خانے میں بھیج دیا جس سے کرن کو سکون ملا اور اب وہ بھی اپنی رسم انجام دے کر رہی تھی

ان کی دوستیں اور کرنز خوب ہلاکلا کر رہی تھیں ساری عورتیں ڈھولک پر گانے گا رہی تھیں جو کافی بھلے لگ رہے تھے ہر طرف قمقموں کا ہجوم تھا ہر کوئی اس خوشی کے موقع کو

انجوائے کر رہا تھا اب ان کی رسم شروع کی گئی تھی سب لوگ رسم کر چکے تو لڑکیوں کو گھر کے اندر بھیج دیا گیا کیوں کہ ان سب کی رسم الگ الگ ہونی تھی تینوں لڑکیوں کی الگ اور تینوں لڑکوں کی الگ حیدر اور ابراہیم تو ہاتھ مسل کر رہ گئے تھے جبکہ طلال توجی پھر کر اپنی دلہن کو تنگ کرنے میں مصروف تھا اب بھی جب وہ لوگ گھر میں جا چکی تھیں تو وہ سب کہ ہنسی مذاق کے دوران خوب انجوائے کر رہا تھا



"چلو بھئی سب سے پہلے میں مہندی لگواتی ہوں پھر تم دونوں لگوانا۔"

کرن دوپٹہ اتار کر ایک طرف رکھتی ہوئی بولی تو وہ دونوں بھی ہاں میں سر ہلاتی بیڈ پر بیٹھ گئیں تانہ تو سوچوں میں گم ہو گئی جب کہ روہاب کو شرارت سو جھی تھی اس لیے اپنا موبائل کلچ سے نکال کر سیلفیز لینے لگی

www.urduNovelsMania.com

ادھر حیدر بیزار سی شکل بنائے بیٹھا تھا سفید شلوار قمیض پر پیلے رنگ کی ویسٹ کوٹ پہنے بالوں کو بے ترتیب سا بکھرا لے بھی وہ کافی ہینڈ سم لگ رہا تھا جبھی نوٹیفیکیشن ٹون نے اس کی توجہ کھینچی تو اس نے یونہی موبائل نکال کر دیکھا جہاں "حسین مصیبت" لکھا جگمگا رہا تھا اس نے جلدی سے میسج اوپن کیا تو سامنے کی روہاب کی تصویر تھی جس میں ہونٹوں کو گول کر

کے پاؤٹ بنا کر تصویر کھینچی گئی تھی۔ پنک پلسٹک میں سبجے ہونٹ اور پور پور سچی اس کی بیوی اس کا دل کیا ابھی سب کو غائب کر دے یا روہاب کو لے کر خود غائب ہو جائے ابھی وہ اپنی فیلینگز کنٹرول کرنے میں مصروف تھا جب ایک دفعہ پھر سے موبائل رنگ ہوا اب کی بار توحید کی آنکھیں باہر کو ابل پڑیں اس کی بیوی اتنی بولڈ کب سے ہو گئی اسے تو پتہ ہی نہیں چلا تصویر میں وہ بنا دوپٹے کے تھی گلا بھی کافی گہرا تھا جس سے اس کے جسم کی دلکشی واضح تھی حیدر نے جلدی سے موبائل کی برائٹنس لو کی اور جنت کو مدد طلب نظروں سے دیکھا جو جلدی سے اس کے پاس چلی آئی تھیں

"اماں بس کریں میں اکتا گیا ہوں اس سب سے۔۔"

وہ بیزاری سے بولا تو طلال نے بھی جلدی سے ہاں میں سر ہلایا جب جنت نے مسکرا کر ہاں میں سر ہلایا اور واپس چلی گئی اور پھر کچھ ہی دیر میں انھیں وہاں سے رہائی مل گئی چونکہ رات بھی کافی ہو چکی تھی اس لیے سب مہمان بھی آہستہ آہستہ رخصت ہو گئے تھے اب صرف کچھ ہی تھے جو حویلی میں موجود تھے



کرن مزے سے مہندی لگوا کر اب اسے سکھانے لان میں لگائے صوفوں پر آ بیٹھی تھی کیوں کہ سب لوگ پچھلے حصے سے جا چکے تھے اور اب حویلی کے حال میں محفل لگا کر بیٹھے تھے اس لیے کسی کے اس طرف آنے کا کوئی چانس نہیں تھا فضا میں ہلکی سی خنکی موجود تھی اس لیے وہ کافی انجوائے کر رہی تھی اس ماحول کو حال سے آتی گانوں کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی

کوئی گانا پلے کیا گیا تھا جس کا میوزک شروع ہوا بول کے بغیر صرف میوزک کی آواز آرہی تھی کرن نے اپنے ہاتھوں پہ لگی مہندی کو دیکھا جو تھوڑی تھوڑی خشک ہو چکی تھی

urdu
novels mania
www.urdu novels mania.com

ایک ملاقات ہووووووو۔۔۔!!!

تو میرے پاس ہووووووو۔۔۔!!!

اب میوزک کے ساتھ سنگر کی آواز بھی فضا میں گونجی تھی جسے سنتے کرن کو طلال کا خیال آیا تھا جب وہ کچھ گھنٹے پہلے اسے تنگ کر رہا تھا اپنی والہانہ نظروں اور بے باک حرکتوں سے

اک ملاقات ہو تو میرے پاس ہو

جینے کی وجہ تم بنو تم بنو

بن کے تو رہبر مجھ کو ملا ہے
تو مل گیا میں مکمل ہوا۔۔!!

ابھی گانا شروع ہوا تھا جب اسے اپنے کندھوں پر کسی کے ہاتھ محسوس ہوا کرن نے چہرہ
اوپر کر کے دیکھا تو طلال اس کے کندھوں پر اپنی شال اوڑھ رہا تھا اس کے چہرہ اوپر کرنے
سے طلال نے جھک کر اس کے ماتھے کو اپنے ہونٹوں سے چھوا اور اپنی محبت کی پہلی مہر
اس کے وجود پر ثبت کی

اک ملاقات ضروری ہے ضروری جینے کے لیے
ہاں ملاقات ضروری ہے ضروری زندگی کے لیے

گانے کے بول پر طلال نے کرن کو اشارہ کرتے اپنا ہاتھ دل کر رکھا اور بول گنہگار نے لگا تو
وہ مسکرا دی مگر جب طلال نے گٹار کے میوزک پر بنگا گٹار کے ہاتھ سے ہی میوزک چلانے

کی ایکٹنگ کی تو وہ قمقمے لگا کر ہنسنے لگی جب طلال اس کے بے حد پاس ہو گیا تو وہ ایک دم سے اسے دیکھنے لگی

میں تجھے چوم لوں
چاہت سی ہوتی ہے
پاس تو۔۔۔۔۔ جو رہے
راحت سی ہوتی ہے

کرن کے ہونٹوں کو دیکھتے طلال نے اگلا بول پڑھا جب وہ نظریں جھکا قی تھوڑا پیچھے ہٹی
کیونکہ طلال کہ آنکھوں میں جزبات کا ایک جہان آباد تھا جس میں دیکھنا کرن کے لیے فل
وقت مشکل تھا اس لیے پیچھے کھسکی مگر طلال نے اس کی کمر کے گرد بازو حائل کر لیا

میں تجھے۔۔۔ چوم لوں
چاہت سی۔۔۔ ہوتی ہے
یاں تو۔۔۔۔۔ جو رہے

راحت سی۔۔۔ ہوتی ہے

چل پیار کی نئی شروعات ہوں
کچھ نہ کہیں پر ساری باتیں ہوں
بن کے تو رہبر مجھ کو ملا ہے
تو مل گیا اایسس مکمل ہوا۔۔۔!!!

طلال نے ہاتھ میں پکڑے ریوٹ کنٹرول سے لائنس آف کر دیں اور کرن کو پاس کرتے
اس کے چہرے پر جھک گیا اور اس کے ہونٹوں کو اپنی سلگتی گرفت میں لیا اب سچ میں
اسے لگ رہا تھا کہ بنا باتیں کیے وہ سب کچھ بول اور سن رہا ہے جبکہ کرن بھی اس کی گرفت
میں پگھلتی اس کے کالر کو پکڑ گئی مضبوطی سے۔۔۔ گانا اب بھی چل رہا تھا مگر وہ دونوں ایک
دوسرے میں کھوئے ہوئے تھے اس لیے سب بھول گئے اور صرف ایک دوسرے کو
محسوس کر رہے تھے جب کرن نے تلال کو پیچھے دھکا دیا اور اپنا موبائل اٹھاتی حویلی کے
پچھلے دروازے سے اندر بھاگ گئی جبکہ تلال اپنے ہونٹوں پر زبان پھیر کر خود ہی مسکرا دیا
اور سر میں ہاتھ چلانے لگا

○○

ابراہیم سب کے درمیان بیٹھا بے دلی سے میوزک سن رہا تھا وہ دشمنِ جاں تو نہ جانے کن پردوں میں جا چھپی تھی اس لیے وہ اس کی ایک جھلک بھی نہیں دیکھ پایا تھا اور یہی چیز اسے بیزار کر رہی تھی اس کا دل کر رہا تھا کسی طرح جان چھڑوا کر چلا جائے مگر مجبور تھا باوجودی اس کے ساتھ ہی بیٹھی تھیں اور اسے بھی پاس بٹھا رکھا تھا

ہر پل دل میں ادھورا پن سا ہے
بھٹکے تنہا۔۔۔!! بنجارا جیون ہے

ہر پل دل میں ادھورا پن سا ہے
بھٹکے تنہا۔۔۔!!! منجھرا جیون ہے

میں ہوں کیا بس اک آدھا آسماں

نہ رکھ پاؤں فاصلہ درمیاں۔۔!!؛

ابراہیم کو گانے کے یہ بول اپنے دل کی عکاسی کرتے محسوس ہو رہے تھے وہ بھی تو ایسا ہی تھا تنہا سا ادھور سا اور کہاں فاصلہ رکھ پا رہا تھا تانشہ سے یہ تو نکاح کے دو بولوں نے روکا

ہوا تھا ورنہ وہ اس وقت اس کے پاس موجود ہوتا اس کے کمرے میں اس کی سانسوں سے بھی قریب مگر ابھی تک وہ اس کے نکاح میں نہیں آئی تھی اس لیے وہ مجبور تھا سب برداشت کرنے کے لیے۔۔ وہ یہی سب سوچ رہا تھا جب اس کی نظر اوپر والے پورشن میں سے گزرتی تائشہ پر پڑی جو شاید مہندی لگوا کر اپنے کمرے میں جا رہی تھی ابراہیم کے دل کو ٹھنڈک ملی تھی اسے دیکھ کر

بن کے تو رہبر مجھ کو ملا ہے
تو مل گیا میں مکمل ہوا۔۔!!

urdu
novels mania
www.urduNovelsMania.com

اک ملاقات ضرور پڑی ہے ضروری جینے کے لیے
ہاں ملاقات ضرور پڑی ہے ضروری زندگی کے لیے

اب ابراہیم کو یہ گانا اچھا لگنے لگا تھا اپنے رہبر کو دیکھ کر جو یقیناً اس کی زندگی میں خوشیاں لے کر آنے والی تھی وہ تو چلی گئی اپنے کمرے میں جبکہ ابراہیم بھی اب فریش سا باوجہ کی باتوں کا جواب دینے لگا

000

روہاب سب کو کمرے سے بھیج کر خود بیڈ پر پھیل کر لیٹی ہوئی تھی مگر اپنے سر تاج کو تنگ کر کے اسے جو مزا آ رہا تھا وہ بتا نہیں سکتی تھی اب پھر اس کے شیطانی دماغ میں کھلبلی سی ہوئی اس نے ایک نظر اپنی مہندی کو دیکھا جو تقریباً خشک ہو چکی تھی مطمئن ہوتی وہ بیڈ سے اٹھی ترتیب سے دو تکیے سیٹ کیے ان پر اپنا دوپٹہ پھیلا کر دیا اور دوپٹے کے اوپر کمرے اور ڈھادیا مگر اپنے دوپٹے کے کونے کمرے سے باہر نکال دیے کے شک نہ اب وہ بے فکری سے ہاتھ جھاڑ کر آنے والی صورتحال کو سوچ کر لوٹ پوٹ ہو رہی تھی وہ باہر جانے لگی مگر حیدر کی حالت کیسے دیکھے گی یہ سوچ کر وہ رک گئی اور اپنا موبائل دیکھنے لگی اور پھر آنکھ میں چمک لیے اس نے موبائل کا فلائٹ موڈ آن کیا براؤن زیر کی اور موبائل کو اچھے سے چھپا کر سیٹ کر کے ویڈیو ریکارڈنگ آن کر دی اب اسے باقی کا کام جلد از جلد ختم کر کے یہاں سے غائب ہونا تھا اس لیے اپنا سفید نائٹ سوٹ لے کر وہ باہر کو جانے لگی مگر جائے کہاں۔۔۔؟

"جنتِ ماماں پاس۔۔؟ نہیں وہاں تو من ویر بابا بھی ہیں۔۔ اممم باؤ جی۔۔؟۔ نہیں ان کے پاس بھی پہلے سے رش لگا ہوگا۔۔ آئیڈیا۔۔"

خود سے سوال جواب کرتی وہ آخر میں چیخ اٹھی اپنے آئیڈیا پر اور اپنے کندھے پر شاباشی دی اس زہانت ہریونی تھوڑی اسے سب حسین مصیبت کہتے تھے خصوصاً اس کے سرتاج وہ کھلکھاتی دوپٹہ اوڑھ کر خاموشی سے کمرے کی زیر و پاور لائٹ آن کرتی دروازہ بند کر کے وہاں سے غائب ہو چکی تھی باقی جو حیدر کے ساتھ ہونے والا تھا وہ تو خود حیدر کو بھی نہیں پتا تھا

000

حیدر ہر کسی سے نظر بچا کر حویلی کے پچھلے حصے میں کھڑا اس وقت روہاب کے کمرے میں جانے کی ترکیبیں سوچ رہا تھا کھڑکی کافی اوپر تھی اسے کافی مشکل پیش آنے والی تھی مگر جانا تو تھا نہ اس لیے وہ دیوار سے اوپر چڑنے کی کوشش کرنے لگا

"برخورداریہ کیا کر رہے ہو تم۔۔؟"

روعب دار آواز جیسے کہ حیدر کے کانوں میں پڑی وہ دھڑام سے زمین پر گرا تھا جبکہ طلال تو اس کی حالت پر ہنس ہنس کر دوہرا ہو رہا تھا کیوں کہ پولیس فورس میں انہیں آواز بدلنے کی ٹریننگ بھی دی جاتی تھی اس لیے وہ آسانی سے حیدر کو بے وقوف بنا گیا تھا

"بے غیرت انسان میری کمر توڑ دی تو نے اب دانت پھاڑنا بند کرو اور اٹھاؤ مجھے۔۔"

حیدر نے دانت پیس کر کہا تو طلال نے اپنی ہنسی پر قابو پاتے اسے اٹھایا

"کیا کرنے جا رہے تھے اوپر وہ بھی رات کے اس وقت۔۔"

طلال نے بھنویں اچکا کر پوچھا

وہی قصیدے جو کچھ دیر پہلے تو پڑھا رہا تھا کرن کو۔۔"

حیدر نے تحمل سے اس کے سر پر بم پھوڑا تو وہ نخل سا ہو گیا

"چل اب مدد کر میری اوپر جانے میں زیادہ سوال جواب نہ کر۔"

وہ آرام سے کہتا پھر سے اوپر جانے لگا اور اب کی دفعہ کامیاب بھی ہو گیا بالکونی میں اتر کر

اس نے طلال کو اوکے کا اشارہ کیا تو وہ واپس صوفے پر جا کر بیٹھ گیا اور کرن کو سوچنے لگا۔

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

حیدر کمرے میں آیا تو نیم اندھیرا سا تھا صرف زیر و پوائنٹ کی روشنی تھی اس لیے وہ بنا

آواز کیے آگے بڑھا

"میری نیند حرام کر کے خود یہاں مزے سے سو رہی ہو۔"۔؟

ویسے میں نے سوچا تھا کہ کل ہی تم سے سارے بدلے ایک ساتھ لوں گا مگر یہ جو تم نے تصویریں بھیجی ہیں نہ انھوں نے سارا کام خراب کر دیا اب تو بہت سزا ملے گی تمہیں اس کی اس لیے کوئی جادو چلاؤ کہ تمہاری بخشش ہو جائے ورنہ تو میرا کوئی ارادہ نہیں تمہیں بخشنے کا۔۔"

اس کے وجود کو دیکھتے وہ رسان سے بولے گیا مگر اسے کیا پتہ تھا وہ روہاب نہیں تکیے ہیں وہ بھی بے جان تکیے جن سے وہ سر کھپائی کر رہا تھا جب سے

"ارے ایسی کی تیسری تمہاری نیند کی اب تو کوئی نہیں بچا سکتا تمہیں مجھ سے خیر مناؤ اپنی بس۔۔"

حیدر جمپ لگا کر بیڈ پر آتے ہوئے بولا اور زور سے اسے خود میں بھیجنا "یار تم اتنی نرم نرم کیوں لگ رہی ہو لگتا ہے شادی کی خوشی میں پھول گئی ہو۔۔"

وہ حیرانگی سے اسے خود میں بھیجنے ہی بولا مگر جواب نادار اب اسے تشویش ہونے لگی اس لیے اس نے جلدی سے سائنڈ بٹن سے کمرے کی لائٹ آن کی اور کمبل بیڈ پر پڑے وجود سے ہٹایا جہاں تکیے پڑے اسے منہ چڑا رہے تھے حیدر نے خونخوار نظروں سے تکیوں کو

دیکھا اور پھر پورا کمرہ اچھے سے چیک کیا وائٹروم بھی دیکھ لیا مگر وہ کہیں نہیں تھی وہ منہ بنا کر لائٹ آف کرتا واپس آ گیا

"کیا ہوا پڑھا آیا قصیدے تو بھی۔۔؟"

نیچے آتے ہی طلال نے طنز کیا جسے ضبط کرتے وہ حویلی کے اندر چلا گیا اور آہستہ آہستہ سب کمرے دیکھ لیے مگر وہ کہیں بھی نہیں تھی وہ پیچ و تاب کھا کر رہ گیا تھا اس صورتحال پر سمجھ نہیں آرہی تھی آج گئی کہ ہر اب تو رات بھی کافی ہو چکی تھی اور سب لوگ سونے بھی جا چکے تھے اس لیے وہ بھی دل کے جذبات پر اوس ڈالتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا

oo

وہ اپنے کمرے کا دروازہ لاک کر تابیڈ کی طرف آیا اور ویسٹ کوٹ اتار کر بیڈ پر پھینکا جب نظر بیڈ پر گئی جہاں کوئی وجود کمبل میں لپٹا سونے میں مصروف تھا مگر یہ تھا کون۔۔؟

حیدر حیرانگی سے اسے دیکھنے لگا اور پھر قریب جا کر زرا سا کمفٹر ہٹایا جب کسی کے بال نظر آئے اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور کمفٹر ہٹاتا اس وجود نے حرکت کی اور کروٹ بدل کر رخ حیدر کی طرف کیا

"روہاب۔۔"

حیدر نے حیرانگی سے اپنے سامنے سوئی روہاب کو دیکھا جو مکمل نیند میں تھی اسے سمجھ نہیں آیا کہ وہ اس پر غصہ کرے یا خوش ہو اس وقت اسے اپنے پاس دیکھ کر۔۔ کتنی چالاک ہو گئی تھی وہ اتنی آسانی سے اسے بے واقف بنا گئی تھی اسے پتا تھا کہ حیدر پوری حویلی چھان مارے گا سوائے اپنے کمرے کے اور ہوا بھی یہی اس نے پوری حویلی میں اسے ڈھونڈا سوائے اپنے کمرے کے

"دل تو کر رہا ہے ابھی تمہارے ہوش ٹھکانے لگا دوں مگر جو تمہاری یہ معصوم صورت ہے نہ یہ ہر دفعہ مجھے بے بس کر دیتا ہے تو بیگم اس لیے میں نے سوچا ہے کل ہی تم سے سارے حساب بے باک کروں گا ابھی تو کافی تھکا دیا میری حسین مصیبت اس لیے سکون بھی تم ہی پہنچاؤ گی مجھے۔۔"

وہ پیار سے کہتا اس کے ساتھ ہی بستر میں گھس گیا اور اس کا سر اپنے سینے پر رکھا اور اور سکون سے آنکھیں موند لیں

وا بستی! ❤️

میں مصروفیت کے
ہجوم میں گم رہ کر بھی
اے دلِ عطوف
تیرے خیال سے
لمحہ بھر بھی غافل نہیں ہوتا

کیونکہ رُوح کی
دیواروں پر جو نقش پا ہوں

وہ بھولنے کے نہیں ہوتے۔ ❤️🌹

000

www.urdu novelsmania.com

روہاب کی آنکھ جھپکن کی وجہ سے کھلی تھی کچھ دیر تک تو اس کا دماغ ماؤف رہا مگر رات کی اپنی کارستانی یاد کر کے اس کے ہونٹوں پر ایک دلفریب مسکراہٹ پھیل گئی اور ایک دم سے وہ کھلکھلا اٹھی ساری سستی ایک منٹ میں اڑن چھو ہو گئی حیدر جو اسے ہی دیکھ رہا تھا اس کے کھلکھانے پر فوراً اسے سمجھ گیا کہ وہ کیوں مسکرا رہی ہے

"دل تو کر رہا تھا سارے اگلے پچھلے حساب رات کو ہی لے لوں لیکن پھر سوچا کہیں تمہاری نازک جان عذاب میں نہ آجائے۔۔"

اس کی مسکراہٹ دیکھتے وہ گھمبیر لہجے میں بولا اور اس کی گردن پر اپنے سلگتے لب رکھے روہاب فوراً خود میں سمٹی تھی اس کی حرکت پر چونکہ روہاب کی پشت حیدر کہ طرف تھی اس لیے وہ دیکھ نہیں سکی کہ وہ پہلے سے جاگ رہا تھا

"خیر رات اب بھی کہاں گزری ہے اب لے لیتے ہیں اپنا بدلہ۔۔"

حیدر معنی خیزی سے کہتا اس کی طرف جھکا اور ایک دفعہ پھر اس کی گردن کو اپنے ہونٹوں سے سہلایا

روہاب بے ساختہ کھلکھلا اٹھی تو حیدر بھی مسکرایا کیونکہ جانتا تھا اس کی داڑھی کہ چہن سے روہاب کو گدگدی ہو رہی ہے اس لیے مزید فاصلے سمیٹتے وہ اس کے چہرے پر جھکے اسے دیکھنے لگا جو سرخ ہو گئی تھی اتنی سی گستاخی پر ہی

"حیدر بیٹا اٹھ گئے یا نہیں ابھی تک۔۔؟"

من ویر کی گھمبیر آواز دروازے کے پار سے آئی تو روہاب کی پوری آنکھیں کھل گئیں

"حیدر بابا بلار ہے چھوڑیں مجھے۔۔"

وہ ٹپ کر اس سے دور ہوئی مگر حیدر ٹس سے مس نہ ہوا

"حیدر بیٹا جواب دو مجھے۔۔"

ایک دفعہ پھر ان کی آواز آئی تو روہاب کی جان لبوں پر آئی وہ سہی معنوں میں پھنس چکی تھی اگر حیدر جواب دیتا تب بھی اور نہ دیتا تب بھی جبکہ حیدر تو اس کی یہ حالت خوب انجوائے کر رہا تھا رات جو اس نے کیا تھا اُس کے سامنے تو یہ کچھ بھی نہیں تھا

"بابا میں فریش ہو کر آتا ہوں آپ چلیں۔۔"

اس کی رونی صورت دیکھ کر حیدر کو ترس آ گیا اس لیے اس کی مشکل آسان کرتے ہوئے جواب دیا تو روہاب کی جان میں جان آئی مگر اگلے ہی پل جب حیدر کو خود پر جھکا پایا تو ایک دفعہ پھر اس کا سانس سینے میں اٹکا

"جان حیدر تیار کر لو خود کو ہر طرح کے بدلے کے لیے آج رات کوئی بخشش نہیں ہونے والی۔۔"

وہ گھمبیر آواز میں کہتا اس کے لبوں پر ایک شدت بھری جسارت کر کے دور ہوا تو روہاب سن سی ہو گئی اور جلدی سے بیڈ سے اتر کر دروازے کی طرف بھاگی جسے دیکھتے حیدر کا مقہہ بے ساختہ تھا

یہ دونوں تمہاری چیزیں تو غنچہ حُسن ہیں
اول بابِ شیریں، دُوم تمہارے گال

اس نقشِ کائنات میں ایسا ہے کیا بھلا

جیسے تمہارے ننیں ہیں جیسے تمہارے بال !!

000

ابراہیم کے لیے تو یہ رات صدیوں پر محیط تھی ایک ایک لمحہ جیسے سال کے برابر تھا مگر پھر بھی اس کے خیالوں میں ہی رات گزار دی اس لیے صبح ہی صبح اٹھ کر وہ چل قدمی کر رہا تھا جبکہ دیہان کہ پردے پر ابھی بھی وہ ماہ جبیں بڑے استحقاق سے براجمان تھی جسے سوچتے اس کے کب خود بخود مسکرا اٹھے

"اوہو یہاں تو اکیلے اکیلے مسکرایا جا رہا ہے میں تو سمجھی تھی چلو اپنے بھائی کے ساتھ تھوڑا وقت گزارتی ہوں مگر بھائی صاحب تو ایسے خیالوں میں گم ہیں کہ ارد گرد کا ہوش ہی نہیں۔" کرن لان میں آتی ابراہیم کے کندھے پر بازو رکھتے ہوئے بولی تو اس کی بات سن کر وہ بدک کر پیچھے ہوا

"پاگل تو نہیں ہو گئی میں کب خیالوں میں گم تھا۔۔۔ بلکہ میں تو شکر کر رہا تھا کہ آج یہ چڑیل یہاں سے رخصت ہو جائے گی"

وہ جلدی سے کہتا آخر میں شرارت سے بولا تو کرن کی آنکھیں پھیل گئیں

"میں آپ کو چڑیل لگتی ہوں۔۔؟ خود کو دیکھا ہے کبھی کوہ کاف کے جن بھی دیکھ کر ڈر جائیں اور آئے بڑے مجھے چڑیل کہنے والے۔۔"

وہ بھی کہاں کم تھی اینٹ کا جواب پتھر سے دے کر سکون سے جھولے پر بیٹھ گئی

www.urdu novels mania.com

دل کے بہلانے کو۔۔!!

غالب خیال اچھا ہے

ہر کوئی خوش تھا۔ قمقمے، گھما گھمی اور پور پور سچی حویلی کو دیکھ کر بدرنا چاہتے ہوئے بھی رمشاء کی یاد سے خود کو غافل نہیں رکھ پارہے تھے ابھی بھی اپنے کمرے کے ٹیرس پر کھڑے وہ صبح کی ابھرتی روشنی کو دیکھ رہے تھے جب ضبط ٹوٹنے پر ایک آنسو ان کی گال پر پھسل گیا اور پھر کب ان کے گال بھیگ گئے انہیں پتا ہی نہ چلا ابھی انہوں نے آنسو صاف کرنے کے لیے ہاتھ بڑھایا ہی تھا جب اپنے گالوں پر کسی کے نرم و ملائم ہاتھوں کا لمس محسوس ہوا انہوں نے چونک کر سامنے دیکھا تو بلکل پتھر کے ہو گئے

"کیا ہوا۔۔؟ پریشان ہو گئے۔۔؟"

ان کے آنسو صاف کرتے اس نے سوال کیا تو انہوں نے جلدی سے نہ میں سر ہلایا جبے دیکھتے وہ مسکرا دی

"کیوں رو رہے تھے۔۔؟"

سوال کیا گیا

"تمہاری یاد آ رہی تھی بہت اس لیے۔۔"

جواب دیتے ایک دفعہ پھر آنسو بے اختیار ہو گئے تھے

"میں تو آپ کے پاس ہوں ہر وقت، ہر لمحہ ہر پہر پھر کیوں۔۔؟"

مسکرا کر کہا گیا

"یہ جدائی اب برداشت نہیں ہوتی مشی میں تھک گیا ہوں احساسِ ندامت بڑھتا ہی جا رہا ہے روز بروز۔۔"

اس کے ہاتھ پکڑتے وہ بچوں کی طرح سسک پڑے
 "میں نے تو آپ کو کب کا معاف کر دیا بد روہ سب ہماری قسمت میں لکھا تھا سو ہو گیا۔ اور جو گزر چکا اسے یاد کر کے آج کی خوشیاں کیوں برباد کریں"
 وہی مٹھاس بھرا الجھ وہی نازک ہونٹ وہی گہری آنکھیں وہ بے قراری سے دیکھے گئے
 "تم نے مجھے معاف کر دیا نہ۔۔؟"

وہ بے چینی سے پوچھ بیٹھے جس کے جواب میں وہ ہلکا سا مسکرائی تھی
 "ہاں کب کا اور ویسے بھی جن سے عشق ہو ان سے گلے شکوے کیسے ان کے حکم پر اف
 کیسا ان کے اشارے پر تو بس جان حاضر کر دی جاتی ہے جس کے لیے سوچا نہیں جاتا تبھی
 تو عشق کے امتحان میں کامیابی ملتی ہے۔۔"

وہ ہولے سے مسکراتے ہوئے بولے رہی تھی
 "میں تمہارے سامنے خود کو بیت چھوٹا محسوس کر رہا ہوں رمشاء میرے پاس وہ الفاظ نہیں
 جو تم سے معافی مانگ سکوں۔۔"

وہ نظریں جھکاتے ہوئے بولے تو وہ تڑپ اٹھی اور ان کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھا
 "ایسا کچھ نہیں میں تو خوش قسمت ہوں کہ آپ کے نام کے ساتھ مری ہوں اور جنت میں
 بھی آپ کے ساتھ جاؤں گی اس سے بڑی خوش نصیبی کیا ہو سکتی ہے بھلا۔۔؟ اس لیے
 بس اب وعدہ کریں مجھ سے کہ دوبارہ نہیں روئیں گے ورنہ میری روح بے قرار رہے
 گی کیا آپ چاہتے ہیں میں نے چین رہوں۔۔؟"

وہ انہیں سمجھاتی ہوئی پوچھنے لگی تو وہ جلدی سے نہ میں سر ہلا گئے اور اپنا ہاتھ اس کے نازک
 ہاتھ پر رکھا جسے دیکھتے وہ مسکرائی

"شاباش اب بالکل نہیں روئیں گے سمجھے اور نہ ہی یہ سوچیں گے کہ میں نے آپ کو معاف
 نہیں کر دیا بھول جائیں وہ سب اور ہمارے بچوں کی خوشیوں کے لیے دعا کریں تاکہ مجھے
 بھی سکون ملتا رہے۔۔"

وہ آہستہ آہستہ انہیں سمجھانے لگی تو وہ بھی مسکرا دیے اور جلدی سے اپنے آنسو صاف
 کیے

”گڈ۔۔ اب مجھے جانا ہوگا اور میرے بعد آپ نے بالکل کمزور نہیں ہونا میں ہمیشہ آپ کے ساتھ ہوں آپ کے دل میں اگر آپ کمزور ہوئے تو میں بھی سکون سے نہیں رہ سکوں گی اس لیے ہمت سے کام لیں۔۔“

وہ کہتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی تو وہ اس کے ساتھ لپکے مگر وہ جا چکی تھی ایک دفعہ پھر سے ان کی دھڑکنیں سست پڑنے لگیں وہ ہڑبڑا کر اٹھے تو من ویر کو خود پر جھکے پایا جوان کا بلڈ پریشر چیک کر رہا تھا جب کے کچھ کی فاصلے پر باقی سب بھی کھڑے تھے

”بابا۔۔“

انہیں ہوش میں آتا دیکھ کر روہاب جلدی سے ان کی طرف لپکی تھی جبکہ باقی سب بھی ان کی طرف متوجہ ہو چکے تھے

”کیا ہوا آپ سب لوگ یہاں۔۔؟ کب آئے۔۔؟“

وہ حیرانگی سے سب کو دیکھنے لگے جوان کے کمرے میں جمع تھے

”بابا میں آپ سے ملنے آئی تھی جب آپ ٹیرس پر بیہوش پڑے تھے اس لیے میں نے باقی سب کو بلایا۔۔“

روہاب روتی ہوئی بتانے لگی تو انہوں نے اس اپنے پاس بلایا تو وہ ان کے سینے میں آچھپی

"گھبرانے کی کوئی بات نہیں بس زراسابی پی شوٹ کر گیا تھا میں نے گولی رکھی ہے زبان کے نیچے کچھ دیر میں ٹھیک ہو جائے گا ان شاء اللہ۔"

من ویر نے کہا تو سب پر سکون ہو گئے باوجہ بھی بدر کا ماتھا چوم کر اپنے آنسو صاف کرنے لگیں جو بھی تھا ان کی اکھوتی اولاد تھے وہ ان کا تو کلیجہ منہ کو آگیا تھا جب روہاب نے بتایا کہ بابا بیہوش ہو گئے ہیں

"اماں یہ تو بچی ہے آپ بھی۔۔؟"

وہ انہیں بھی اپنے پاس بٹھاتے گلے سے لگا کر بولے تو وہ مزید رونے لگیں

"بدر مجھ میں اب حوصلہ نہیں ہے کہ میں اپنی اولاد کو اپنے سامنے مر۔۔"

بات اُدھوری چھوڑ کر وہ ہچکیوں سے رونے لگیں تو بدر نے انہیں خود میں بھیپنا

"دھر ہی ہوں میں آج تو اتنا خوشی کا دن ہے میں تو خوب بھنگڑے ڈالوں گا آپ بس دیکھیے گا اپنے بیٹے کی تیزی۔۔"

وہ ماحول میں چھائی اداسی کو دور کرنے کے لیے بولے تو سبھی مسکرا دیے اور دیکھتے ہی دیکھتے سب قہقہوں میں مشغول ہو گئے

"اچھا چلو سب اپنے اپنے کام لگ جاؤ جلدی سے اور من ویر تم بچپوں کو تیار کروانے لے جاؤ اور باقی بھی اپنی اپنی ڈیوٹی سنبھالو۔۔"

باؤجی روب سے بولیں تو سب مسکرا دیے

"دادو میں کے جاتا ہوں نہ۔۔"

من ویر کے پیچھے سے حیدر کی منمنناہٹ سنائی دی تو باوجودی نے اپنی پچھڑی اٹھالی جسے دیکھتا وہ گولی کی رفتار سے باہر بھاگا جبکہ باقی سب قہقہے لگا اٹھے اس کی حرکت پر

000

سب لوگ حال پہنچ چکے تھے تینوں دلسیں بھی ویٹنگ روم میں پہنچ چکی تھیں بس اب
 بارات کا انتظار تھا اور یہ انتظار اتنا بھی طویل نہیں ہوا تھا جب ایک بچہ بھاگتا ہوا آیا اور
 باراتوں کے آنے کی اطلاع دی ان تینوں کی دھڑکنیں منتشر ہوئی تھیں شاید ہر لڑکی کے
 ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے اپنے آنے والی زندگی کے بارے میں سوچ کر۔

باہر سے شور کی بھرپور آوازیں آرہی تھیں ڈھول کی تھاپ صاف سنائی دے رہی تھی جب
 جنت ان تینوں کے پاس آئی اور ان کے ہاتھ چومے

"تم لوگ یہ چادر اوڑھ لو اور بارات دیکھ لو یہ اچھا شگن مانا جاتا ہے۔۔"

وہ مسکرا کر بولی تو کرن اور روہاب نے چادر اوڑھ لی مگر تائشہ خاموشی سے بیٹھی رہی

"ماماں میں ابھی نہیں جانا چاہتی پلیز پہلے ہی میری ہارٹ بیٹ اتنی تیز ہو رہی ہے۔"

تائشہ نے بے بسی سے کہا تو جنت سمجھ کر ہاں میں سر ہلا گئی اور چپکے سے روہاب اور کرن کو بارات دکھانے لے گئی جبکہ تائشہ خاموشی سے کھڑکی کے پاس کھڑی ہو گئی جب اپنے پیچھے آہٹ محسوس ہوئی تو اس نے پلٹ کر دیکھا جہاں من ویر سفید رنگ کے کاٹن کے سوٹ میں شال کندھوں پر ڈالے کھڑے تھے اس کے دیکھنے پر وہ مسکرا کر قدم قدم چلتے اس کے قریب آئے تو آنکھیں جھکا کر خود پر ضبط کرنے لگی جب اس کے بابا نے محبت سے اس کا جھکا ہوا سر چوما

"ہم نے سوچا نہیں تھا اتنی جلدی آپ کو رخصت کریں گے کیوں کہ آپ کی کھلکھلاہٹیں ہی تو ہمارے آنگن کو رونق بخشتی ہیں اب جب آپ کی شادی کر رہے ہیں تو لگ رہا ہے ساری رونق کسی دوسرے کے پاس چلی جائے گی۔۔"

www.urdu novels mania.com

وہ آنکھوں میں آنسو مگر ہونٹوں پر مسکراہٹ لیے محبت سے بول رہے تھے مگر تائشہ سے ضبط کرنا مشکل ترین کام ہو گیا اس لیے وہ روتی ہوئی ان کے گلے سے لگ گئی اور اتنے دنوں کا چھایا غبار نکالنے لگی جبکہ من ویر بھی اپنے آنسوؤں کو انگلیوں کے پوروں پر چنتے اس خود میں بھیج گئے

"میں نے دنیا میں تین عورتوں سے عشق کیا ہے ایک میری دادی اور ایک تمہاری ماں مگر تم میرا آخری عشق ہو میری گرگیا جسے دیکھ کر مجھے خدا کی رحمت کا احساس ہوتا ہے اور جسے دیکھ کر مجھ میں دوسروں کی بیٹیوں کے لیے عزت اور مان بڑھ گیا کیوں کہ میرے دل میں خدا کا خوف بیٹھ گیا اس لیے تمہیں رخصت کرنا بہت مشکل ہے پھر بھی میں اپنی بہادر بیٹی کا باپ ہوں ہمت کر لوں گا مگر میری بیٹی اگر اس طرح روئے گی تو اس کے بابا بھی ٹوٹ جائیں گے اس لیے میری جان اب چپ کرو ابھی نکاح شروع ہونے والا ہے۔۔۔"

من ویر کہتے ہوئے آخر میں اس کا چہرہ اپنے سامنے کرتے ہوئے بولے تو وہ سوں سوں
کرتی ہاں میں سر ہلا گئی تبھی جنت کرن اور روہاب کو لے کر کمرے میں داخل ہوئی تو وہ مسکرا
کر باہر چلے گئے جب جنت ان کی حالت سمجھتے ان کے پیچھے ہی چلی گئیں تو وہ تینوں بھی اپنی
اپنی حالت ایک دوسرے سے چھپاتی زبردستی مسکرا دیں

ooo

حال کے احاطے میں ایک طوفانِ بد تمیزی برپا تھا ڈھول کی پر جوش آواز پر افضل صاحب بدر اور دیگر سارے بھنگڑا کرنے میں مصروف تھے جب ایک کزن نے حیدر اور طللال کو بھی

لکھنچ لیا پھر کیا تھا ہر طرف سے ہونٹنگ شروع ہو گئی اب سارے ان پر سے پیسے وار کر ان کا صدقہ اتار رہے تھے ہر کوئی قمتھے لگاتا ان کی خوشی دلی طور پر محسوس کر رہا تھا اور وہ لگ بھی تو اتنے پیارے رہے تھے جبکہ ابراہیم بھی ان کے ساتھ شامل ہوتا اب بھنگڑا کر رہا تھا اور دنیا ان انوکھے دلوں کو دیکھ رہی تھی جو اپنی شادی پر خود ہی پاگل ہوئے جا رہے تھے

کچھ دیر کے پہلے گلے کے بعد وہ سب سٹیج پر آ بیٹھے۔۔۔ جلد ہی ابراہیم کا نکاح شروع ہوا۔
ایجاب و قبول کے مراحل بھی طے ہو گئے تو ہر طرف مبارک باد کا شور اٹھا آج تو ان سب
پر خدا کی عنایت تھی کہ وہ سب اپنی محبتوں کو پانے والے تھے اور کسی بھی انسان کے لیے
اپنی محبت کو پالنا خدا کی طرف سے ملی سب سے بڑی خوشی ہوتی ہے
وہ سب آپس میں ہنس رہے تھے جب دہنوں کی آمد کا شور بلند ہوا جس سے ان تینوں کے
دل بھی دھڑکے تھے

00

دھڑکنیں بڑھ رہی ہیں

وہ قریب آ رہا ہے

خوش نصیبی بن کہ میرا

وہ نصیب آ رہا ہے۔ - !!!!!!!

ساجن ساجن تیری دلہن
تجھ کو پکارے آجا
آ کر میرے ہاتھوں پہ
مہندی تو ہی رچا جا

ساؤنڈ سسٹم پر خوبصورت سا گانا چل رہا تھا جبکہ وہ تینوں قدم قدم چلتی اپنی دلہنوں کو دیکھ
رہے تھے جو لمحہ بالمحہ ان کے دل کی دھڑکنیں منتشر کر رہی تھیں اور لگ بھی تو غضب رہی
تھیں

سب سے پہلے روہاب کی انٹری ہوئی تھی جو اپنے بابا کے ساتھ آبدیدہ سی حال میں داخل
ہوئی تھی اور کافی اداس لگ رہی تھی۔ - حیدر کی نظریں روہاب پر تھیں جو میروں اور گولڈن
کمر کے بھاری لہنگے پر بھاری زیورات پہنے پور پور سچی کوئی شہزادی لگ رہی تھی حیدر بھی
میروں کمر کی شیر وانی پہنے سر پر گولڈن کلمہ پہنے بہت بچ رہا تھا۔ - اور پھر سپاٹ لائٹ میں
سب کی ہونٹنگ کے درمیان بدر نے سیٹج کے پاس پہنچ کر اس کا ماتھا چوما اور بڑے مان سے

اس کا ہاتھ حیدر کی بڑھایا جسے حیدر نے مکمل استحقاق کے ساتھ تھام کر اسے سیٹج پر اپنے برابر میں کھڑا کر لیا تو بدر دل میں ان کی خوشیوں کی دعائیں کرتے سیٹج سے نیچے اتر آئے اور ایک طرف کھڑے ہو گئے مگر وہ اکیلے نہیں تھے ان کے کندھے سے سر ٹکائے ان کی متائے جاں مٹی بھی تھی جو آسودگی سے مسکرا کر اپنی بیٹی کو دیکھ رہی تھی

اب کی بار سپاٹ لائٹ کے حالے میں کرن تھی جس کے ایک طرف اس کے بابا تھے اور ایک طرف ماں اور ان کے ساتھ وہ قدم قدم چلتی آرہی تھی جب سب کی ہونٹ سے گھبرا کر اس نے ہلکی سی نظر اٹھا کر سامنے دیکھا جہاں طلال بھی پر شوخ نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا جسے دیکھتے کرن نے ہڑبڑا کر نظریں جھکا لیں اس کی حرکت پر طلال متبسم ہوا تھا جو سرخ کمر کے لنگے میں سیدھا اس کے دل میں اتر رہی تھی۔ طلال بھی ریڈ کمر کے شیر وانی پہنے ہوئے کافی ہینڈسم لگ رہا تھا۔ بدر کی طرح افضل صاحب نے بھی سیٹج کے قریب پہنچ کر اس کا ہاتھ طلال کے ہاتھ میں دے دیا اور نظروں سے اس کا خیال رکھنے کا کہا جسے سمجھتے طلال نے ہاں میں سر ہلایا تو وہ واپس اتر گئے۔

تائشہ آج بھی گھبرائی سی تھی مگر آج ابراہیم قدر پر سکون تھا کیوں کہ آج اس کے دل کی۔ مراد جو پوری ہو رہی تھی وہ خوش کیوں نہ ہوتا۔۔ نظریں اس پر پیکر کے ارد گرد طواف کر

رہی تھیں جو اپنی بابا کے کندھے سے لگی اپنی ماں کا ہاتھ مضبوطی سے تھامے کوئی ڈری سہمی بچی لگ رہی تھی وہ ٹی پنک اور گولڈن کمر کے لنگے میں پری لگ رہی تھی جبکہ ابراہیم آج گولڈن شیروانی میں تھا۔ تائشہ کے سیٹج پر پہنچتے ہی ہر طرف لائٹس آن ہو گئیں اور فوٹو سیشن کا دور شروع ہو گیا مگر اس نے ایک دفعہ بھی ابراہیم کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا تھا پر خیر ابراہیم بھی آج اپنے موڈ میں تھا اس لیے اسے زیادہ تنگ نہیں کیا

کھانے کے بعد رخصتی کا دور چلا تو ماں باپ کی دعاؤں اور آنسوؤں کے ساتھ وہ تینوں اپنے اپنے شوہروں کے ساتھ رخصت ہو گئیں

000

حویلی میں ان کا استقبال کافی دھوم دھام سے کیا گیا تھا باوجود جی نے اپنی ہر خواہش پوری کی تھی مگر اب وہ مزید رسموں سے منکر چلکی تھیں اس لیے دونوں دلہنوں کو ان کے کمرے میں بھجوا دیا گیا تھا

000

روہاب کو حیدر کے بیڈروم میں جنت بٹھا کر گئی تھیں اور ڈھیر ساری دعائیں بھی دی تھیں جب کچھ ہی دیر میں حیدر بھی کمرے میں آ گیا روہاب کو اب یہ سب کافی مشکل لگ رہا تھا جتنا وہ پچھلے دنوں میں خوش اور پرسکون تھی اب حیدر کی قربت کو سوچ کر اس کی جان ہوا ہو رہی تھی اس لیے حیدر نے کمرے میں آتے وہ خود میں سمٹ سی گئی

"السلام و علیکم!! کیا حال ہے میری ببل۔۔"

حیدر نے آتے ساتھ سوال پوچھا جس کے جواب میں وہ وا علیکم السلام کہتی پھر سے خاموش ہو گئی

"تم زروس تو نہیں ہو رہی۔۔ میری نقلی ڈاکٹرانی؟"

حیدر نے اس کی گھبراہٹ کچھ کم کرنے کے کہا تو سچ میں ریلیکس ہوتی جلدی سے اپنا گھونگھٹ اٹھا کر اسے گھورنے لگی

"آپ ہیں نقلی وکیل اور رہیں گے میں اصلی ڈاکٹر بنوں گی سمجھے آپ۔۔ اور آپ چاہے جو مرضی کہو میں زروس نہیں ہونے والی۔۔ ہنہ۔۔"

وہ غصے سے بولتی حیدر کے دل میں اتر رہی تھی جب حیدر نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنی طرف کھینچا تو اس کی زبان تالو سے چپک گئی کیوں کہ یہ حرکت کافی غیر متوقع تھی

"اچھا کیا بول رہی تھی تم۔۔ بولونہ میں تو بس تمہارا یہ تل زرا قریب سے دیکھ رہا تھا اور تو کچھ نہیں۔۔"

حیدر انتہائی معصومیت سے بولا تو روہاب اسے دیکھنے لگی جب اس کے بائیں آنٹی برو کے کونے پر بنے تل کو حیدر نے محبت سے چوما

کبھی تو موقع ملے گا
کبھی تو وہ سنہرا دن کھلے گا

اس روز میں تمہارے پاس

اور تم صرف میرے پاس

کہ ہم دونوں کے بیچ

ایک خاموشی ٹھہر جائے گی

شاید وہ خاموشی پہلی ہو

جس میں سکون ہو

نہ شامِ ادا اس ہوگی

نہ تنہائیِ پاس ہوگی



میرا ہاتھ تھا مے تم

میرے سسلنے پر

سمر جھکائے تم

ہم دونوں یونہی

آنکھوں ہی آنکھوں سے

باتیں کرتے رہے گے

تو میرے اتنے قریب ہوگی

مجھے اپنے وجود کی ہوش نہیں ہوگی

پر توجہ نظر کے سامنے ہو

تو اپنے وجود کا خیال

رہے گا بھی کیوں؟

آسودگی سے کہتے حیدر نے اس پر اپنی محبت کی برسات کر دی تھی جس میں بھیگتی وہ خود کو بہت خوش قسمت تصور کر رہی تھی

000

"یہ کیا کر رہی ہو۔۔؟"

کمرے میں داخل ہوتے ہی طلال کی صدمے سے بھرپور آواز گونجی تھی جب کرن نے حیرانگی سے اسے مڑ کر دیکھا

"کیا لال یار میں اتنا تنگ گئی ہوں یہ سب پہن پہن کر پورا جسم درد سے بھر گیا ہے اس لیے یہ سب اتارنے لگی تھی۔۔۔"

وہ بے بسی سے رونی صورت بنا کر بولی تو طلال کا دل کیا اپنا ماتھا پیٹ لے اس بے حس لڑکی کی بیوقوفی پر جو ابھی اس کے سارے ارمانوں پر پانی پھیرنے والی تھی کہاں وہ سوچ رہا تھا کہ وہ شرمائی گھبرائی سی بیٹھی اس کا انتظار کر رہی ہوگی اور کہاں وہ دوپٹے سے بے نیاز اپنے زیورات اتار رہی تھی

www.urduNovelsMania.com

طلال جلدی سے آگے بڑھا اور اس کا رخ اپنی طرف کیا

"جانِ لال اپنے شوہر نامدار کا بھی سوچ لیتیں جس نے اس دن کا اتنی بے صبری سے انتظار کیا ہے۔۔۔"

طلال کی گھمبیر سرگوشی سے وہ پل میں سرخ ہوئی تھی اور گھبرا کر رخ شیشے کی طرف کر لیا تو طلال اس کی حالت سمجھتا مسکرا کر اس کے بالوں میں سے پنزنکا لے لگا سارے زیورات

اتار کر ڈریسنگ ٹیبل پر رکھتے طلال نے اس کا ماتھا چوما اور اس کی منہ دکھائی کا گفٹ اس کے سامنے کیا

جہاں سونے کے بیج پر چاندی سے ڈی ایس پی کرن لکھا تھا مطلب آج اس کی خوشیوں کا دن تھا اس کا پر موشن ہو چکا تھا ایس پی سے ڈی ایس پی کے عہدے پر جسے دیکھتی وہ چیخ کر طلال کے گلے کا ہار بن گئی تو طلال نے بھی اسے شدت سے خود میں بھیج لیا جسے محسوس کرتے وہ اس کے سینے پر سر رکھتی سکون سے آنکھیں موند گئی اور رات لمحہ بالمشہد سرکتی ان کی خوشیوں کی دعا کرتی جا رہی تھی

وہ سازِ محبت پھونک کر میرے کانوں میں
مجھ سے پوچھتا ہے
کیا محبت ہے؟
www.urdu novels mania.com

میں بے اختیار کہہ اٹھتی ہوں
ہاں محبت ہے۔

آہستہ سے طلال کے کانوں میں رس گھول کر اس کے ماتھے پر اپنی پنکھڑیوں جیسے لب رکھتی وہ جلدی سے اس کے ہی سینے میں چھپ گئی تو طلال قہقہہ لگاتا اسے گدگی کرنے لگا جس سے ہر طرف کرن کی کھلکھلاہٹیں گونج اٹھیں

000

ابراہیم تائشہ کو رخصت کر کے اپنے گھر لایا تھا جہاں فریجہ بیگم نے ان کا استقبال کر کے تائشہ کو اس کے کمرے میں بھیج دیا اور خود بھی آرام کرنے چلی گئیں کیوں کہ اگر کافی لمبا تھا اسلیے ابھی تک چلے تھے اور اب کسی میں ہمت نہیں تھی کہ مزید کوئی رسم کی جاتی

ابراہیم کمرے میں آیا تو وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے پیٹھی تھی جبکہ آنکھیں بند تھیں جب ابراہیم اس کے پاس جا کر بیٹھا اور اس کے ہاتھ تھامے تو وہ جھٹ سے آنکھیں کھول کر سیدھی ہوئی جس سے اس کی آنکھیں ابراہیم کی آنکھوں سے ٹکرائی تھیں نظروں کا یہ تبادلہ اتنا جاندار تھا کہ ابراہیم اپنا دل تھام کر بیٹھ گیا

"اففففف بہت تنہا تھی کہ کاش یہ آنکھیں ایک بار تو مجھے دیکھ لیں کاش ایک دفعہ تو میں انہیں اٹھا ہوا دیکھوں مگر جب بھی دیکھیں جھکی ہوئی دیکھیں مگر آج معلوم ہوا کہ اگر یہ نظریں آج سے پہلے اٹھتیں تو اس ناچیز کی جان ضرور لے جاتیں۔۔"

ابراہیم نے دل ہر ہاتھ رکھے گھمبیر لہجے میں کہا تو تائشہ نے جلدی سے نظریں چرا لیں جب ابراہیم نے بیڈ پر گرتے اسے بھی خود ہر گرا لیا تو گھبرائی سی اس کے وسیع سینے کا حصہ بنی

"میرے اختیار میں اگر ہو تو تمہیں گلے لگا کے چاروں طرف محبت کی اک لکیر کھینچ دوں کہ کوئی دکھ تم تک پہنچ نہ سکے، کوئی غم تمہیں کبھی نہ ستائے"

سارے خواب حقیقتوں میں بدل سکوں۔ تمہارے دن رات صبح شام محبتوں سے سجا سکوں۔ اور سب سے بڑھ کر تمہاری ان جھکی ہوئی نظروں میں اپنا یہ عکس ہر پل دیکھوں"

ابراہیم کا ایک ایک لفظ تاشی کے دل کو چھو رہا تھا اس لیے وہ بنا پلکیں جھپکائے اسے دیکھے جا رہی تھی جسے محسوس کرتے ابراہیم نے بھی اپنی پلکوں کو جھپکنے نہیں دیا تھا کہ کہیں یہ منظر غائب نہ ہو جائے

"آبر۔۔"

وہ گھبرا گئی اس کی نظروں میں اپنے لیے جزبات کی شدت دیکھ کر اس لیے بے خودی میں اسے ہی پکار بیٹھی

"جی جانِ ابر حکم۔۔"

اس کے ہونٹوں کو کھو کر ابراہیم نے کہا تو وہ بھول گئی اسے کیا بات کرنی تھی اور جلدی سے اٹھنے لگی جب ابراہیم نے کروٹ بدل کر اس پر دسترس حاصل کی

چلتے ہوئے مجھ میں کہیں ٹھہرا ہوا تو ہے

رستہ نہیں، منزل نہیں، اچھا ہوا تو ہے!!

تعبیر تک آتے ہی تجھے چھوٹا پڑے گا

لگتا ہے کہ ہر خواب میں دیکھا ہوا تو ہے

مجھ جسم کی مٹی پہ ترے نقش کف پا

اور میں بھی بڑا خوش کہ ارے کیا ہوا تو ہے

میں یوں ہی نہیں اپنی حفاظت میں لگا ہوں
مجھ میں کہیں لگتا ہے کہ رکھا ہوا تو ہے

وہ نور ہو آنسو ہو کہ خوابوں کی دھنک ہو
جو کچھ بھی ان آنکھوں میں اٹھا ہوا تو ہے

اس گھر میں نہ ہو کر بھی فقط تو ہی رہے گا
دیوار و درِ جاں میں سما یا ہوا تو ہے

ابراہیم کی غزل گوئی پر وہ حیران ہوئی تھی کیوں کہ اسے امید نہیں تھی اتنا سریس بندہ شاعری بھی جرسکتا ہوگا

"چلو آؤ نفل ادا کریں ورنہ میری نیت خراب ہو جائے گی جانم۔"

وہ اس کی حیران آنکھوں کو چوم کر اس کے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لیتا اسے بے حال کر کے شرارت سے بولا تو تانہ نشہ اسے سائیڈ پر کرتی جلدی سے واشروم بھاگ گئی اور پیچھے وہ

بھی مسکراتا اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اپنی خوشیوں کی دعا کرنے لگا جو کہ یقیناً عرش الہی تک پہنچ گئی تھیں

000

محبت۔۔!! کچھ نہیں ہمد
ہے بس!!! امتحان مسلسل

دشتِ عشق کے ماروں کی...!!!؛
یہاں نکلتی ہے جانِ مسلسل؛

وہ جو تھے بدنام زمانہ یارو
انہیں کو ملتے ہیں انعام مسلسل

میں جو کشتولِ آرزو لیے پھرتا ہوں
مجھ ہی پہ ہے عشق کا فقدان مسلسل

تیرے بغیر ہم دشتِ عشق میں چلے ہمیش
ہیں یہ بھی تیرے ہم پہ احسان مسلسل
نمیش شاہ

000

ختم شد